مجموعہ نوحہ جات

انجمن ذوالفقارِ حیدری

حصّہ دوم

زندہ یہ بیداری رہے　　یہ سلسلہ جاری رہے
ہم ہوں نہ ہوں اس بزم میں　　قائم عزاداری رہے

سیّد علی محمد رضوی (سچّے بھائی)

MBA محفوظ

محفوظ بُک ایجنسی، امام بارگاہ شاہِ نجف مارٹن روڈ کراچی

اعزازی کاپی

جناب ......رضا بھائی......

منجانب صادق عباس قزلباش

جنرل سیکریٹری

انجمن ذوالفقار حیدری

ذوالفقار حیدری

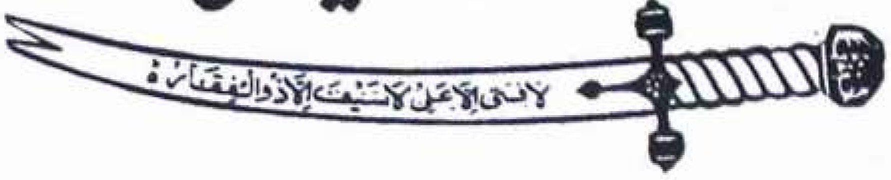

مجموعہ نوحہ جات

انجمن ذوالفقار حیدری

(حصہ دوم)

شاعر اہل بیت سید علی محمد رضوی (سچے)

اور دیگر معروف شعرا کے کلام کا مجموعہ

پیشکش

صادق عباس قزلباش

ترتیب و تدوین

اے ایچ رضوی

★

محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

جملہ حقوق بہ حق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: --------------------- مجموعہ نوحہ جات انجمن ذوالفقار حیدری

پیشکش: --------------------- صادق عباس قزلباش

ترتیب و تدوین: --------------------- اے ایچ رضوی

سن اشاعت: --------------------- مارچ ۲۰۰۲ء

تعداد: --------------------- ۱۰۰۰

ناشر: --------------------- محفوظ بک ایجنسی، کراچی

بہ تعاون: --------------------- انجمن ذوالفقار حیدری

کمپوزنگ: --------------------- احمد گرافکس، کراچی

ہدیہ: --------------------- مجلد -/125 روپے

غیر مجلد -/100 روپے

ناشران

محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

دھوم ہے سارے جہاں میں از زمین تا آسماں

گوہر جارچوی

دھوم ہے سارے جہاں میں از زمین تا آسماں
بارہا دنیا نے دیکھا یہ شجاعت کا سماں
جب کوئی بولا کہیں ذکر شہہ دیں کے خلاف
ذوالفقار حیدری نے کاٹ دی اس کی زبان

نبیؐ نے جس کے سچّا سنایا ہے ہر پیام
مقبول بارگاہ ہوا جس کا ہر کلام
جھوٹی روایتوں کا کیا جس نے قتل عام
ہے ذوالفقارِ حیدری اُس انجمن کا نام

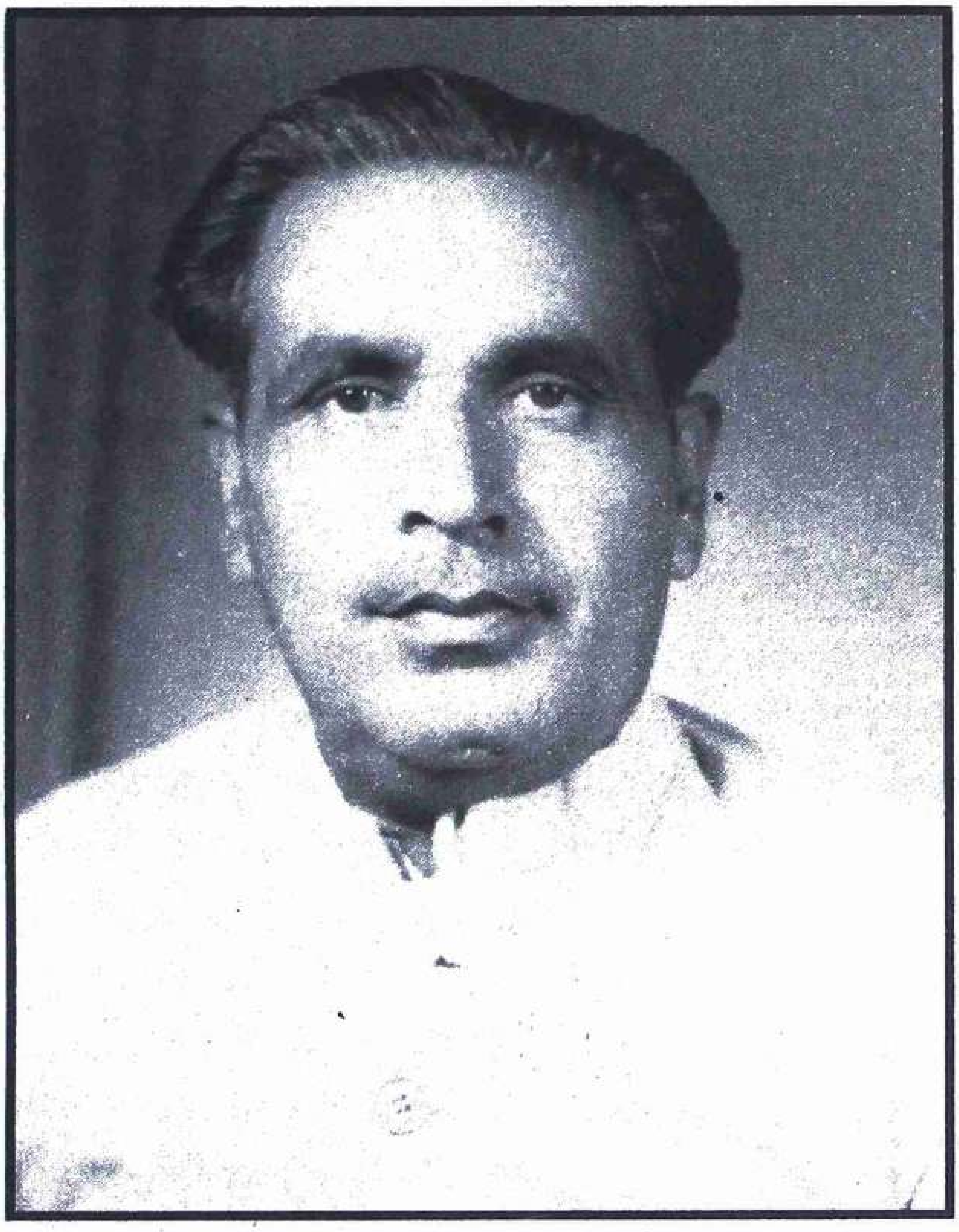

مرحوم بادشاہ مرزا (بانی انجمن)

مرحوم سید علی عباس رضوی (بشّے)

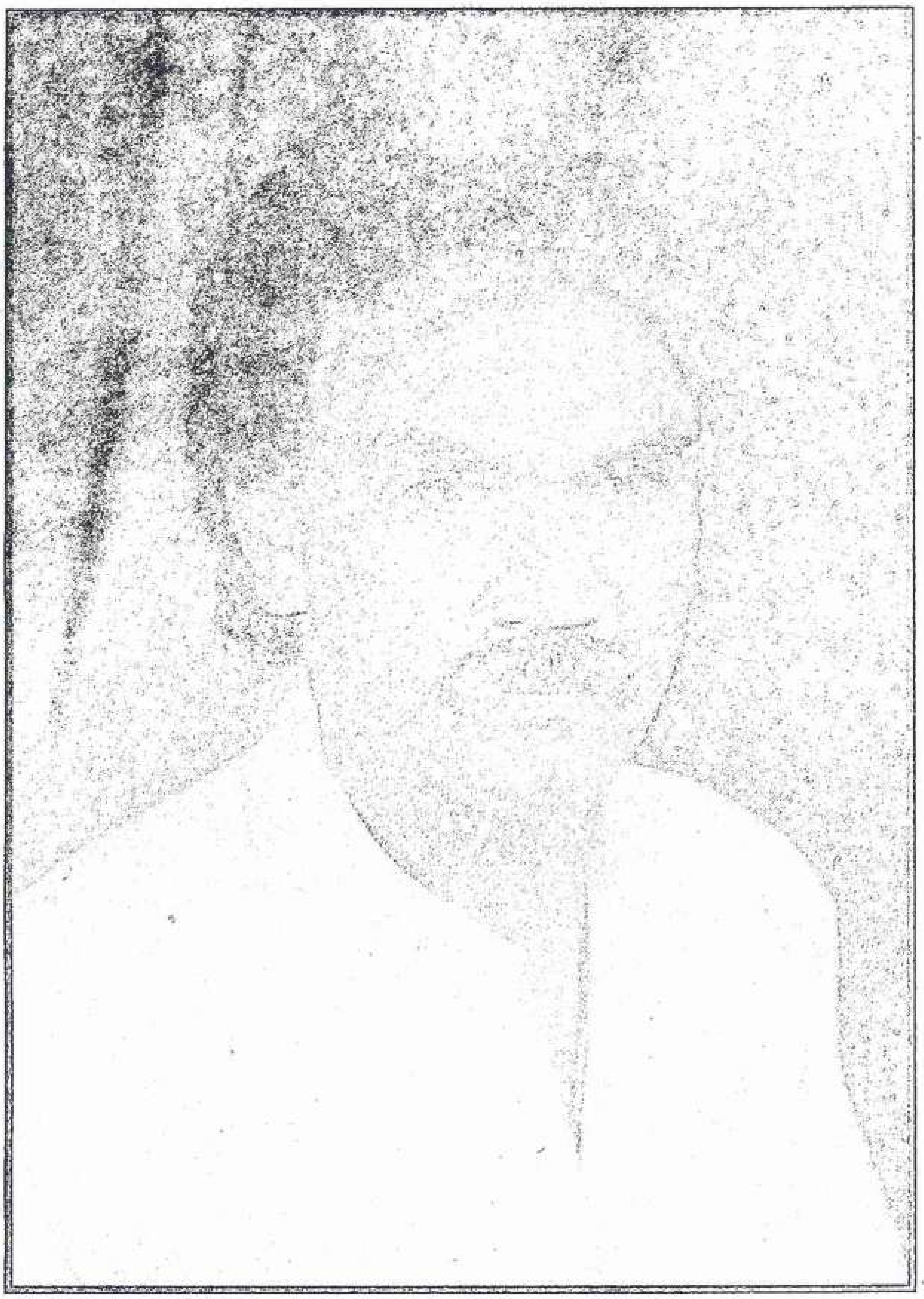

سید آل حیدر رضوی
(صاحب بیاض)

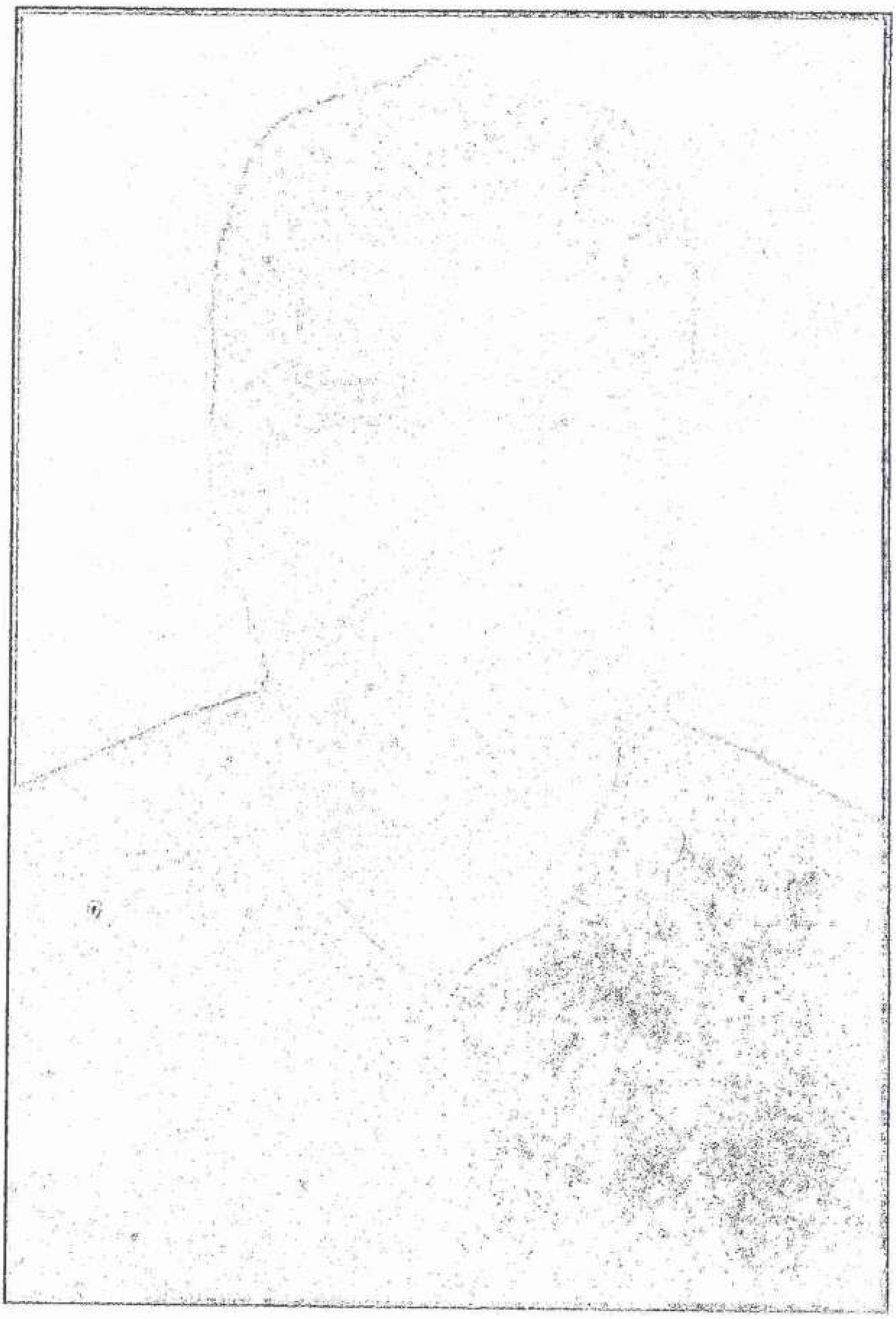

سیّد حسین عباس رضوی (بادشاہ)

معاون صاحب بیاض

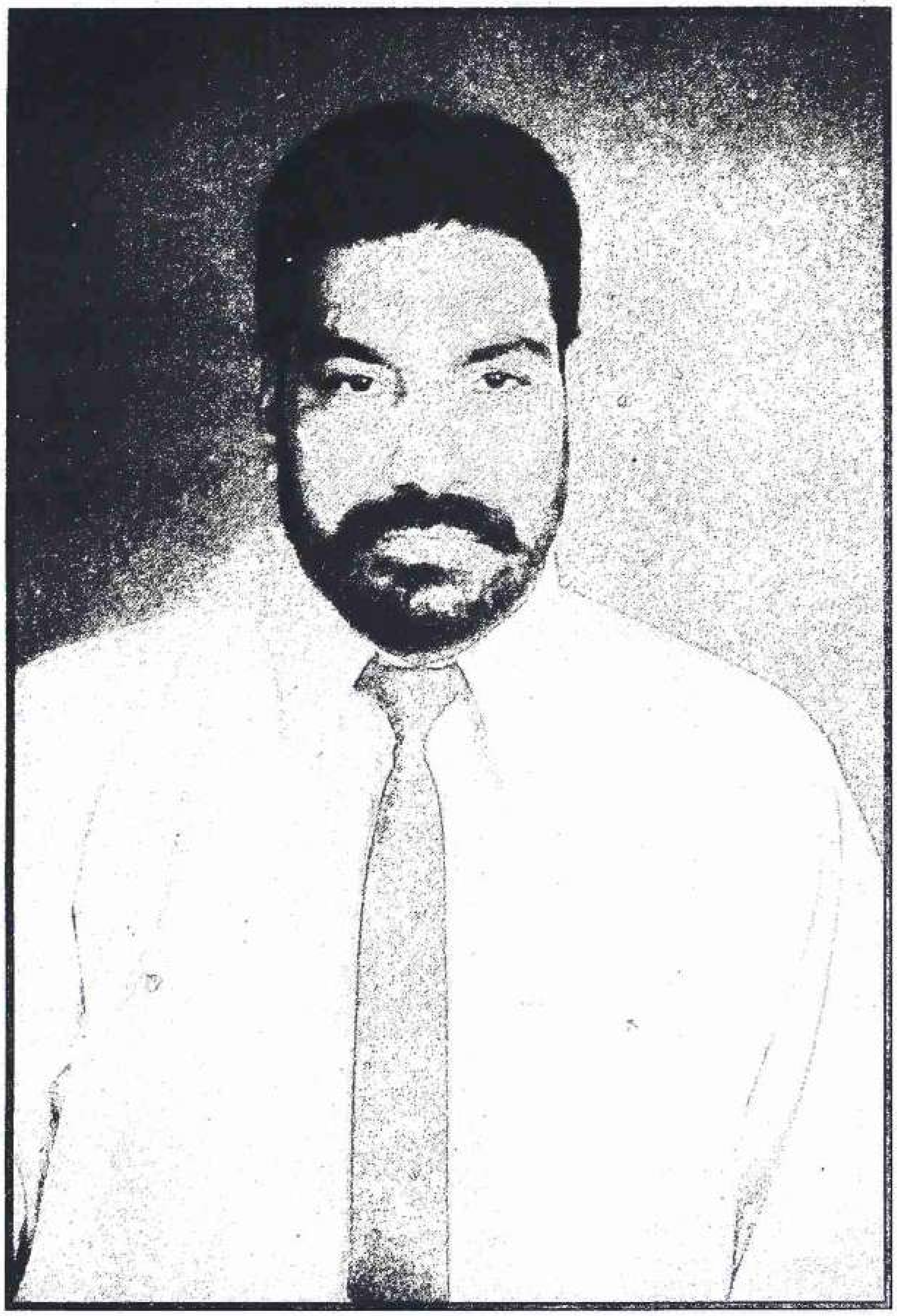

صادق عباس قزلباش
(جنرل سیکرٹری)

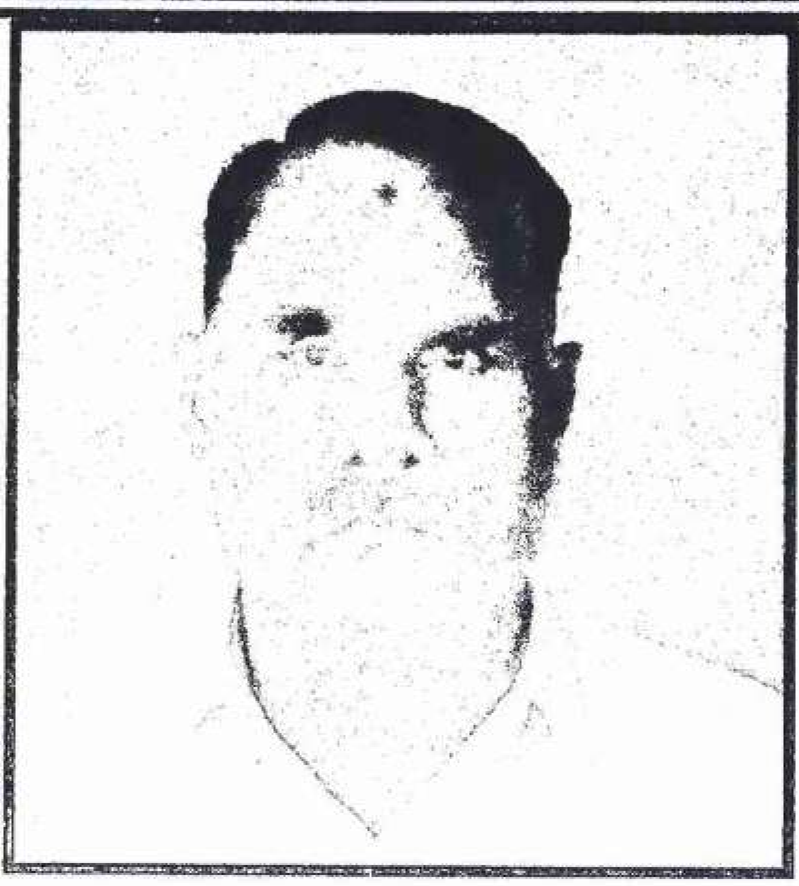

سید سرور حسین رضوی
(نائب صدر)

سید اقبال حسین رضوی (خازن)

قمر حیدر (سالار دستہ)

سید علی عباس رضوی (نائب سالار دستہ)

معاون صاحب بیاض

ریاض مرزا (سیکریٹری نشر و اشاعت)

سید علی حامد

سید اصغر حسین رضوی

سید مزمل حسین رضوی

سید محبوب علی تابش

سید حسن مہدی رضوی

اراکین
رابطہ کمیٹی

قاسم عباس قزلباش

سید نسیم الحسن عابدی

سید قمر عالم تاب

سید اطہر علی جعفری

سید ضمیر امام عابدی

سید حیدر مہدی رضوی

سید قمر حسین

فہرست

مصرعہ	شاعر	صفحہ نمبر
حرفِ آغاز	صادق عباس قزلباش	۱۸
جنگ دفاعِ قوم کا جرّار چل بسا	سید نواب حسن رضوی	۲۰
سچ اور سچے بھائی	مولانا سید حسن ظفر نقوی	۲۱
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۲۳
جُز خدا کوئی نہیں ہے اپنے سر پر دوسرا	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۲۶
زینبؑ یہ دعا کرتی تھیں ہر ایک دعا میں	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۲۷
ہائے مرا بیمار امام	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۲۸
لو زنداں شام سے چھٹ کر زینبؑ آ گئی بھائی	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۳۱
ہر پل ساعت ہر دم، ماتم ہاں شہہ کا ماتم	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۳۴
مصیبت کی گھڑی اور شام کے بڑھتے ہوئے سائے	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۳۶
صغرا نے کہا ہائے برادر نہیں آئے، اکبرؑ نہیں آئے	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۳۷
یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوار ہے	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۳۹
صغرا نے لکھا خط میں کہ زہرہؑ کے دل و جاں	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۴۱
کربلا میں قیامت کا اک شور ہے	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۴۳
زینبؑ نے کہا یہ رو رو کر میں قیدی ہوں	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۴۵
اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۴۷
اے شیر نیستان، حیدرؑ عباسؑ	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۴۹
زہراؑ کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۵۱
فاطمہؑ کے چین نے، علیؑ کے نورعین نے	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۵۳
ہاں عزادارِ حسینی، یہ چلن زندہ رہے	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۵۵
زیرِ قدم ہے قبر کی منزل بڑھنا آگے حشر کا میداں ہے	سید علی محمد رضوی (سچّے)	۵۷

کچھ نہیں، ہم غم سرورؑ کے سوا مانگتے ہیں	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۵۷
صدائیں دے رہی ہے، ٹھوکریں کھاتی ہے ماں دردر	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۵۹
علیؑ ازل سے مری روح کی پکار میں ہے	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۶۰
زینبؑ بے ردا شام کا بازار خدایا	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۶۱
قرآن اور حسین	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۶۲
آتی ہے سکینہؑ کی صدا کرب و بلا سے	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۶۴
تم سے بچھڑ کے ماں کا مشکل بہت جینا	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۶۵
یہ کہتے تھے شہہ مُضطر سکینہؑ ہم نہیں ہوں گے	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۶۶
ہوگئی آہ بے پدر زینبؑ	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۶۷
پیاسا ہے تین روز سے کنبہ رسولؐ کا، اے نہر علقمہ!	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۶۸
کیسے ہو مسلمان چراغوں کو بجھا دو	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۷۰
ہے عجب شام کے زندان میں کہرام بپا	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۷۱
حسینؑ سب تیری قربانیوں کا صدقہ ہے	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۷۳
صدیوں سے اُٹھا رہا ہے غازی کے علم کو	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۷۴
ہے رخصت کی گھڑی اے کربلا والوں خدا حافظ	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۷۵
شبیرؑ کا ماتم کیا زہرؑہ سے دعا لی	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۷۵
جنت ہے دو قدم پہ، قدم تو بڑھا کے دیکھ	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۷۶
تاجدار امامت، وصی نبی، علیؑ ہے، علیؑ	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۷۷
پیغام حسینؑ ابن علیؑ زندہ رہے گا	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۷۹
خوشبوئے عباسؑ غازی، جب قریب آنے لگی	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۸۱
ذرّہ کو شہہ نے مہر درخشاں بنا دیا	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۸۲
اکبرؑ نہیں آئے اصغرؑ نہیں آئے	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۸۴
جب کبھی فرش عزا شہہ کا بچھا دیتے ہیں	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۸۵
جل چکے خیمے شہہ دیں کے، فضا خاموش ہے	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۸۷
زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ	سیدعلی محمد رضوی (سچے)	۸۸
مولا علیؑ علیؑ مرا آقا علیؑ علیؑ	مجاہد لکھنوی	۹۰

رہ رضا میں وہی لوگ کامیاب رہے	مجاہد لکھنوی	۹۱
کہتے تھے کماں دار سے بے شیر کے تیور	مجاہد لکھنوی	۹۲
بولی بانو ڈھونڈھنے جاؤں تمہیں دلبر کہاں	مجاہد لکھنوی	۹۳
رَن سے آکر علی اکبرؑ نے جو مانگا پانی	مجاہد لکھنوی	۹۴
سورج نکلا تھا یثرب میں کرب و بلا میں شام ہوئی	مجاہد لکھنوی	۹۶
ذکرِ غمِ شبیرؑ میں یوں عمر گزر جائے	مجاہد لکھنوی	۹۷
نقشِ غم دیکھ لے اعمال کی تحریر نہ دیکھ	مجاہد لکھنوی	۹۸
سکینہؑ نے یہ زینبؑ سے کہا، بابا نہیں آئے	مجاہد لکھنوی	۱۰۰
قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا	مجاہد لکھنوی	۱۰۱
دو جہاں میں کون ہے مثلِ علیؑ مرتضےٰ	مجاہد لکھنوی	۱۰۴
جو مانتے نہیں ہیں شہہ تشنہ کام کو	مجاہد لکھنوی	۱۰۶
چراغ اُلفت حیدرؑ سے لَو لگائے ہوئے	مجاہد لکھنوی	۱۰۷
آئی جو حشر میں صلۂ اشک غم کی بات	مجاہد لکھنوی	۱۰۸
جب زباں پر علیؑ کا نام آیا	مجاہد لکھنوی	۱۰۹
سر کو اٹھا کے کفر کا جب کاروان چلا	مجاہد لکھنوی	۱۱۰
پیری تھی دم جنگ کہ سرورؑ کی جوانی	مجاہد لکھنوی	۱۱۱
اگر تیرِ ستمگر زد سے اصغرؑ کی نکل جاتا	مجاہد لکھنوی	۱۱۲
ہر دل کی یہ پکار ہے لبیک ! یاحسینؑ	مجاہد لکھنوی	۱۱۳
لیکے جب اذن وغا، رن کو علی اکبرؑ چلے	مجاہد لکھنوی	۱۱۴
کربلا میں آکے دیکھو انقلاب زندگی	مجاہد لکھنوی	۱۱۵
کیا کوئی سمجھے گا عظمت اور شان اہلبیت	مجاہد لکھنوی	۱۱۶
اے حسینؑ ! اے ابن حیدرؑ ! اے حسینؑ	مجاہد لکھنوی	۱۱۷
ملی تھی کس کو یہ رفعت حسینؑ سے پہلے	مجاہد لکھنوی	۱۱۸
آکے ساحل پہ جو سقائے سکینہؑ ٹھہرا	مجاہد لکھنوی	۱۱۹
آنسو میری آنکھوں سے رواں دیکھنے والے	مجاہد لکھنوی	۱۲۰
کربلا والوں بڑھادی کربلا کی آبرو	مجاہد لکھنوی	۱۲۱

جب رن میں عملدار کی شمشیر چلی ہے	مجاہد لکھنوی	۱۲۲
ہمارا غم وہ غم ہے جس کو اہل دل سمجھتے ہیں	مجاہد لکھنوی	۱۲۳
عزادارانِ شاہ کربلا ہم	مجاہد لکھنوی	۱۲۴
ہوں منتظر کہ کب آئے پیام کرب و بلا	مجاہد لکھنوی	۱۲۵
باقی ہے دو جہاں میں جب تک خدا کا نام	مجاہد لکھنوی	۱۲۶
یوں کہیں وعدۂ طفلی کی وفا ہو تو سہی	مجاہد لکھنوی	۱۲۷
جوانی تو علی اکبرؑ لٹا دی	مجاہد لکھنوی	۱۲۸
جب کیا جائے گا محشر میں عبادت کا سوال	مجاہد لکھنوی	۱۲۸
یوں چلے کرب و بلا سے سوئے کوثر پیاسے	مجاہد لکھنوی	۱۲۹
وہ کربلا وہ دن میں اصغرؑ کی بے زبانی	مجاہد لکھنوی	۱۳۰
جاں میری، خاک روضۂ شاہ ہدا میں ہے	مجاہد لکھنوی	۱۳۱
کربلا میں اہل حق کے بانکپن کو دیکھ کر	مجاہد لکھنوی	۱۳۲
آئے گی تجھ کو نہ کل نہر فرات	مجاہد لکھنوی	۱۳۳
رسن ظلم میں ننھی سے کلائی ہوگی	مجاہد لکھنوی	۱۳۴
دل سے غم حسینؑ نہ ہو کم خدا کرے	مجاہد لکھنوی	۱۳۵
جو طفلِ گھر میں شہہ لافتیٰ کے پلتے ہیں	مجاہد لکھنوی	۱۳۶
دیکھ کر ہیبت عباسؑ زمانہ، زمانہ ٹھہرا	مجاہد لکھنوی	۱۳۷
کس کو بے دینوں نے مارا اے زمین کربلا	مجاہد لکھنوی	۱۳۷
زندہ باد! اے کربلا، پائندہ باد اے کربلا	مجاہد لکھنوی	۱۳۹
اکبرؑ کی نو جوانی، اصغرؑ کی بے زبانی	مجاہد لکھنوی	۱۴۲
اُدھر لاکھوں کا لشکر ہے اِدھر سرورؑ اکیلے ہیں	مجاہد لکھنوی	۱۴۴
یوں اُٹھے ماتم سرورؑ کو عزادار کے ہاتھ	مجاہد لکھنوی	۱۴۵
مر کے بھی عباسؑ کا ساحل پہ لاشہ رہ گیا	مجاہد لکھنوی	۱۴۶
کیا کیا ستم حسینؑ کے دل پر گذر گئے	مجاہد لکھنوی	۱۴۷
شان اسلاف کی دنیا کو دکھا دو اٹھ کر	علامہ محسنِ اعظم گڑھی	۱۴۸
وغا کو عباسؑ آ رہے ہیں کہ حشر گیتی میں آ رہا ہے!	نسیم امروہوی	۱۴۹

اے گُل زہراؑ اے اصغرؑ	نسیم امروہوی	۱۵۰
جب افتخار رسولؐ زماں شہید ہوا	نسیم امروہوی	۱۵۲
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ	نسیم امروہوی	۱۵۵
عجیب کام کیا تونے مرحبا زینبؑ	نسیم امروہوی	۱۵۷
گہوارے میں اک طفل کو دیتی تھی ماں یہ لوریاں	نسیم امروہوی	۱۶۰
جب کربلا کی سمت بڑھا حق کا رہنما	قیصر بارھوی	۱۶۲
گھر فاطمہ زہراؑ کا عجب شان کا گھر ہے	مولانا حسن امداد	۱۶۵
اس جوان کی مگر بات ہی اور ہے	مولانا حسن امداد	۱۶۷
رہ گیا خود پسرِ ساقیِ کوثر پیاسا!	محشر لکھنوی	۱۶۸
قلب انساں پہ غمِ شہہ کا اثر ہے کہ نہیں	محشر لکھنوی	۱۶۹
ہم زندہ ہیں ماتمِ شبیرؑ کے لئے	محبّ فاضلی	۱۷۰
لمحہ لمحہ، علیؑ علیؑ کیجیے	محبّ فاضلی	۱۷۲
کربلا والوں نے رکھ لی انبیاءؑ کی آبرو	محبّ فاضلی	۱۷۴
زخموں سے بدن چور ہے تنہا ہی کھڑا ہے	محبّ فاضلی	۱۷۶
تپتی ہوئی ریتی پر شبیرؑ کا لاشہ ہے	محبّ فاضلی	۱۷۷
اونچا رہے گا، حضرت عباسؑ کا علم	محبّ فاضلی	۱۷۸
زندگی آل محمدؐ سے وفاداری ہے	محبّ فاضلی	۱۸۰
بعد عاشورہ یہ زینبؑ کی فغاں تھی، یاحسینؑ!	محبّ فاضلی	۱۸۱
پرہول رات اہل حرم اور وہ کربلا	محبّ فاضلی	۱۸۲
جب ادا خنجر تلے شبیرؑ کا سجدہ ہوا	محبّ فاضلی	۱۸۴
روک سکتے نہیں شعلے بھی عزاداروں کو	محبّ فاضلی	۱۸۶
دبدبہ کس کا، حشم کس کا، علم کس کا	محبّ فاضلی	۱۸۷
عزت خدا کے دین، کی بچالی حسینؑ نے	محبّ فاضلی	۱۸۸
پتھر ہے آنکھ جس میں کہ اشک عزا نہیں	محبّ فاضلی	۱۸۹
جو دل میں اُلفتِ حیدرؑ نہیں ہے	وصی فیض آبادی	۱۹۱
غم نہ دینا کبھی یارب غمِ سرورؑ کے سوا	وصی فیض آبادی	۱۹۲

مقصدِ صلح حسنؑ تھا دین کی تعمیر تک	وصی فیض آبادی	۱۹۳
کربلا منزل ارباب وفا آج بھی ہے	وصی فیض آبادی	۱۹۵
کہتی تھی یہ رو رو سکینہؑ میرے بابا عموؑ نہیں آئے	یاور اعظمی	۱۹۸
جب مصیبت میں بشر کا نگراں کوئی نہ ہو	پیام اعظمی	۲۰۰
لیلیٰ کا چاند ڈوب گیا قتل گاہ میں	یاور اعظمی	۲۰۲
بانوؑ نے کہا اے میرے جانی علی اکبرؑ	یاور اعظمی	۲۰۳
نیزۂ ظلم نے کب سینۂ اکبرؑ توڑا	تجمل لکھنوی	۲۰۴
گھٹا الم کی اگر چھا گئی تو کیا ہوگا	کاظم	۲۰۶
آج بھی گیتی کے سینہ پر اس کا علم لہرائے تو	ذکی بریلوی	۲۰۶
دُر نجف سے ہٹوں گا نہ سنگ در کی طرح	سلیم	۲۰۷
عالم نہاں میں ذات رسالتمآب میں	سلیم	۲۰۸
خون کے آنسو لہو لہو یہ منظر تیرے نام	رزمی	۲۱۰
تھا شام کے زنداں میں سکینہؑ کا یہ نوحہ، کب آؤ گے بابا	آلِ حیدر	۲۱۲
بین کرتی تھیں یہ زینبؑ کہ بچاؤ بھائی	آلِ حیدر	۲۱۳
السّلام اے خاتمِ کارِ نبوّت السّلام	—	۲۱۴
قربانی ارباب وفا مانگ رہی ہے	—	۲۱۷
اُم رباب بیٹھی شہہ دیں کی قبر پر	—	۲۱۸
باقی رہا ہے کون جہاں میں فنا کے بعد	—	۲۲۰
ہائے سیدہؑ تو نے چین اک نہ پل پایا	—	۲۲۱
لکھا ہے ہر ورق پہ تاریخ کربلا کے	—	۲۲۲
مسجد کوفہ ہے روزہ دار ہے	—	۲۲۳
رن میں ہے نالہ کناں زینبؑ دلگیر حسینؑ	—	۲۲۴

حرفِ آغاز

تمام تعریفیں اس خدائے بزرگ و برتر کے لیے جس نے محمدؐ آل محمدؐ کو خلق فرمایا اور ہمارے دلوں میں غم حسینؑ کے اجالے بھر کر ہمارے سینوں کو منور کیا جس کی تقدیر میں غم حسینؑ ہے حشر کی خوشیاں کا بھی وہی حقدار ہے۔ غم حسینؑ ایسی عظیم الشان عبادت ہے جو کبھی قضا نہیں ہوتی اور جس کے بغیر اجر رسالت ادا نہیں ہوتا۔ آج چودہ سو سال ہو چکے ہیں غم حسینؑ کا قافلہ اپنی آن بان کے ساتھ رواں دواں ہے۔ یہ قافلہ تا بہ قیامت رواں دواں رہے گا انشاء اللہ عشق محمدؐ و آل محمدؐ سے مالا مال اس قافلے کو روکنے اور لوٹنے کے لیے بڑے بڑے قزاقوں نے اپنی تمام تر طاقتوں اور قوتوں کے ساتھ کوششیں کیں مگر ان قزاقوں کی سانسیں رک گئیں یہ قافلہ نہ رکا اور نہ ہی رکے گا۔

رک جائیں گی شبیرؑ کے ماتم کی صدائیں
کیا ایسا کسی دور میں ہوگا، نہیں ہوگا

غم حسینؑ کا قافلہ اپنی منزل کی جانب بڑھتا جا رہا ہے اور انشاء اللہ بڑھتا ہی رہے گا۔ یہ قافلہ مسافران جنت کا قافلہ بھی کہلاتا ہے اس کا ایک ایک مسافر اپنے فرائض کو اپنی تمام تر جانفشانی سے بحسن وخوبی انجام دیتا ہے۔

کوئی فرش عزا بچھاتا ہے، کوئی گریہ و زاری کرتا ہے، کوئی ذاکری کرتا ہے، کوئی نوحہ نگاری کرتا ہے اور کوئی نوحہ خوانی کر کے اپنے فرض کو ادا کرتا ہے۔ بات نوحہ خوانی کی آ گئی جس کا ایک ایک حرف سچا ہوتا ہے اور اس سچائی کو جس خوبصورتی سے سچے بھائی نے عام کیا اس مقام حسن تک ابھی تک کوئی نہیں پہنچ سکا سچے بھائی کو خدا نے بڑی صلاحیتوں سے نوازا تھا انہوں نے جو کلام بھی پڑھا جب بھی پڑھا مقبول عام ہوا۔

یہ بات ان کے خلوص کی شہادت دیتی ہے۔ غم حسینؑ کے سچے مسافروں میں یہ

مسافر ایسا منفرد تھا کہ تمام سچے مسافروں کے درمیان رہتے ہوئے سچے کا خطاب انہی کو حاصل ہوا۔

آج وہ ہمارے درمیان نہیں مگر ہماری نظروں سے اوجھل ہو کر بھی قافلہ غم حسینؑ کی خدمت کر رہے ہیں خداوند کریم ان کے درجات کو بلند کرے، سچے بھائی کے پڑھے ہوئے سچے کلاموں پر مشتمل بیاض نذر قارئین کی جا رہی ہے۔

شہزادی زینبؑ ہماری اس خدمت کو قبول فرمائیں (آمین)

صادق عباس قزلباش

جنرل سیکریٹری

انجمن ذوالفقار حیدری

جنگ دفاعِ قوم کا جرّار چل بسا

سید نواب حسن رضوی

۱۵ اگست ۲۰۰۰ء، نیو جرسی، امریکہ

جنگ دفاعِ قوم کا جرّار چل بسا
اس مورچے کا کوہِ گراں بار چل بسا

وہ تاجدارِ کشور توصیف اہل بیت
عباسؑ کے علم کا علمدار چل بسا

کہہ دو انھیں جو کہتے ہیں ماتم گناہ ہے
اِس بدعتِ حسن کا گنہگار چل بسا

سچ کو نہیں زوال نہ سچّے کو ہے اجل
ہم مانتے نہیں ہیں یہ زنہار چل بسا

گر ذکرِ اہل بیت کو فن کیجیئے شمار
دنیائے اہل فن کا جہاں دار چل بسا

سر خیل اہل قافلۂ نعت و منقبت
حسّان وقت و خادم تمار چل بسا

حُبِّ ابو تراب تھا جس کے خمیر میں
صنّاعی ازل کا وہ شہہ کار چل بسا

تھا فرط غم سے شہہ کے نہایت جگر فگار
آنکھیں ہوئی تھیں درد سے خونبار چل بسا

دست قضا نے جبکہ کیا جاں کا سوال
سائلِ کو رد نہ کر سکا ناچار چل بسا

وہ بے نیاز نعرۂ تحسین تھا حسنؔ
ہاں اجرِ فاطمہؑ کا طلبگار چل بسا

سچ اور سچّے بھائی

مولانا سید حسن ظفر نقوی

برادرم صادق عباس نے جب مجھ سے یہ کہا کہ ذوالفقار حیدری کی بیاض طبع ہورہی ہے اور آپ کو سید علی محمد رضوی سچّے بھائی کی ذات پر اور ان کے انداز نوحہ خوانی پر چند سطور مرقوم کرنا ہیں تو میں بھی خوشی اور پریشانی سے بیک وقت دو چار ہوگیا۔ خوشی اس بات کی تھی کہ ایک ایسے یگانہ روزگار شخص کی ذات پر لکھنا ہے جس پر لکھنے کے لیے دنیا بھر کے ادبا اور شعرا بے چین ہیں، پریشانی یہ تھی کہ ایسی شخصیت کا احاطہ چند سطور میں کیسے ہوگا۔ بہرحال میرے لیے یہ بات باعث فخر ہے کہ میں ان کے بارے میں اپنے قلبی جذبات قرطاس پر منتقل کروں گا۔ جو مداح معصومینؑ ہے اور میں اسکا مداح ہوں۔

یوں تو سانحۂ کربلا کے بعد تا امروز سید الشہدا اور ان کے انصار و رفقا پر نوحہ گوئی اور نوحہ خوانی کا ایک بیکراں سمندر موجزن ہے اور تا روز قیامت اس کی موجیں رواں دواں رہیں گی، لیکن سچّے بھائی کے انداز نوحہ خوانی نے قلب وسماعت کو مسخر کر کے خود کو نوحہ خوانی کی درس گاہ کی حیثیت سے منوالیا۔

ہر گلی ہر کوچہ ہر محلے سے

''اونچا رہے اپنا علم''،
''قدم قدم پہ علی کو پکارتے رہنا''،
''صدا رہے گا حسینؑ کا غم''

کی صدائیں بلند ہوتی سنائی دینے لگیں۔

ایک پوری نسل کو شعور نوحہ خوانی عطا کرنے والا وہ شخص یقیناً سیدۂ کونین کا منتخب کردہ نوحہ خواں تھا اور کیوں نہ ہوتا۔ سچوں کے ذکر کے لیے کوئی سچا اور کھرا شخص ہی موزوں ہوتا ہے اور سچّے بھائی اسم بامسمیٰ تھے۔ سچّے بھائی آج گو کہ جنت مکانی خلد آشیانی ہو گئے لیکن ان کی آواز بے خزاں اور بے فنا ہو کر آج بھی گلشن عزاداری میں مہک رہی ہے اور خوشبو کا سفر کبھی ختم نہیں ہوتا۔ لہٰذا سچّے بھائی کی آواز اور ان کے انداز نوحہ خوانی کو پروردگار عالم نے فنا سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ آج جتنے بھی نوحہ خواں ہیں وہ اس کی چراغ نوحہ خوانی کی لو سے روشنی کسب کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سچّے بھائی عالم فانی سے حریم جاوِدانی میں چلے گئے مگر ان کی پرسوز آواز حسینی پیغام کی پیغامبر آج بھی ہے۔

سچے بھائی پر ایک پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے مگر دامن قرطاس میں کمی آڑے آرہی ہے۔ انجمن ذوالفقار حیدری کی ''ذوالفقار'' سچّے بھائی نے منکرانِ عزائے سید الشہدا سے ہر محاذ پر جنگ کی اور مخالفین ماتم کے خیبر کو گرا کر حسینیت کے خلاف عصر حاضر کے مرحب وعنتر کے سر قلم کر دیئے۔

لائق تحسین ہیں اراکین انجمن ذوالفقار حیدری جو سچے بھائی کے اپنے کہے ہوئے کلام اور دوسرے شعرا کے پڑھے ہوئے کلام کو مجتمع کر کے آنے والی نسلوں کے لیے ایک عزائی دستاویز مرتب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اراکین انجمن ذوالفقار حیدری اور صادق عباس قزلباش صاحب کو اجر کثیر عطا فرمائے۔

آمین بحق محمدؐ و آل محمدؐ

احقر العباد
مولانا سید حسن ظفر نقوی

ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

سید علی محمد رضوی (سچّے)

کیا مٹائینگے تجھے عدو پکارتا ہے آج تک لہو
کل بھی فکر غیر تھی غلط آج بھی ہے یہ خیال خام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

ذکر غیر اور غم کے دن ہیں یہ آل پہ ستم کے دن
وقف ہے حسینؑ کے لیے عشرۂ محرم الحرام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

ہوگئی سُموں سے پائمال لاش قاسمؑ شکستہ حال
کس طرح اُٹھائیں شاہ دیں لخت لخت ہے بدن عام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

جانِ فاطمہ ترا لہو رب دوجہاں کی آبرو
کائنات جگمگا اُٹھی بجھ گئے چراغ جب تمام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

آب کی طلب خطا نہ تھی موت طفل پر روانہ تھی
حُرملا کے تیر یہ بتا کون سا لیا ہے انتقام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

لمحۂ شہادت حسینؑ آخری عبادت حسینؑ
فخر بندگی انبیاء زیر تیغ سجدۂ امام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

زوجۂ علیؑ سر بلند فاطمہؑ عظیم و ارجمند
جس کے آستان پاک کے قُدسیاں عرش میں غلام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

ہاں وہ فاطمہؑ وہ فاطمہؑ آرزوئے قلب مصطفےٰ
جس کے لاڈلے حسنؑ حسینؑ جن کی بیٹیاں فلک مقام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

ہاں وہ فاطمہؑ وہ فاطمہؑ جس کی عظمت حق آشنا
ہے شکست جبر کی دلیل انقلابِ وقت کا پیام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

کٹ رہا تھا فرق شاہ دیں چل رہا تھا خنجر لعیں
بی بی آپ دیکھتی رہیں لٹ گئے حرم جلے خیام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

ثانیٔ جناب سیدہؑ اللہ اللہ تیرا حوصلہ
خوب کی حفاظت حرم بعد قتل سید انام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

بی بی غم اُٹھائے ہیں بہت دل پہ داغ کھائے ہیں بہت
تجھ پہ اے حسینؑ کی بہن ہوگئیں مصیبتیں تمام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

کربلا میں اپنے دلربا کردئے حسینؑ پر فدا
عونؑ اور محمدؑ جری ہوگئے شہید تشنہ کام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

دولت بتولؑ لٹ گئی　　دخترِ رسولؑ لٹ گئی
چھن گئیں سروں سے چادریں　　جل گئے حسینؑ کے خیام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

میتیں پڑی ہیں بے کفن　　کیا کرے حسینؑ کی بہن
بے کسی اور ایسی بے کسی　　شام اور کربلا کی شام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

انقلاب وقت دیکھئے　　امتحان سخت دیکھئے
سر کھلے رسولؐ زادیاں　　اور اہل شر کا اژدھام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

شمر کبریا کا واسطہ　　تجھ کو مصطفٰےؐ کا واسطہ
بنتِ شاہ کے گُہر نہ چھین　　مبتلائے غم ہے تشنہؑ کام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

شمر کے طمانچے کھائے ہیں　　بی بی کتنے غم اٹھائے ہیں
باپ کی جدائی کم نہ تھی　　اُس پہ قید کے ستم مدام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

بی بی آپ پر ستم ہوئے　　مر گئیں پدر کا غم لیئے
ہائے جیتے جی نہ چھٹ سکا　　قید خانۂ امیر شام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

رزمی، حزین و دل فگار　　زندگی کا کیا ہے اعتبار
حشر تک نہ چھوڑنا کبھی　　دامن حسینؑ تشنہ کام
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

☆☆☆☆☆

جُز خدا کوئی نہیں ہے اپنے سر پر دوسرا

سید علی محمد رضوی (سچّے)

جز خدا کوئی نہیں ہے اپنے سر پر دوسرا
ہے سہارا آل کا بعد پیمبر دوسرا

بند ہے کعبہ کا در تو کیا ہوا بنت اسد
گھر کا مالک خود بنالے گا نیا در دوسرا

وہ تو اعلیٰ تھے علیؑ تھے نورِ حق تھے نور تھے
لا نہیں سکتا زمانہ آج قنبر دوسرا

فصل سے وہ مانتے ہیں اور بغیر فصل ہم
اُنکا حیدر دوسرا ہے اپنا حیدرؑ دوسرا

ماتم شبیرؑ نے بخشی ہے یہ عظمت مجھے
چشم پرنم میں لیے پھرتا ہوں کوثر دوسرا

بھاگتی جاتی ہیں فوجیں بڑھتے آتے ہیں حسینؑ
بھیج اے ابن زیاد اب کوئی لشکر دوسرا

وہ درِ کوفہ سے ٹکراتی ہیں فوجیں شام کی
ڈھا رہا ہے فاطمہ کا لال خیبر دوسرا

واہ رے صبر حسینی واہ رے عزم حسین!!
بعد اکبرؑ لا رہے ہیں رن میں دلبر دوسرا

کون ہے جو بڑھ کے روکے تیر کا برچھی کا وار
اب نہ اصغرؑ ہے زمانے میں نہ اکبرؑ دوسرا

☆☆☆☆☆

زینبؑ یہ دعا کرتی تھیں ہر ایک دعا میں

سید علی محمد رضوی (سچّے)

زینبؑ یہ دعا کرتی تھیں، ہر ایک دُعا میں
یا رب ہوں مرے لعل فدا، کرب و بلا میں
لٹتی ہے کمائی مری مقتل میں تو لٹ جائے
اُجڑے نہ چمن فاطمہؑ کا دشت بلا میں
بچ جائے مرا بھائی مرے لعل گذر جائیں
صدقے ہوں یہ شبیرؑ پہ میدانِ منا میں
بڑھ بڑھ کے کلیجوں پہ سناں کھائیں تو خوش ہوں
نام اُونچا کریں باپ کا میدانِ وغا میں
سینوں پہ سناں کھا کے گریں خاک پہ جس دم
ہمّت دے، کروں سجدہ شکرانہ ادا میں
مقبول ہوئیں زینبؑ مُضطر کی دعائیں
زینبؑ کے پسر مارے گئے کرب و بلا میں
گھر لٹ گیا زہرؑا کا خبر لیجیے مولا
شبیرؑ اکیلے ہیں کھڑے دشت بلا میں
اکبرؑ نے خزاں کردیں جوانی کی بہاریں
کیا جانیئے کیا حسن نظر آیا قضا میں
تا شام کھلے سر گئی احمدؐ کی نواسی
سر اپنا جھکائے ہوئے خالق کی رضا میں
ٹھہرو سرِ زینبؑ سے ردا چھیننے والو!
تطہیر کی لپٹی ہوئی آیت ہے کساء میں

☆☆☆☆☆

ہائے مرا بیمار امام

سید علی محمد رضوی (سچّے)

بعد قتل شاہ انام
ہائے رے غربت کی وہ شام
غش میں پڑا ہے تشنہ کام
ہوجائے غم سے نہ تمام
ہائے مرا بیمار امام

درّے میں تعزیریں ہیں
پاؤں میں زنجیریں ہیں
ہاتھوں میں زنجیریں ہیں
چلنا ہے مشکل دو گام
ہائے مرا بیمار امام

زخم لہو برساتا ہے
دل ہے کہ چھلکا آتا ہے
درّے کھاتا جاتا ہے
لمحہ لمحہ گام بہ گام
ہائے مرا بیمار امام

بغض و حسد سے کینوں سے
لَو دیتے ہوئے سینوں سے
کلمہ گو بے دینوں سے
چھلکا ہوا بازارِ شام
ہائے مرا بیمار امام

ماؤں بہنوں کے چہرے
بالوں کے پیچھے ہیں چھپے
ہاتھ بندھے ہیں سر ہیں کھلے
سامنے ہے اک مجمع عام
ہائے مرا بیمار امام

مجمع سارا ہنستا ہے
دل کا زہر اگلتا ہے
خون کے آنسو روتا ہے
سر کو جھکائے تشنہ کام
ہائے مرا بیمار امام

کلمہ گویوں کا مجمع
اور پیمبرؐ کا کنبہ
حیف ہے سر ننگے ہے کھڑا
آج سر دربار شام
ہائے مرا بیمار امام

تیر سا دل پہ لگتا ہے
اک رسن میں پھنستا ہے
شمرِ ستمگر ہنستا ہے
لے لے کر ایک ایک کا نام
ہائے مرا بیمار امام

اُمّ رباب یہ لیلیٰ ہے
یہ کلثوم یہ کبریٰ ہے
یہ معصوم سکینہؑ ہے
اور ہے زینبؑ اس کا نام
ہائے مرا بیمار امام

ہائے بسم اللہ لکھ کر
الحمد للہ لکھ کر
کلمہ الا اللہ لکھ کر
لکھو ابوطالب کا نام
ہائے مرا بیمار امام

صبر کی حد دکھلاتا گیا
باطل کو دفناتا گیا
پرچم حق لہراتا گیا
کرب و بلا سے تابہ شام
ہائے مرا بیمار امام

سہہ کے جب ظلم وستم قید والم رنج و بلا
قافلہ آل محمدؐ کا مدینہ کو چلا
اور قریب آنے لگی خوشبوئے ابن زہراؑ
لاکھ چاہا کہ سنبھل جائے پر سنبھلا نہ گیا
ہائے مرا بیمار امام

گر کے ناقے سے یہ دی زینبؑ مضطر نے صدا
ہائے مرا بیمار امام

☆☆☆☆☆

لو زنداں شام سے چھٹ کر زینبؑ آ گئی بھائی

سید علی محمد رضوی (سچّے)

لو زنداں شام سے چھٹ کر زینب آ گئی بھائی
اب نہ یہاں سے گھر جائے گی لوٹ کے یہ ماں جائی
زینبؑ آ گئی بھائی، زینبؑ آ گئی بھائی

بعد ترے، ایسا لُوٹا گھر
سر پہ نہ چھوڑی، ایک کے چادر
کھینچ لیا، بیمار کا بستر
دیتی رہی میں، دہائی
زینبؑ آ گئی بھائی، زینبؑ آ گئی بھائی

تاریکی، رستے انجانے
دشمن ہر سُو، نیزے تانے
کرب و بلا کے بن، میں نہ جانے
شام تھی کیسی، آئی
زینبؑ آ گئی بھائی، زینبؑ آ گئی بھائی

حسرت تو تھی، جان خواہر
دیتے اجازت، گریہ ستمگر
میّت پہ کچھ دیر ٹھہر کر
رو لیتی، ماں جائی
زینبؑ آ گئی بھائی، زینبؑ آ گئی بھائی

اعدا لے گئے ہم کو، دَر دَر
سر کھولے، بے مقنع و چادر
کیا بولوں، ایک ایک قدم پر
کس کس کی، یاد آئی
زینبؑ آگئی بھائی، زینبؑ آگئی بھائی

کوڑے جب، بیمار پہ برسے
روتے تھے ہم وہ ہنستے تھے
حکم ترا تھا، ہم بے بس تھے
جھیل گئے رسوائی
زینبؑ آگئی بھائی، زینبؑ آگئی بھائی

کیا بتلاؤں، حالت تھی کیا؟
غیرت سے دل ڈوب رہا تھا
کوچہ و بازار کوفہ
اور علیؑ کی جائی
زینبؑ آگئی بھائی، زینبؑ آگئی بھائی

چلتے چلتے شام جو پہنچے
کچھ مت پوچھو بھیا ہم سے
موت تھی بہتر اس جینے سے
موت مگر نہ آئی
زینبؑ آگئی بھائی، زینبؑ آگئی بھائی

روشن تھے ہر گام پہ رستے
کوچہ و بازار سجے تھے
رہ گئی ایک تماشا بن کے
قدم قدم ماں جائی
زینبؑ آگئی بھائی، زینبؑ آگئی بھائی

غم سے چھٹا جاتا ہے کلیجہ
جاگو برادر اٹھو بھیا
لے لو اس لاچار کا پُرسہ
شام جسے چھوڑ آئی
زینبؑ آگئی بھائی، زینبؑ آگئی بھائی

یاد تیری جب آتی تھی وہ
روتی تھی چلاتی تھی وہ
روز طمانچے کھاتی تھی وہ
بھائی تیری شیدائی
زینبؑ آگئی بھائی، زینبؑ آگئی بھائی

تیری یاد میں اس دکھیا کے
آنسو ایک نہ پل تھمتے تھے
کس کو پتہ تھا اس صورت سے
اس کو ملے گی رہائی
زینبؑ آگئی بھائی، زینبؑ آگئی بھائی

درد کا پیکر غم کی زبان ہیں
اک تصویرِ آہ و فغاں ہیں
پُشت پہ بس درّوں کے نشاں ہیں
ساتھ جو اپنے لائی
زینبؑ آگئی بھائی، زینبؑ آگئی بھائی

☆☆☆☆☆

ہر پل ساعت ہر دم، ماتم ہاں شہہ کا ماتم

سید علی محمد رضوی (سچّے)

ہر پل ہر ساعت ہر دم
ماتم ہاں شہہ کا ماتم

جب نام شبیرؑ لیا
بھول گئے دنیا کے غم
ماتم ہاں شہہ کا ماتم

آتی ہے اک بی بی کی
آوازِ گریہ پیہم
ماتم ہاں شہہ کا ماتم

پہنچے لاش اکبرؑ پر
گرتے پڑتے شام اُمم
ماتم ہاں شہہ کا ماتم

تشنہ باپ کے ہاتھوں پہ
توڑ دیا بے شیر نے دم
ماتم ہاں شہہ کا ماتم

لے آئے ہیں مقتل سے
لاش اکبرؑ شاہ اُمم
ماتم ہاں شہہ کا ماتم

لو وہ کنارے نہر ہوئے
بازوئے عباسؑ قلم
ماتم ہاں شہہ کا ماتم

بھائی کے قدموں پر لو
توڑ دیا بھائی نے دم
ماتم ہاں شہہ کا ماتم

تر ہے خون سے غازی کے
مشکیزہ کے ساتھ علم
ماتم ہاں شہہ کا ماتم

خیموں میں ہے آگ لگی
جائیں کہاں اب اہل حرم
ماتم ہاں شہہ کا ماتم

درّے ہائے عابدؑ کو
مارتا ہے شِمر اظلم
ماتم ہاں شہہ کا ماتم

☆☆☆☆☆

مصیبت کی گھڑی اور شام کے بڑھتے ہوئے سائے

سید محمد علی رضوی (سچّے)

مصیبت کی گھڑی اور شام کے بڑھتے ہوئے سائے
تڑپتی رہ گئی ماں اور علی اکبرؑ نہیں آئے
گذر جانا ہی لکھا تھا جوانی میں اگر یارب
گذرنے سے علی اکبرؑ سے پہلے ماں گذر جائے
وہی اندازہ کرسکتا ہے درد قلب لیلیٰ کا
نظر کے سامنے جس کے جواں بیٹا سناں کھائے

جواں کی لاش پیری میں اٹھانا ایک قیامت ہے
یہ دن اللہ دنیا میں کسی کو بھی نہ دکھلائے
سنبھل کر کھینچئے گا قلب اکبرؑ سے سناں مولا
الجھ کر نوک نیزہ میں جگر باہر نہ آجائے
زمین تھرا گئی اکبرؑ کا لاشہ رکھ کے ریتی پر
حسینؑ ابن علی جب شکر کا سجدہ بجا لائے
سر تا پاؤں زخمی ہوگیا لخت دل زہراؑ
لعینوں نے تن سرورؑ پہ اتنے تیر برسائے
میں ذاکر ہوں حسینؑ ابن علی کا یہ دعا کیجئے
شرف یہ نسل سے میری قیامت تک نہیں جائے

☆☆☆☆☆

صغرا نے کہا ہائے برادر نہیں آئے ، اکبرؑ نہیں آئے

سید علی محمد رضوی (سچّے)

صغرا نے کہا ہائے برادر نہیں آئے، اکبرؑ نہیں آئے
بیمار بہن ان کو کہاں ڈھونڈنے جائے، اکبرؑ نہیں آئے

کیا جانیئے کس بات پہ وہ مجھ سے خفا ہیں نظروں سے نہاں ہیں
یوں گھر سے لوٹ کے پھر گھر نہیں آئے اکبرؑ نہیں آئے

جس راہ سے آنے کی خبر دے کے گئے تھے سو (۱۰۰) وعدے کیے تھے
بیٹھی ہوں اسی راہ پہ میں آس لگائے اکبرؑ نہیں آئے

اک ہوک سی جب اٹھتی ہے چلاتی ہے صغریٰ کب آؤ گے بھیا
ڈر ہے کہیں فرقت میں بہن مر ہی نہ جائے اکبرؑ نہیں آئے

دم آنکھوں میں اٹکا ہے نظر در پہ گڑی ہے مرنے کی گھڑی ہے
کیا جانئے اب قبر میری کون بنائے اکبرؑ نہیں آئے

بھائی جو نہیں پاس تو پھر کون ہے میرا ہر سو ہے اندھیرا
ہے کون مری قبر پہ جو شمع جلائے اکبرؑ نہیں آئے

جاتے ہوئے کس پیار سے بھیا نے کہا تھا ہم آئیں گے صغریٰ
یہ بات کوئی جا کے انہیں یاد دلائے اکبرؑ نہیں آئے

بیمار کو تڑپاتی تھی جب یاد برادر وہ کہتی تھی رو کر
یوں بھائی کوئی اپنی بہن کو نہ رلائے اکبرؑ نہیں آئے

مرجاؤں تو دفنانے کو رکھی رہے میّت ہے میری وصیّت
میت کو کفن دینے کوئی اور نہ آئے اکبرؑ نہیں آئے

☆☆☆☆☆

یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

سید علی محمد رضوی (سچّے)

یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے یہ فرش عزائے سبط نبی تا محشر بچھا رہے
کتنی ہی اُٹھے، ظلمت کی گھٹا ہو کتنی ہی تاریک فضا
بجھنے نہیں پائے شمع عزا
کتنے ہی اٹھیں طوفان مگر
روشن! یہ دیا رہے
یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے
اک نسل ہٹے، اک نسل بڑھے
اک شمع بجھے، اک شمع جلے
شبیرؑ کا ماتم، ہوتا رہے
نسلاً بعد نسلاً، یوں ہی جاری سلسلہ رہے
یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے
کٹتے رہیں سر، لٹتے رہیں گھر
ڈھاتی رہے دنیا، ظلم مگر
چھوٹے نہ کبھی، شبیرؑ کا در
شبیرؑ کے غم سے، عالم کا ہر گوشہ سجا رہے
یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے
کتنوں کے چہرے اتر گئے
یہ حکم جب آیا جس جس کے
مسجد میں ہیں کھلتے دروازے
سب بند ہوں، بس اک زہرؑا کا دروازہ کھلا رہے
یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

تھک ہار کے لشکر لوٹ آیا
سر معرکۂ خیبر نہ ہوا
دی ہنس کے صدا احمدؐ نے کہ آ
ائے دست خدا درخیبر کے ہیں تجھ کو بلا رہے
یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

ہم پلتے رہے طوفانوں میں
بہتے رہے خوں کی دھاروں میں
چنوائے گئے دیواروں میں
خود مٹ گئے بانیٔ ظلم مگر ہم اہل عزا رہے
یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

غم خوار شہہؑ ابرار ہیں ہم
باطل کے لئے تلوار ہیں ہم
تاریخ کا وہ کردار ہیں ہم
مر سکتے ہیں، مٹ سکتے نہیں، ذہنوں میں ذرا رہے
یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

سوکھے ہوئے لب، ''ہل من'' کی صدا
تاریخ بھلا سکتی ہے بھلا
کیا عالم غربت ہے بہ خدا
ہے کون ستم سہہ کر اتنے راضی بہ رضا رہے
یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

شہہؑ کہتے تھے اصغرؑ نہ رہے
عباسؑ و علی اکبرؑ نہ رہے
بہنوں کی میرے چادر نہ رہے
شبیرؑ کا سر ہو تن سے جدا دین مصطفٰے رہے
یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

آ دیکھ بروز عاشورہ
یہ عالم غربت کا سجدہ
ہے کس میں دم سرورؑ کے سوا
ہو شکر خدا لب پر اور زیر خنجر گلا رہے
یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

خون دل سے ہاں اہل عزا
ہر موڑ سے تا بہ کرب و بلا
روشن رکھو اک اک زرّہ
ہر آنے والے حرؑ کے لئے یہ دستہ کھلا رہے
یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

☆☆☆☆☆

صغرا نے لکھا خط میں کہ زہرؑا کے دل و جاں

سید علی محمد رضوی (سچّے)

صغرا نے لکھا خط میں کہ زہرؑا کے دل و جاں
آداب بجا لاتی ہے بیٹی شہہ ذی شاں
بابا تپ فرقت سے جگر پھکتا ہے میرا
اجڑا ہوا گھر دیکھ کے دل ہوتا ہے ویراں

امّاں کی جدائی نے میرا چین ہے لوٹا
بابا کی جدائی ہے میرے قتل کا ساماں
میں کون تمہاری ہوں، جیوں، یا کہ مروں میں
اے بھولنے والوں میرا کوئی نہیں پرساں

بھیّا علی اکبرؑ تو مجھے بھول ہی بیٹھے
کیا آپ بھی بیٹی کو بھلا بیٹھے چچا جاں
آنا ہو تو آجاؤ ابھی جان ہے باقی
صورت کو ترستے ہیں مرے دیدہ حیراں
حسرت ہے کہ اکبرؑ کی، بلا کے مروں میں
ہنگام نزع آپ کا ہاتھوں میں ہو داماں
ہاتھوں پہ چچا جان کے ہو میرا جنازہ
کاندھا میرے تابوت کو دیں اکبر ذیشاں
افسوس کہ تب پہنچا مگر قاصد صغرا
جب لٹ چکا تھا قافلہ سرورؑ ذیشاں
عباسؑ و علی اکبرؑ و قاسمؑ گئے مارے
تیروں کا ستم جھیل گیا اصغرؑ ناداں
سینے پہ سناں کھائے پڑے تھے علی اکبرؑ
ہاتھوں کو کٹائے تھا پڑا بازوئے سلطاں
اک تیر سہہ پہلو علی اصغرؑ کو لگا تھا
تربت پہ بکا کرتے تھے بیٹھے شاہ ذیشاں
خط پڑھ کے جگر پھٹ گیا فرزند نبیؐ کا
قاصد سے کہا یاں ہے میرے قتل کا ساماں
میں تین شب و روز کا پیاسا ہی مروں گا
پانی پہ مرا فاتحہ دلوانا میری جاں
اب ساتھ تمہارے ہے دعائیں میری صغرا
اب تیرا خدا حافظ و ناصر ہے میری جاں

☆☆☆☆☆

کربلا میں قیامت کا اک شور ہے

سید علی محمد رضوی (سچّے)

کربلا میں قیامت کا اک شور ہے — قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے
کوئی روتی ہے اپنے جواں لال کو — رو رہی ہے کوئی کم سخن کے لئے

قبر سرورؑ پہ رو کر بہن نے کہا
کیا بتاؤں کہ بھیا ستم کیا ہوا
کوفہ و شام میں ہوں پھری بے ردا
آپ محتاج یاں تھے کفن کے لئے
قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے

قصر ظالم کبھی قید خانہ کبھی
نوک نیزہ کبھی تازیانہ کبھی
کون سی تھی اذّیت جو دی نہ گئی
ہر جفا تھی اسیر محن کے لئے
قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے

چھ مہینہ کی جاں اصغرؑ بے زباں
ہوگیا کربلا کی زمیں میں نہاں
سونے جنگل میں اب جاکے ڈھونڈوں کہاں
ماں تڑپتی ہے اُس گلبدن کے لئے
قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے

جب چلے تھے مدینہ سے سب ساتھ تھے
عونؑ و جعفرؑ تھے، اکبرؑ تھے، عباسؑ تھے
جارہی ہوں مدینے کو کوئی نہیں
اب مصیبت فقط ہے بہن کے لئے
قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے

بین کرتی تھیں یہ بانوئے شاہ دیں
میں کہیں رہ گئی میرا اصغرؑ کہیں
گود خالی ہے میری سکینہؑ نہیں
مر گئی قید میں وہ وطن کے لیے
قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے

اپنی بربادیوں کو گوارہ کیا
خون میں ڈوبے گلوں کا نظارہ کیا
دے دیا فاطمہؑ کا بھرا گلستان
کربلا تیرے اجڑے چمن کے لئے
قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے

کوئی چادر نہ تھی کیسی بیداد تھی
ہاتھ ہوتے ہوئے بھی نہ آزاد تھی
کتنی مجبور کردی گئی تھی بہن
اپنے بھائی کے دفن و کفن کے لئے
قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے

قبر قاسمؑ سے ہے یوں مخاطب پھوپھی
تیری شادی کچھ اس طرح بن میں ہوئی
کوئی سہرے کا بھی پھول باقی نہیں
ورنہ لے جاتی قبر حسنؑ کے لئے
قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے

نالۂ غم سے ہلتا ہے چرخ کہن
قبر قاسمؑ پہ آئی ہے بیوہ دلہن
چادر اشک لائی ہے بہر کفن
رن میں تیروں سے چھلنی بدن کے لئے
قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے

زینب دل حزیں سہہ کے رنج و محن
جب مدینہ میں پہنچے گی یہ خستہ تن
عمر بھر ہاتھ ملتی رہے گی بہن
بھائی عباسؑ سے صف شکن کے لئے
قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے

☆☆☆☆☆

زینبؑ نے کہا یہ رو رو کر میں قیدی ہوں

سید علی محمد رضوی (سچّے)

زینبؑ نے کہا یہ رو رو کر میں قیدی ہوں
بابا آؤ دیکھو آکر میں قیدی ہوں

دربار میں بے پردہ ہوں کھڑی
بازو میں رسن ہے میرے بندھی
نیرنگ زمانہ دیکھے کوئی
ظالم ہے تخت محمدؐ پر میں قیدی ہوں

نانا کا اٹھا جب سے سایہ
اک پل بھی چین ہم نے پایا
ہوتے ہوتے یہ دن آیا
شبیرؑ کا سر ہے نیزہ پر میں قیدی ہوں

برباد ہوا زہراؑ کا چمن
بھائی ہے بے گور و کفن
میں دُکھیاری لاچار بہن
رو بھی نہیں سکتی میّت پر میں قیدی ہوں

عباسؑ علیؑ قاسمؑ اکبرؑ
ننھی سی جان علی اصغرؑ
سب چھوڑ گئے بن میں آکر
آزاد ہوئے سب جان دے کر میں قیدی ہوں

آؤ آؤ عباسؑ علی
ہے خیموں میں سب آگ لگی
بے پردہ ہوئی اولاد نبیؐ
کیا ہوگا ستم اس سے بڑھ کر میں قیدی ہوں

وہ دیکھو سکینہؑ پھر روئی
پھر مار رہا ہے کوئی شقی
ہو میں رسن ہے میرے بندھی
میں روکوں تو روکوں کیونکر میں قیدی ہوں

اعدا نے ہے باندھا رختِ سفر
کیا جانیئے اب جانا ہو کدھر
رخصت کے لئے آتی تو مگر
میں آ نہیں سکتی لاشے پر میں قیدی ہوں

کیا جانے آنا ہو کہ نہ ہو
ایک بار سکینہؑ سے مل لو
مرجائے نہ وہ دُکھیا رو رو
میں بہلانے کو ہوں تو مگر میں قیدی ہوں

میں کہنے خدا حافظ آئی
مجبور ہے بھیا ماں جائی
کیسے دوں کفن تم کو بھائی
چادر بھی نہیں میرے سر پر میں قیدی ہوں

اعدا سے اجازت گر پاتی
اعزاز سے تم کو دفناتی
میں لوٹ کے گھر پر کہاں جاتی
مرجاتی میں رو رو کر میں قیدی ہوں

قاسمؑ ہو کہاں، اکبرؑ ہو کہاں
اے عونؑ و محمدؑ جاتی ہے ماں
عباسؑ میرے اے شیر جواں
دیکھو تو ذرا بھیا اٹھ کر میں قیدی ہوں

☆☆☆☆☆

اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں

سید علی محمد رضوی (سچّے)

قید ستم سے چھٹ کہ وہ کنبہ رسول کا
کرب و بلا سے ہوتا مدینے کو جب چلا
اور دور سے جو شہر مدینہ نظر پڑا
زینب سی صابرہ کا جگر غم سے پھٹا
منہ کر کے ماں کی قبر کی جانب یہ دی صدا
اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں

داغ دل پہ بہتر(۷۲) کے لائی ہوں
اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں

جب گئے تھے یہاں سے تو گھر تھا بھرا
گلستان تیرا پھولوں سے آباد تھا
ہائے دشت ستم ہائے کرب و بلا
لوٹ کر لے گئی سب بھرا گھر میرا
سب لٹا آئی تیری کمائی ہوں میں
اماں لوٹ آئی ہوں میں، اماں لوٹ آئی ہوں میں

قاسمؑ و اکبرؑ و اصغرؑ دلربا
سب کے سب ہوگئے کربلا میں جدا
شیر جیسا وہ عباسؑ بھائی میرا
کٹ گئے ہاتھ ساحل پہ مارا گیا
نہر پہ بے کفن چھوڑ آئی ہوں میں
اماں لوٹ آئی ہوں میں، اماں لوٹ آئی ہوں میں

چومتی تھی بڑے پیار سے جو گلا
دشت غربت میں تن سے ہوا وہ جدا
ایک قطرہ دم ذبح مل نہ سکا
لاڈلا تیرا پیاسا جہاں سے گیا
خون بھرا پیرہن ساتھ لائی ہوں
اماں لوٹ آئی ہوں میں، اماں لوٹ آئی ہوں میں

بعد شبیرؑ اتنا بڑا حوصلہ
چھین کر لے گئے چادریں اشقیا
خیمہ اہل بیت رسولؐ خدا
آگ لگتی گئی خاک ہوتا گیا
جلتے خیموں سے عابد کو لائی
اماں لوٹ آئی ہوں میں، اماں لوٹ آئی ہوں میں

جابجا پا برہنہ یونہی سر کھلے
شام و کوفہ کی گلیوں میں کھینچے گئے
کیا کہوں والیٔ شام کے سامنے
ہاتھ تھے رسیوں میں ہمارے بندھے
نیل بازو کے دکھلانے آئی ہوں میں
اماں لوٹ آئی ہوں میں، اماں لوٹ آئی ہوں میں

وہ دلاری سکینہؑ بھتیجی میری
کھا رہی تھی طمانچے میں چپ تھی کھڑی
ہائے رے بے بسی، ہائے رے بے چارگی
وہ ستم جھیلتے جھیلتے مرگئی
شام کی قید میں چھوڑ آئی ہوں میں
اماں لوٹ آئی ہوں میں، اماں لوٹ آئی ہوں میں

☆☆☆☆☆

اے شیر نیستان، حیدرؑ عباسؑ

سید علی محمد رضوی (سچّے)

اے شیر نیستان حیدرؑ عباسؑ
دیتی تھی صدا زینبؑ رو رو کر عباسؑ

اے میرے شیر جواں اے میرے بھائی ہو کہاں
شاق ہے دل پہ میرے تیری جدائی ہو کہاں
دیر سے دیتی ہوں بھیا میں دہائی ہوں کہاں
لٹتی ہے فاطمہؑ زہرا کی کمائی ہو کہاں عباسؑ
خنجر ہے حلق سرورؑ پر عباسؑ

چھوڑ کر دشت مصیبت میں بہن کو بھائی
تم نے اچھا ہی کیا دور بسائی بستی
دیکھ سکتے تھے کہاں تم جو ہے حالت میری
بلوۂ عام میں بھیا میں کھلے سر ہوں کھڑی عباسؑ
اعدا لے گئے سر سے چادر عباسؑ

کیا اسی دن کے لئے مانگی تھی بابا نے دُعا
آ کے پردیس میں ہو جاؤ گے تم ہم سے جدا
سوتے ہو چین سے دریا کے کنارے بھیا
کیا سنائی نہیں دیتی تمہیں ہل من کی صدا عباسؑ
تنہا ہیں کھڑے رن میں سرورؑ عباسؑ

گر کے گھوڑے سے صدا باپ کو اکبرؑ نے جو دی
دلبر فاطمہؑ زہرہ کی عجب حالت تھی
ہاتھ ملتے تھے کبھی گھاٹ کو تکتے تھے کبھی
تھام کر ٹوٹی کمر کہتے تھے فرزند نبی عباسؑ
لاؤں کیسے لاش اکبرؑ

حال شبیرؑ کا اب تو نہیں دیکھا جاتا
ہے کمر خم، نہیں آنکھوں سے سجھائی دیتا
یہ ضعیفی یہ جواں لال کا صدمہ بھیا
تھام لو بڑھ کے ذرا ہاتھ تمہیں بھائی کا
کھاتے ہیں ٹھوکر پر ٹھوکر

بھائی کو بھول گئے دھیان نہ بہنوں کا رہا
یاد آیا نہ کوئی پائی جو دریا کی ہوا
ہائے کس دل سے کیا تم نے گوارا بھیا
ہر طمانچے پہ سکینہؑ نے تمہیں یاد کیا عباسؑ
جب چھینے گئے کانوں سے گوہر

ہے قیامت کا سماں لوٹ ہے ہر سمت مچی
کوئی پرسان نہیں حالت ہے عجب بچوں کی
تازیانے کوئی کھاتا ہے طمانچے کوئی
آگ دامن میں ہے معصوم سکینہؑ کے لگی عباسؑ
بھیا اٹھو لو جلد خبر عباسؑ

☆☆☆☆☆

زہراؑ کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

سید علی محمد رضوی (سچّے)

زہراؑ کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے
کونین کی ہر دولت دے کر اس غم کی حفاظت کرنا ہے

شبیرؑ کی خاطر جینا ہے، شبیرؑ کی خاطر مرنا ہے
یہ جسم رہے یا مٹ جائے مظلوم کا ماتم کرنا ہے
زہراؑ کی تمنا پوری ہو، یہ جان رہے یا مٹ جائے
رکنے کا نہیں شور ماتم ہر لمحہ ہر ساعت ہر دم
زہراؑ کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے
رکنے کا نہیں شور ماتم ہر لمحہ ہر ساعت ہر دم
خون بن کے رگوں میں دوڑے گا نسلاً بعد نسلاً یہ غم
یہ غم ہے امانت زہراؑ کی، اس غم کے امانتدار ہیں ہم
ممکن نہیں اپنے جیتے جی اس غم پہ کوئی آنچ آ جائے
زہراؑ کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

اس پرچم کی عظمت کے لئے عباسؑ نے بازو دے ڈالے
اس پرچم کی عزت کے لیے، غازی نے سہے دل پر بھالے
اس پرچم کے مشکیزہ سے، لپٹے ہیں سکینہؑ کے نالے
عباسؑ علی کا پرچم ہے، یہ پرچم کیسے جھک جائے
زہراؑ کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

سالار حسینی کیا کہنا، معراج وفا، سرتاج وفا
ہر موج تڑپتی ہے اب تک، ساحل سے جو تو پلٹا پیاسا
تھا حکم حسینی جنگ نہ کی، ہر وار سہا ہر ظلم سہا
تھا ہوش میں جب تک فکر یہ تھی، پیاسی نہ سکینہؑ رہ جائے
زہراؑ کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

جب تک کہ یہ سکت اس جسم میں ہے، حق اپنا ادا کر دینا ہے
قسمت جو سعادت دے ہم کو یہ جان فدا کر دینا ہے
یا اشک سے یا خون دل سے اس دامن کو بھر دینا ہے
آئی ہے یہاں اک شہزادی امید کا دامن پھیلائے
زہراؑ کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

یہ ماتم ہے ہل من کی صدا، ہر اشک ہے جذبہ نصرت کا
یوں حق کی طرف آجانے کا حاصل ہے ابھی تک ایک موقع
پہچان ضمیر و دل کی صدا اس ماتم میں شامل ہوجا
شبیرؑ بلاتے ہیں اب تک، گر حر ہو کہیں تو آجائے
زہراؑ کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

☆☆☆☆☆

فاطمہؑ کے چین نے، علیؑ کے نورعین نے

سید علی محمد رضوی (سچّے)

فاطمہؑ کے چین نے، علیؑ کے نور عین نے
با خدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

حرف آرہا تھا، دین مصطفیٰ کے نام پر
منبر رسولؐ بک رہا تھا تخت شام پر
دین کی اساس نے، دست حق شناس نے
امت محمدی کو، خواب سے جگا دیا
با خدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

ہر طرف سے بند ہو چکے تھے حق کے راستے
خون مانگتا تھا دین زندگی کے واسطے
دین کے اصول نے نائب رسولؐ نے
زندگی کا فرض اپنے خون سے چکا دیا
با خدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

بڑھتے بڑھتے بات جب اصول دین پہ آگئی
اور یزیدیت کی شکل میں عروج پا گئی
بڑھ کے پھر دلیر نے شیر حق کے شیر نے
دوپہر میں تخت و تاج و قیصر شام ڈھا دیا
با خدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

دل یہ کہاں سے لاؤں جو کروں واقعہ بیان
تین دن کی پیاس میں وہ حوصلہ تھا الاماں
ظلم کے اسیر نے، ان میں اک صغیر نے
مسکرا کے فوج شام کو رُلا رُلا دیا
با خدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

لاکھ جان و دل نثار سید انام پر
رو دیا فلک بھی بے کسی تشنہ کام پر
اپنے مہ جبین کو دلبر حسینؑ کو
کھینچ کر گلے سے تیر جب گلے لگا لیا
با خدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

دفن کر چکے جو پارۂ جگر کو شاہ دیں
قبر پہ چھڑکنے کو نہ ملا آب جب کہیں
شاہ دل ملول نے دلبر بتولؑ نے
لحد بے زبان کو اپنے آنسوؤں سے تر کیا
با خدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

دل تڑپ اٹھا جو کربلا کی یاد آگئی
تشنگیٔ شاہ کربلا لہو رُلا گئی
شہہ کی غمگسار نے چشم اشک بار نے
دامن راہ نجات موتیوں سے بھر دیا
با خدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

☆☆☆☆☆

ہاں عزادارِ حسینی، یہ چلن زندہ رہے

سید علی محمد رضوی (سچّے)

ہاں عزادارِ حسینی، یہ چلن زندہ رہے
یوں ہی سجتے رہیں اٹھتے رہیں ہرسال علم
شورِ گریہ ہو سوا جذبۂ ماتم نہ ہو کم
نسل در نسل مناتے رہو شبیرؑ کا غم
تا ابد تذکرۂ کرب و بلا زندہ رہے

جاہ و اجلال و حشم آیا نہیں کچھ بھی کام
جتنا باطل نے دبایا یہ ہوا اتنا ہی عام
چھا گئے سارے جہاں پر میرے مظلوم امام
تخت کو روند کے پابند رسن زندہ رہے

جس قدر آج ضرورت ہے حسینیت کی
اتنی شدت سے نہ پہلے کبھی محسوس ہوئی
چار سو پھیلے یزید ستم ایجاد ہوگئی
چاہتے ہیں کہ وہی رسم کہن زندہ رہے

بڑھ کے ڈھا دو ستم و جور کے ایوانوں کو
توڑ دو کفر و ضلالت کے صنم خانوں کو
خون سے تعمیر کردو دین کے کاشانوں کو
ہوں ستم لاکھ بزرگوں کا چلن زندہ رہے

نئے انداز، نئے طور، نئی تیاری
نئے قانون، نئی فکر وہی بیماری
جنگ صفین ہے اے دوست ابھی تک جاری
ایسے آشوب میں حق کہنے کا فن زندہ رہے

جس کا باپ احمد مرسل کا کھلا دشمن تھا
جس کی مادر نے چبا ڈالا جگر حمزہ کا
اب مسلمان مناتے ہیں جنم دن اس کا
ہم یہ دن دیکھنے کو چرخ کہن زندہ رہے

نور نے حق کے کیا ظلمت باطل تاراج
نہ رہا تخت یزیدی نہ رہا اس کا تاج
سوگیا موت کی آغوش میں شاہی کا مزاج
ریگزاروں پہ تڑپتے ہوئے تن زندہ رہے

جب رواں خنجر کیں حلق پہ دیکھا ہوگا
سانحہ کیا دل مغموم پہ گزرا ہوگا
بڑھ کے اور اس سے زمانے میں ستم کیا ہوگا

☆☆☆☆☆

زیرِ قدم ہے قبر کی منزل بڑھنا آگے حشر کا میداں ہے

سید علی محمد رضوی (سچّے)

زیرِ قدم ہے قبر کی منزل بڑھنا آگے حشر کا میداں ہے
زیست کے رہرو سوچ کے بڑھنا ہاتھ میں کس کا داماں ہے
کہتے تھے انصار شہہ دیں آج ہے دن قربانی کا
جس نے لگا دی جاں کی بازی ہاتھ اُسی کے میداں ہے
ششماہے کی قبر بنا کر آنکھ میں آنسو آ ہی گئے
ضبط کی کوئی حد ہوتی ہے انسان آخر انسان ہے
کہتی تھی بانو میرے اصغرؑ تو جو نہیں کیا چین آئے
جھولا خالی گود ہے اجڑی گھر سونا دل ویراں ہے
کانپ رہا ہے اس کا کلیجہ تیر ہے جس کی چٹکی میں
ہونٹوں پر ہے اسکے تبسّم جس کے گلے میں پیکاں ہے

☆☆☆☆☆

کچھ نہیں، ہم غمِ سرورؑ کے سوا مانگتے ہیں

سید علی محمد رضوی (سچّے)

کچھ نہیں، ہم غمِ سرورؑ کے سوا مانگتے ہیں
حاتمِ شہہ کو، بس آزاد فضا مانگتے ہیں
مال دولت نہ حکومت، بہ خدا مانگتے ہیں
ہم گدائے درِ زہراؑ، میں عزا مانگتے ہیں

اہل ماتم ہیں لہو دیتے ہیں فرشِ غم کو
وہ الگ لوگ ہیں جو اس کا صلہ مانگتے ہیں
جس کو دُنیا ہو اُسے دیدے یہ جنت یارب
ہم تو شبیرؑ کے قدموں میں جگہ مانگتے ہیں
کیا ڈراتے ہو ہمیں موت سے دنیا والو
ماتم پہ عزادار قضا مانگتے ہیں
آل سے اُمت احمد کا تقابل نہ کرو
وہ وسیلہ ہیں دُعا کا، یہ دُعا مانگتے ہیں
اشقیا سبط پیمبرؐ کا گلا مانگتے ہیں
اور حسینؑ ابن علی حق کی رضا مانگتے ہیں
دست ماتم کو تراشو گے کہاں تک دیکھیں
ہم تو ہر حال میں وعدہ کی وفا مانگتے ہیں
ماں بلائیں لیے جاتی ہے رخ اکبرؑ کی
اور اکبرؑ ہیں کہ مرنے کی رضا مانگتے ہیں
لیکے چلّو میں حقارت سے گرا دیتے ہیں
پانی دریا سے کہیں اہل وفا مانگتے ہیں
جس کو تطہیر کی چادر سے نوازا حق نے
یہ مسلمان اُسی سر سے ردا مانگتے ہیں
زیر خنجر ہے گلا اور حسینؑ ابن علی
بخشش اُمت عاصی کی دُعا مانگتے ہیں
خون میں ڈوبے ہوئے سُرخ پھریرے یہ علم
انتقام سر شاہ شہدا مانگتے ہیں
مرقد فاطمہؑ زہرا کو رہائی ہو نصیب
کعبہ ہم جاکے یہی دل سے دعا مانگتے ہیں

☆☆☆☆☆

صدائیں دے رہی ہے، ٹھوکریں کھاتی ہے ماں دردر

سید علی محمد رضوی (سچے)

صدائیں دے رہی ہے، ٹھوکریں کھاتی ہے ماں در، در
کہاں سوتے ہو، کیوں دیتے نہیں آواز اُٹھ اُٹھ کر
علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

صداؤں پر صدائیں دے رہا ہے باپ ہل من کی
مصیبت کی گھڑی ہے چین سے سوتے ہو تم دلبر
علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

ضعیفی میں پدر یوں ٹھوکریں کھاتا ہے در در کی
کوئی ایسا نہیں دے دے سہارا جو ذرا بڑھ کر
علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

فرس سے خاک پہ گرنے کو ہے لختِ دل زہراؑ
ہزاروں زخم ہیں اور ایک جسم جانِ پیغمبرؐ
علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

کسے آواز دوں کس کو پکاروں اس مصیبت میں
گلوئے شاہ دیں پہ چل رہا ہے شمر کا خنجر
علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

مدد کے واسطے کس کو صدا دوں آہ خیموں میں
لگی ہے آگ اور غش میں پڑے ہیں عابدؑ مُضطر
علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

گلے میں طوق بیڑی پاؤں میں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں
چلا جاتا ہے میر کارواں پہنے ہوئے لنگر

علی اکبرؑ، علی اصغرؑ
کہاں پہ سو رہے ہو غیرتِ آلِ نبیؐ ہاشم
سر بازارِ کوفہ ہوں میرے سر پر نہیں چادر
علی اکبرؑ، علی اصغرؑ
پھوپھی اماں چھپائے چہرہ اقدس کو بالوں سے
کھلے سر جا رہی ہیں شام کے دربار میں دلبر

☆☆☆☆☆

علیؑ ازل سے مری روح کی پکار میں ہے

سید علی محمد رضوی (سچّے)

علیؑ ازل سے مری روح کی پکار میں ہے
ولا علیؑ کی ہمارے لہو کی دھار میں ہے
علیؑ کے ذکر سے پہنچا ہوں آسمانوں تک
شُمار میرا بھلا ورنہ کس شُمار میں ہے
علیؑ کے قبضہ ُقدرت میں کیا ہے کیا معلوم
یہ دو جہاں کی خدائی تو اختصار میں ہے
علیؑ ہیں غیض میں خیبر کی آج خیر نہیں
نگاہ در پہ جمی ہاتھ ذوالفقار میں ہے
نہ جانے کب کی قیامت گزر گئی ہوتی
وجود حجت باری لئے حصار میں ہے
سجا لیں زیرِ قدم آگ یا علیؑ کہہ کر
حسین کے تو غلاموں کے اختیار میں ہے

سلاحِ ماتم شبیرؑ زیب تن رکھنا
عزائے سبط نبی دشتِ کار زار میں ہے
علم کے سائے میں بڑھتے چلو قدم بہ قدم
ہر اک قدم پہ عبادت کی رہ گزار میں ہے
لہو حسینؑ کا جب سے پیا ہے گیتی نے
بساطِ عالم امکاں نہیں قرار میں ہے
ہے سر پہ سایہ کیے جس کے چادر و تطہیر
وہ سر برہنہ کھڑی شام کے دبار میں ہے
بلند جس سے کیا تھا علیؑ نے خیبر کو
وہ زور بازوئے عباسؑ نامدار میں ہے
لگا کے برچھی کلیجے سے سوگئے اکبرؑ
بہن مدینے میں بھائی کے انتظار میں ہے

☆☆☆☆☆

زینبؑ بے ردا شام کا بازار خدایا

سید علی محمد رضوی (سچّے)

زینبؑ بے ردا شام کا بازار خدایا
آتے ہیں نظر حشر کے آثار خدایا
کیا شام میں اب کوئی مسلمان نہیں ہے
گھیرے ہوئے کعبہ کو ہیں کفار خدایا
دُروں کے ستم اور محمدؐ کی نواسی
شل ہو نہ گئے دستِ ستم گار خدایا

رُخ زرد ہے صدمے سے لہو آنکھوں سے جاری
دم توڑ نہ دے قافلہ سالار خدایا
معصوم سکینہؑ کو طمانچوں سے بچا لے
یہ دستِ ستم پھول سے رُخسار خدایا
ایک ایک سے جو آج ردا مانگ رہے ہیں
یہ اَجرِ رسالت کے ہے حق دار خدایا
تطہیر کی آیت سے جنہیں تو نے نوازا
سر ننگے کھڑے ہیں سرِ دربار خدایا
فضّہ کی حفاظت کے لیے کھنچ گئی تلوار
زینبؑ کا نہیں کوئی طرف دار خدایا
سنتے ہیں کہ ہمشکل نبی تھے علی اکبرؑ
دکھلا دے وہ صورت مجھے اِک بار خدایا

☆☆☆☆☆

قرآن اور حسین

سید علی محمد رضوی (سچّے)

واللہ سَر مُو فرق نہیں ہے دونوں کے مابین
اُترا وہ قلبِ محمدؐ پر یہ زہراؑ کے گھر میں آیا
تا بہ کوثر اک دوسرے سے ہوں گے نہ کبھی یہ دونوں جدا
دونوں میں نور ہے دونوں کی منزل تا بہ قوسین
وہ خواب ہے اور تعبیر ہیں یہ وہ خاکہ ہے تعمیر ہیں یہ
قرطاس دو عالم پر لکھی تحریر ہے وہ تعمیر ہیں یہ
محبوب الٰہی کے دل کا یہ دونوں ہی ہیں چین

وہ معجزہ ہے اعجاز ہیں یہ وہ نور ہے یہ اس کا پیکر
پروان چڑھے ہیں یہ دونوں آغوش پیمبر میں پل کر
قرآن لبوں سے کھیلتا تھا اور زلفوں سے حسنینؑ

ہر مومن پر ہر مسلم پر فرض ان دونوں کی الفت ہے
لاریب اصول دین ہیں یہ ان کو اللہ سے نسبت ہے
یہ اُس کے ولی ہیں عالم ہے جس کے زیر نعلین

جان دار کے حق پر شہہ نے کیا قرآن کے دشمن کو ابتر
قرآن صدائیں دیتا ہے اِنّا اعطیناک الکوثر
باقی ہے نسل محمدؐ کی جب تک ہے نسل حسینؑ

شبیرؑ ہے جس کو عشق نہیں کب اس کو نبیؐ سے الفت ہے
قرآن ہے کافی جن کے لیے وہ کہتے ہیں یہ بدعت ہے
کھلتا ہے ان کو یہ ماتم یہ غم یہ ذکر حسینؑ

قرآن پیام احمدؐ ہے شبیرؑ سلام احمدؐ ہے
ان دونوں کے دم سے قائم عالم میں نظام احمدؐ ہے
اللہ و نبیؐ کی محبت ہیں یہ مابین کونین

درسِ قرآن دیا شہہ نے عالم کو اٹھی تلواروں میں
اِک حرف شہادت کی لکھ دی تفسیر بہتر (۷۲) پاروں میں
قربان ترے اے وارثِ علم شاہ بدر و حنین

اعدا نے ستم کے تیروں سے قرآن کیا پارہ پارہ
شبیرؑ کا لاشہ گھوڑوں کی ٹاپوں میں آکر بکھر گیا
جیسی بھی مصیبت گزر رہی ہے وہ گزری ہے طرفین

قرآن کو نوک نیزہ پر بے دینوں میں لے آئے اعدا
مہمان بلا کر سرورؑ کو پانی نہ دیا سر کاٹ دیا
سر کھولے ہوئے اک دکھیاری ماں کرتی رہ گئی بین

افسوس نبیؐ کی امت نے ان دونوں ہی کی قدر نہ کی
نیزوں سے لگائے زخم کبھی تیروں سے کیا گا ہے زخمی
اُمت نے بعد پیغمبرؐ لوٹا دونوں کا چین
صد حیف نبیؐ کی عترت کو تقدیر نے یہ دن دکھلایا
تاشام بلا کے میدان سے نیزے پر سر بازار گیا
قرآن سناتا لوگوں کو زہراؑ کا نور عین

☆☆☆☆☆

آتی ہے سکینہؑ کی صدا کرب و بلا سے

سید علی محمد رضوی (سچّے)

آتی ہے سکینہؑ کی صدا کرب و بلا سے
عمّو ہو کہاں آؤ کے ہم ہیں ابھی پیاسے
پھٹتا ہے جگر، پیاس یہ لے لے نہ میری جاں
بچ بھی گئی گر شمر کے درّوں کی سزا سے
بے شیر کے ہونٹوں پہ نہیں پیاس کا شکوہ
تر کردیا اعدا نے گلا تیر جفا سے
جو رن کو گیا آیا کہاں رن سے پلٹ کر
دیتی ہیں پھوپھی جان مجھے یوں ہی دلا سے
سنتی ہوں یتیموں کی دُعا رد نہیں ہوتی
یارب مجھے ملوا دے پھر اک بار چچا سے
ماں بہنیں کھلے سر ہیں لہو روتی ہیں آنکھیں
اٹھتا نہیں بھائی کا مرے سر ہے حیا سے

تم سے بچھڑ کے ماں کا مشکل بہت جینا

سید علی محمد رضوی (سچّے)

تم سے بچھڑ کے ماں کا، مشکل بہت جینا
ماں کو بھی ساتھ لے لو، رک جاؤ! اے سکینہؑ
رک جاؤ! اے سکینہؑ، رک جاؤ! اے سکینہؑ

ہر سمت ہے اندھیرا، ہر راہ پُر خطر ہے
ہر راہ پر خطر ہے، ہر سمت ہے اندھیرا
دشمن ہے چار جانب، دل میں چھپائے کینہ
رک جاؤ! اے سکینہؑ، رک جاؤ! اے سکینہؑ

کھا کھا کے تم طمانچے، گھبرا گئی ہو شاید
گھبرا گئی ہو شاید، کھا کھا کے تم طمانچے
تا شام سیکھ جاؤ گی اِن آنسوؤں کو پینا
رک جاؤ! اے سکینہؑ، رک جاؤ! اے سکینہؑ

آجاؤ میں سُلا دوں سر زانوؤں پہ رکھ کر
سر زانوؤں پہ رکھ کر آجاؤ میں سُلا دوں
زخمی بہت ہے بی بی تیرے پدر کا سینہ
رک جاؤ! اے سکینہؑ، رک جاؤ! اے سکینہ

عمّو کو جانِ مادر اس طرح نہ صدا دو
اس طرح مت صدا دو عمّو کو جانِ مادر
عباسؑ کی جبیں پر آجائے گا پسینہ
رک جاؤ! اے سکینہؑ، رک جاؤ! اے سکینہؑ

رخ پر لہو جما ہے کانوں سے خوں ہے جاری
کانوں سے خوں ہے جاری رُخ پر لہو جما ہے
بیٹا تڑپ اٹھے گا جان شہہ مدینہ
رک جاؤ! اے سکینہؑ، رک جاؤ! اے سکینہؑ
ہیں قید شام کی اب تنہائیاں مقدر
تنہائیاں مقدّر ہیں قید شام کی اب
بی بی نصیب میں اب تیرے نہیں مدینہ
رک جاؤ! اے سکینہؑ، رک جاؤ! اے سکینہؑ
یہ بے کسی یہ غربت یہ دشت نینوا کا
یہ دشت نینوا کا یہ بے کسی یہ غربت
ڈوبا کہاں ہے آکر تقدیر کا سفینہ
رک جاؤ اے سکینہؑ، رک جاؤ! اے سکینہؑ

☆☆☆☆☆

یہ کہتے تھے شہہ مُضطر سکینہؑ ہم نہیں ہوں گے

سید علی محمد رضوی (سچّے)

یہ کہتے تھے شہہ مُضطر سکینہؑ ہم نہیں ہوں گے
وہ وقت آئے گا اب تم پر سکینہؑ ہم نہیں ہونگے
لگے گی آگ جل جائیں گے خیمے بھی قناتیں بھی
بنانا خاک کو بستر سکینہؑ ہم نہیں ہوں گے
لہو کانوں سے برسے گا طمانچے رخ پہ برسیں گے
پھرائی جاؤ گی دَر دَر سکینہؑ ہم نہیں ہوں گے

جو بعد عصر بیٹی تیرے دامن میں لگی ہوگی
بجھے گی آگ وہ کیوں کر سکینہؑ ہم نہیں ہوں گے

میرے سینے پہ سونے کے بجائے دیکھو سوجانا
پھوپھی اماں کے زانو پر سکینہؑ ہم نہیں ہوں گے

تمہاری ماں پھوپھی بہنوں کے سر سے آہ چھینے گا
کوئی مقنع کوئی چادر سکینہؑ ہم نہیں ہوں گے

بصد ارماں جو میں نے دونوں کانوں میں پہنائے تھے
چھنیں گے آہ جب گوہر سکینہؑ ہم نہیں ہوں گے

کہیں ناقے سے گر جاؤں گی رستے میں تو گودی میں
اٹھائے گی میری مادر سکینہؑ ہم نہیں ہوں گے

☆☆☆☆☆

ہوگئی آہ بے پدر زینبؑ

سید علی محمد رضوی (سچے)

ہوگئی آہ بے پدر زینبؑ کم ہے اب روئے جس قدر زینبؑ
آج ہے فرش غم پہ اہل عزا باپ کے غم میں نوحہ گر زینبؑ
ہل رہا ہے مزار روتی ہے
ماں کی تربت پہ کھولے سر زینبؑ
روک لے آنسوؤں کو اپنے ذرا اب تو رونا ہے عمر بھر زینبؑ
دیکھنا ایک دن دکھائے گی شام تجھ کو یہی سحر زینبؑ
ابتدا ہے ابھی تو کوفے میں
تجھ کو ہونا ہے در بدر زینبؑ

مجمع عام ہوگا گلیوں میں اور ہوگی برہنہ سر زینبؑ
تیرے نالوں سے ہو رہا ہے بپا ایک کہرام عرش پر زینبؑ
سیدہؑ آگئی ہیں جنت سے
سارا ماتم کدہ ہے گھر زینبؑ
کرتے ہیں جس طرح یتیم بسر رونقیں اُٹھ رہی ہیں دنیا کی
اب کرو عُمر یوں بسر زینبؑ جارہا ہے تیرا پدر زینبؑ

☆☆☆☆☆

پیاسا ہے تین روز سے کنبہ رسولؐ کا، اے نہر علقمہ!

سید محمد علی رضوی (سچّے)

پیاسا ہے تین روز سے کنبہ رسولؐ کا، اے نہر علقمہ
کچھ تجھ سے دور بھی نہیں پیاسوں کا قافلہ، اے نہر علقمہ

اللہ رے وفائے علمدار کربلا
قبضہ کیا فرات پہ پانی نہیں پیا
اے نہر علقمہ......

حسرت سے دیکھتے رہے بچے سوئے فرات
سقائے اہل بیت نہ خیمے تک آسکا
اے نہر علقمہ......

سوکھی ہوئی زباں سے بیٹی حسینؑ کی
اپنے چچا کے واسطے کرتی رہی دُعا
اے نہر علقمہ......

پانی کے ایک گھونٹ کا کرتا ہوا سوال
اکبرؑ سا نوجواں بھی پیاسا چلا گیا
اے نہر علقمہ......
چھ ماہ کے صغیر نے کھایا ستم کا تیر
بانو کے نونہال کو پانی نہیں ملا
اے نہر علقمہ......
تو سامنے رواں تھی تیرے ہوتے شرم کر
پیاسا گیا جہاں سے نواسۂ رسولؐ کا
اے نہر علقمہ......
زہراؑ کے نورعین کی اللہ رے تشنگی
سوکھے گلے پہ شمر کا خنجر بھی چل گیا
اے نہر علقمہ......
آئے گا پھر پلٹ کے نہ زہراؑ کا نورعین
اب لاکھ کروٹیں لیں وہ لمحہ گزر گیا
اے نہر علقمہ......
زینبؑ کے سر سے چھین رہا ہے ردا لعین
عباسؑ نامدار کو دے، دو ذرا صدا
اے نہر علقمہ......

☆☆☆☆☆

کیسے ہو مسلمان چراغوں کو بجھا دو

سید علی محمد رضوی (سچّے)

کیسے ہو مسلمان چراغوں کو بجھا دو
شہزادی کونین کھلے سر ہے ردا دو
اُٹھتا ہوا خیموں سے دھواں دیکھنے والا
اسلام کے گھر میں ہے لگی آگ بجھا دو

گھوڑوں سے تن سبط نبی روند رہے ہو
در پہ ہے بہن رن کی ذرا خاک اڑا دو
ناموس پیمبر پہ ستم توڑنے والو
کیا دوگے جو اب احمد مرسل کو بتادو

اس دن کے لیے پالا تھا کیا بنتِ نبیؐ نے
شبیرؑ کا سر کاٹ کے نیزے پہ چڑھادو
ماں دیکھ نہ لے سر کو کہیں بر سر نیزہ
جس پہ سر اصغر ہے ذرا دور ہٹا دو

یہ شام کا بازار محمدؐ کی نواسی
عریاں سرِ اسلام ہے چادر تو اُڑھا دو
انگلی جو اٹھے سید ابرار کی جانب
یا کاٹ دو یا بڑھ کے گلہ اپنا کٹا دو

گھبرا کے طمانچوں سے یہ کہتی تھی سکینہؑ
اچھی پھوپھی اماں میرے عمو کو بلادو
کیا تم میں کوئی صاحب اُولاد نہیں ہے
بچی ہے نہ اسطرح طمانچوں کی سزا دو

شبیرؑ کے ماتم کی صدا گونج رہی ہے
اُٹھو میری آواز سے آواز ملا دو

☆☆☆☆☆

ہے عجب شام کے زندان میں کہرام بپا

سید علی محمد رضوی (سچّے)

ہے عجب شام کے زندان میں کہرام بپا
بین سے بالی سکینہؑ کے لرزتی ہے فضا
سرد ہے سارا بدن زرد ہے غم سے چہرہ
آہ کرتی ہے تو ہل جاتا ہے زنداں سارا

خواب سے چونک کے اُٹھ بیٹھی ہے روتی روتی
اپنے سینے سے لگائے ہوئے بیٹھی ہے پھوپھی
رو کے کہتی ہے کہ بابا میرے پاس آئے تھے
پھوپھی اماں وہ میرے پاس یہاں بیٹھے تھے

مجھ سے کہتے تھے میرا دِل نہیں لگتا بیٹی
آجا اب آجا میری گود میں آجا بیٹی
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو
پھوپھی اماں میرے بابا سے ملادو مجھ کو

وہ یہیں ہونگے کہیں آپ ذرا دیں تو صدا
کہیئے اُن سے میری جانب سے کہ بیٹی ہو فدا
دور ہی سے ذرا آواز سنا دو مجھ کو
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو

غم سے پھٹ جائیگا بیٹی کا کلیجہ بابا
بخش دو مجھ کو اگر کی ہو کوئی میں نے خطا
ہوں سزا وار پر اتنی نہ سزادو مجھ کو
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو

شکر اللہ کا مشکل ہوئی آسان میری
کٹ گئے قید کے دن آ گئی رخصت کی گھڑی
اب سفر خیر سے گزرے یہ دُعا دو مجھ کو
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو

ہے خوشی کی یہ گھڑی آنکھ نہ کیجئے پرنم
آپ کو دیتی ہوں میں عونؑ و محمدؑ کی قسم
مسکراتے ہوئے جانے کی رضا دو مجھ کو
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو

بند آنکھیں ہوئی جاتی ہیں میری دیکھیں ذرا
لوریاں دیتی ہے مجھ کو کوئی مانوس صدا
نیند آتی ہے پھوپھی جان سلا دو مجھ کو
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو

مانگیئے اب نہ دعائیں میرے جینے کے لیے
دیکھیئے آ گئے بابا مجھے لینے کے لیے
قبلہ رُو کرکے پھوپھی جان لٹا دو مجھ کو
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو

ہائے تقدیر کہ مر کر بھی رہیں زنداں میں
قبر بھی پائی تو بچی نے وہیں زنداں میں
کیا خطا کی تھی سکینہؑ نے بتا دو مجھ کو
کب سے بے چین ہوں صورت تو دیکھا دو مجھ کو

☆☆☆☆☆

حسینؑ سب تیری قربانیوں کا صدقہ ہے

سید علی محمد رضوی (سچے)

حسینؑ سب تیری قربانیوں کا صدقہ ہے
کہ آج تک دل انسانیت دھڑکتا ہے
غم حسینؑ میں آنسو پھر اس کے بعد ارم
خرید لو کہ یہ سودا بہت ہی سستا ہے
لہو حسینؑ کا کچھ ایسا کر گیا روشن
کہ آندھیوں میں بھی حق کا چراغ جلتا ہے
مباہلہ کی یہ سورت بتا رہی ہے ہمیں
کہ پنجتن کے مقابل جو آئے جھوٹا ہے
حسینیت کو لہو چاہیئے بقا کے لئے
یزیدیت نے پھر اک بار سر ابھارا ہے
اسے حسینؑ سے نسبت نہ دو خدا کے لئے
جو مصلحت سے غم شہ میں کام لیتا ہے
ہے کیا جواز ستم اے زمین کرب و بلا
کہ تین روز سے مہمان تیرا پیاسا ہے
الٰہی خیر کسی کی نظر نہ لگ جائے
ضعیف باپ کا کڑیل جوان بیٹا ہے
جسے حسینؑ نے اٹھارہ سال پالا تھا
زمین گرم پہ وہ ایڑیاں رگڑتا ہے
خدارا اس کو طمانچے نہ مار اے ظالم
یہ بچی غم کی ستائی ہوئی سکینہؑ ہے

نہ لوٹ چادر زینبؑ نہ چھین سر سے ردا
یہ بنت زہراؑ ہے ظالم یہ بنت زہراؑ ہے

سر اپنا پیٹ کے روئے تڑپ تڑپ کے حبیبؑ
سنا جو بنت علیؑ نے سلام بھیجا ہے

☆☆☆☆☆

صدیوں سے اُٹھا رہا ہے غازی کے علم کو

سید علی محمد رضوی (سچّے)

صدیوں سے اُٹھا رہا ہے غازی کے علم کو
باطل نہ جھکا سکتا علم کو ہے نہ ہم کو

مرنا ہو جسے حق پہ علم پر وہ رکھے ہاتھ
ہو خوف جیسے جان کا بڑھائے نہ قدم کو

روشن میرا سینہ ہے غمِ سبطِ نبی سے
سینے سے لگا رکھا ہے شبیرؑ کے غم کو

بکھرے ہوئے قرآن کے اُوراق پڑے ہیں
اے کرب و بلا تجھ پہ کہاں رکھوں قدم کو

اے زائر شبیرؑ اِدھر آ اِدھر آجا
آنکھوں سے لگالوں میں ترے نقشِ قدم کو

پوتے کی خبر لیجئے یا حیدرؑ کرار
صدمے سے کہیں توڑ دے بیمار نہ دم کو

ہے ماتم شبیرؑ کا بھرپور یہی حال
ڈھاتا چلا آیا ہے ہر ایک قصر ستم کو

سر کاٹ کر شبیرؑ کا خیموں کو جلا کر
بے پردہ مسلمان نے کیا اہل حرم کو

ہے رخصت کی گھڑی اے کربلا والوں خدا حافظ

سید علی محمد رضوی (سچّے)

ہے رخصت کی گھڑی اے کربلا والوں خدا حافظ
سلام آخری اے کربلا والوں خدا حافظ
نہ ہم سے ہو سکا کچھ بھی ادا حق میزبانی کا
ہے یہ شرمندگی اے کربلا والو خدا حافظ
تمہارے ساتھ زہراؑ بھی یہاں تشریف لائی تھیں
یہ عزت بھی ملی اے کربلا والو خدا حافظ
ہمارے گھر کی رونق بھی تمہارے ساتھ جاتی ہے
اُداسی چھا گئی اے کربلا والو خدا حافظ
تمہارے غم میں روتے روتے مرجاتے تو اچھا تھا
یہ حسرت رہ گئی اے کربلا والوں خدا حافظ
پھر اگلے سال ہم یونہی صفِ ماتم بچھائینگے
رہی گر زندگی اے کربلا والو خدا حافظ

☆☆☆☆☆

شبیرؑ کا ماتم کیا زہرہؑ سے دعا لی

سید علی محمد رضوی (سچّے)

شبیرؑ کا ماتم کیا زہرہؑ سے دعا لی — ہم آئے نہیں فرشِ عزا سے کبھی خالی
خاکِ درِ زہرہؑ سے جبین کیا ہے سجالی — جنت ہے کھڑی در پہ میرے بن کے سوالی

سینے سے سناں کھینچ کے فرزند نبیؐ نے
لاش اکبرؑ مہرو کی کلیجے سے لگا لی
ہلنے لگی مقتل کی زمیں جب شہہ دیں نے
برچھی علی اکبرؑ کے کلیجے سے نکالی

لوٹا گیا زہرہؑ کا چمن کرب وبلا میں
ماؤں کی بھری گود یہاں ہوگئی خالی
موجوں کو تڑپتا ہوا چھوڑ آیا لب نہر
غازیؑ نے نظر مڑ کے بھی پانی پہ نہ ڈالی

لے جاتے کہاں میت بے شیر کو شبیرؑ
اک ننھی سے تربت وہیں مقتل میں بنالی
ساحل پہ تڑپتا رہا عباسؑ کا لاشہ
خیمے میں تڑپتی رہی آغوش کی پالی

☆☆☆☆☆

جنت ہے دو قدم پہ، قدم تو بڑھا کے دیکھ

سید علی محمد رضوی (سچّے)

جنت ہے دو قدم پہ، قدم تو بڑھا کے دیکھ
حر! بن، در حسینؑ کی جانب تو آ کے دیکھ

طوفاں کو موڑ دیتے ہیں ہم کہہ کے یا علیؑ
ہے سامنے کی بات مگر آزما کے دیکھ

تھکتی نہیں زبان صحابہ کے ذکر سے
میثم کا ذکر بھی کبھی ہونٹوں پہ لا کے دیکھ

در در بھٹک رہا ہے خوشی کی تلاش میں
پل بھر غم حسینؑ بھی دل میں بسا کے دیکھ

دفنا کے آرہا ہے پیاسا صغیرؑ کو
شبیرؑ کی نظر سے نظر تو ملا کے دیکھ

کیا پوچھتا ہے سبطِ پیمبر کا حوصلہ
کڑیل جوان لال کا لاشہ اٹھا کے دیکھ

بے پردہ کس کی آل ہے بازار شام میں
اے شمر اپنی شرم کا پردہ ہٹا کے دیکھ

کیونکر حسینؑ لاشۂ اصغرؑ چھپاتے ہیں
اک شیر خوار بچے کی تربت بنا کے دیکھ

یاد آئے گا حسینؑ کے بے شیر کا گلا
ہاتھوں پر اک صغیر کو ناوک کھلا کے دیکھ

زنداں میں بین کرتی تھیں کس طرح بیبیاں
آنکھوں سے اپنی خون کا دریا بہا کے دیکھ

☆☆☆☆☆

تاجدار امامت، وصی نبی، علیؑ ہے، علیؑ

سید علی محمد رضوی (سچے)

تاجدار امامت، وصی نبی، علیؑ ہے، علیؑ۔علیؑ ہے علیؑ
بعد ختم رسل لائق سرداری علیؑ ہے علیؑ

بات یہ تو بہت ہی ہے آسان سی
کیا کریں مصطفےٰ گر نہ سمجھے کوئی
صاف الفاظ میں کہہ رہے ہیں نبیؐ
میں ہوں جس کا مرے بعد اس کا دلی
علیؑ ہے علیؑ، علیؑ ہے علیؑ

گونجتی تھی صدا رن میں جب عمر کی
آئے مدّمقابل مرے ہے کوئی
دیکھ کر سورماؤں کا چہرہ نبیؐ
سوچ میں تھے کہ حیدرؑ نے آواز دی
علیؑ ہے علیؑ، علیؑ ہے علیؑ

یوں تو لے کے گئے رن کو لشکر سبھی
جنگ خیبر مگر فتح ہو نہ سکی
اب چلا ہے علم لے کے ایسا جری
خاک ہوجائے گی مرحبی عنتری
علیؑ ہے علیؑ، علیؑ ہے علیؑ

بستر مصطفٰے پر دل مصطفٰےؐ
رات بھر چین کی نیند سوتا رہا
ٹولۂ اہل شر خون سے چیخ اٹھا
صبح اٹھ کر جو حیدرؑ نے انگڑائی لی
علیؑ ہے علیؑ، علیؑ ہے علیؑ

حکم معبود سے توڑنے بت کدہ
جب چلے سوئے کعبہ حبیب خدا
آگے پیچھے سبھی تھے مگر یہ بتا
دوش احمد پہ معراج کس کو ملی
علیؑ ہے علیؑ، علیؑ ہے علیؑ

دو جہاں میں نہیں کوئی ایسا جری
موت نے جس کے آگے سپر ڈال دی
تھے جوان دیکھنے کے لئے تو سبھی
لافتیٰ کی سند جس کو حق سے ملی
علیؑ ہے علیؑ، علیؑ ہے علیؑ

ہمسایۂ مصطفیٰؐ میں پلا اور بڑھا
یہ شرف کب کسی اور کو ہے ملا
خاص محراب کعبہ میں پیدا ہوا
سجدہ حق میں جس کو ہے ضربت لگی
علیؑ ہے علیؑ، علیؑ ہے علیؑ
علیؑ ہے علیؑ، علیؑ ہے علیؑ

☆☆☆☆☆

پیغام حسینؑ ابن علیؑ زندہ رہے گا

سید علی محمد رضوی (سچّے)

پیغام حسینؑ ابن علیؑ زندہ رہے گا

مٹ جائیگا ہر نقش ہر اک شے کو فنا ہے
لیکن شہہ مرداں کی قسم حق کو بقا ہے
شبیرؑ نے خنجر کے تلے وعدہ لیا ہے
اسلام سدا زندہ و پائندہ رہیگا

احمدؐ کے نواسے کا حقیقت میں کرم ہے
اسلام سلامت ہے حفاظت میں جرم ہے
شبیرؑ تو انسان کی عظمت کا بھرم ہے
عظمت کا یہ تارہ یونہی رخشندہ رہے گا

پھر سوچ لے ہے وقت ابھی خوب سمجھ لے
شبیرؑ کو عظمت کی کسوٹی پہ پرکھ لے
یہ بات حقیقت ہے اسے ذہن میں رکھ لے
حق ابھرے گا باطل سدا شرمندہ رہے گا

ہر سال محرم میں مناتے ہیں یہی غم
کرتے ہیں یونہی سید ابرارؐ کا ماتم
ہے اہل عزا طور بدلتے نہیں ہر دم
جو کل تھا وہی آج ہے آئندہ رہے گا

شبیرؑ کا ماتم نہ رکے گا نہ رکا ہے
واللہ یہ معصومۂ عالم کی دعا ہے
اس غم کے مقابل میں جو غم لایا گیا ہے
باطل ہے وہ مٹ جائے گا حق زندہ رہے گا

پھر کھیل رہے ہیں وہ وہی کھیل پرانا
ابلاغ کی قوت سے حقیقت کو دبانا
یہ سچ ہے کہ جھوٹوں کا جہنم ہے ٹھکانا
شرمندہ سدا ظلم کا کارندہ رہے گا

سچ سچ ہے زمانے میں فسانہ ہے فسانہ
آسان نہیں حق کی یہ آواز دبانا......!
عالم میں ہے ممتاز محمدؐ کا گھرانا
یہ تابہ ابد حق کا نمائندہ رہے گا

شبیرؑ نے واللہ بڑا کام کیا ہے
اسلام پہ جو تیر چلا دل پہ لیا ہے
خون رگ گردن سے اسے غسل دیا ہے
اسلام کا چہرہ یونہی تابندہ رہے گا

آئینہ کی صورت سے ہر ایک چہرہ عیاں ہے
زر کس کا ہے سوداگر ایمان کہاں ہے
کچھ دشمن آل کی حد اہل جہاں ہے
کب تک یہ دلوں میں پسر ہندہ رہے گا

خوشبوئے عباسؑ غازی، جب قریب آنے لگی

سید علی محمد رضوی (سچے)

خوشبوئے عباسؑ غازی جب قریب آنے لگی
علقمہ شوقِ قدم بوسی میں بل کھانے لگی

کاٹ کر سر عمر کا جب جھومتے پلٹے علیؑ
کھل اٹھا کوئی کسی پر مردنی چھانے لگی

ایک ضربت میں دو عالم کی عبادت تول کر
جرأت حیدرؑ پہ قدرت ناز کروانے لگی

دیجئے آواز دیجئے مرتضےٰؑ کو اب حضور
فتح خیبر کی ذرا مشکل نظر آنے لگی

بن گئے حیدرؑ اُحد میں جب نبوت کی سپر
سرور دیں کو ابو طالب کی یاد آنے لگی

جب چلا رن کو علیؑ کا شیر لہرتا علم
ایسی ہیئت تھی کہ فوج شام کترانے لگی

ایک نظر ڈالی تھی ساحل پر اسد نے غیظ میں
فوج رُوباہوں کی دریا چھوڑ کر جانے لگی

پرچم عباسؑ کے سائے پر منہ رکھ کر فرات
شدت گریہ میں سر ساحل سے ٹکرانے لگی

کب نظر آیا تھا ایسا شاہکار ذوالجلال
دیکھ کر اکبرؑ کی صورت موت شرمانے لگی

جب چلے عونؑ و محمدؑ ماں ترائی دیکھ کر
چپکے چپکے جانے کیا بچوں کو سمجھانے لگی

لاش خیمے میں جب آئی اکبرؑ دلگیر کی
مامتا الجھی ہوئی زلفوں کو سلجھانے لگے

حرملا نے تیر جوڑا جب کماں ظلم میں
تشنۂ لب اصغرؑ کے ہونٹوں پر ہنسی آنے لگی

خالی جھولے کو کلیجے سے لگا کر رو پڑی
یاد جب بے شیر کی بانو کو تڑپانے لگی

آل پر اے رحمت کل آپ کی فریاد ہے
بند آنکھیں ہوتے ہی امت ستم ڈھانے لگی

☆☆☆☆☆

ذرّہ کو شہہ نے مہر درخشاں بنا دیا

سید علی محمد رضوی (سچے)

ذرّہ کو شہہ نے مہر درخشاں بنا دیا
حر کی خطائیں بخش کے سلماں بنا دیا

قرآن کو سمیٹ کے نکتہ کی شکل میں
حق نے علیؑ کو مرکز ایماں بنا دیا

ہم تو علیؑ کو عین خدا کہہ کے رہ گئے
توبہ! نصیریوں نے تو یزداں بنا دیا!

کم ہے یہ کارنامہ دور امیر شام
ایماں کو کفر، کفر کو ایماں بنا دیا

کافر بنا دیا ابو طالبؑ سے شخص کو
سفیان سے لعین کو مسلمان بنا دیا

بالیں پہ آگئے مری امداد کو علیؑ
منزل تھی سخت نزع کی آسان بنا دیا

گھر کو لٹا کے معنیٔ ذبح عظیم نے
سفیانیت کو بے سرو ساماں بنا دیا

حق نے منافقین کی تفسیر کے لیے
سبط نبیؐ کو بولتا قرآن بنا دیا

عزت پہ خطبۂ ابو طالب کو حق نے دی
سر نامۂ بیان کو قرآن بنا دیا

پہچان ہر زمانے میں شمر و یزید کی
کتنا حسینیت نے ہے آسان بنا دیا

سر کٹ گیا حسینؑ کا لیکن یزید کے
خواب حسینؑ کو خوابِ پریشاں بنا دیا

چھلکا کے چشم نم نے غم شہہ میں اشک نم
درد دل بتولؑ کو در ماں بنا دیا

اصغرؑ نے تیر کھا کے شہہ دیں کے ہاتھ پر
اپنی ہنسی کو فتح کا عنوان بنا دیا

کر کے بلند ہاتھ پہ اک شیر خوار کو
سبط نبیؐ نے بولتا قرآن بنا دیا

ٹپکا کے اشک چہرۂ حر پر حسینؑ نے
بجھتے دیئے کو شمع فروزاں بنا دیا

شہہ نے لہو سے سینچ کے اسلام کا شجر
اجڑے ہوئے چمن کو گلستان بنا دیا

زنداں میں حریت کا علم کر کے سر بلند
زینب نے قصر شام کو زنداں بنا دیا

اصغرؑ کی موت نے علی اکبرؑ کی موت نے
مادر کے دل کو خانۂ ویراں بنادیا

اکبرؑ نہیں آئے اصغرؑ نہیں آئے

سید علی محمد رضوی (سچّے)

اکبرؑ نہیں آئے اصغرؑ نہیں آئے
اب رات گئی دن بیت گیا دلبر نہیں آئے

ہمنام علیؑ ہمشکل نبیؐ
جرأت تھی سوا غیرت تھی بڑی
لیکن جب مشکل آئی گھڑی
ماں دیتی رہی رو رو کے صدا اکبرؑ نہیں آئے

کہتی تھیں یہ بانو رو رو
للّٰلہ بلا دو اصغرؑ کو
کیا جانے کس عالم میں ہو
رن کو گئے باپ کے ہاتھوں پر پھر گھر نہیں آئے

کچھ بولو جان مادر
کیا بات ہوئی رن میں سرورؑ
لیکے تو گئے تھے ہاتھوں پر لے کر نہیں آئے

کیوں کڑکی تھی مقتل میں کماں
کیوں تھا محشر کا رن میں سماں
کچھ تو بتلا دو جان جاں
میں بھی تو سنو کیا بیت گئی تم پر نہیں آئے

تم پر تو ہے سب حال عیاں
پانی تھا کہاں جو دیتی ماں
اتنی سی بات پہ میری جان

گھر سے گئے ایسے ہو کے خفا مڑ کر نہیں آئے

آ جاؤ اے اصغر آؤ
مادر پر لعل ترس کھاؤ
اک بار گلے سے لگ جاؤ
ممکن ہے لوٹ کے پھر دلبر مادر نہیں آئے

زخمی ہے گلا مجبور ہو تم......!
بیٹا زخموں سے چور ہو تم
اب میں سمجھی کیوں دور ہو تم
میں جان گئی اے لختِ جگر کیونکر نہیں آئے

مشکل تھی جدائی کی جو گھڑی
ماں کے دل میں تھی آگ لگی
اکبرؑ کو کبھی اصغرؑ کو کبھی
دیتی رہی بانو ہائے صدا شب بھر نہیں آئے

☆☆☆☆☆

جب کبھی فرشِ عزا شہہ کا بچھا دیتے ہیں

سید علی محمد رضوی (سچےؔ)

جب کبھی فرشِ عزا شہہ کا بچھا دیتے ہیں
دل کے جذبات کو پلکوں پہ سجا دیتے ہیں
عرش سے رو کے فرشتے یہ صدا دیتے ہیں
سوگوارو تمہیں سجادؑ دعا دیتے ہیں

یونہی قائم رہے اکبرؑ کی جوانی کا الم
یونہی سجتے رہیں ہر سال وفا کے پرچم
یونہی ہوتا رہے شبیرؑ کا ہر سو ماتم
اجر الفت کا یونہی اہل ولا دیتے ہیں

زندگی کیا ہے حقیقت ہیں غم شاہ ہدا
جس کے پیمانے یہ تلتی ہے سزا اور جزا
دیکھ کر حر کے مقدر کو سبق لے دینا
اسے بگڑی ہوئی تقدیر پر بنا دیتے ہیں

غم عباسؑ کے منہ اشکوں سے دھونے والے
جان زہراؑ کے لیے جان کو کھونے والے
آ ادھر آ مرے شبیرؑ کو رونے والے
میر کوثر لب کوثر پہ صدا دیتے ہیں

کون ہے آل محمدؐ سے کیسے پیار نہیں
دل میں الفت ہو تو رونے میں کوئی عار نہیں
آل احمدؐ کی کیا اتنے کی بھی مقدار نہیں
اشک دو چار تو غیر آ کے بہا دیتے ہیں

ٹوکنے والے سنا کر غم شبیرؑ تو دیکھ
الفت سبط پیمبرؐ کی یہ تاثیر تو دیکھ
چند اشکوں کے عوض خلد کی جاگیر تو دیکھ
اشک یہ نار جہنم کو بجھا دیتے ہیں

کیوں ہے مایوس کبھی مانگ کے دیکھ اس گھر سے
موت بھی آئی تو خالی نہ گئی اس گھر سے
بھر دیا گود کو سرورؑ نے بہتر (۷۲) سر سے
یہ سخی وہ ہیں طلب سے بھی سوا دیتے ہیں

جل چکے خیمے شہہ دیں کے، فضا خاموش ہے

سید علی محمد رضوی (سچّے)

جل چکے خیمے شہہ دیں کے، فضا خاموش ہے
ہُو کا ایک عالم ہے دشت نینوا خاموش ہے
محو حیرت ہوں زمانہ کس قدر ہے سنگ دِل
سن رہا ہے کر بلا کا واقعہ خاموش ہے
غش میں ہے بیمار لب کو تاب گویائی کہاں
چھن رہی ہے سر سے زینبؑ کے ردا خاموش ہے
یا الٰہی کون سی قوت دل زینبؑ میں ہے
دے کے بچوں کو شہادت کی دعا خاموش ہے
رو تو لے کھل کر ذرا اکبرؑ کو ماں ہٹ جایئے
شاہِ دیں پاس ادب سے مامتا خوش ہے
بجھ گئی اصغرؑ کی شاید تیر سہہ پہلو سے پیاس
مسکراہٹ ہے لبوں پر مہ لقا خاموش ہے
ہر قدم پر ہے جو بھائی کی وصیّت کا خیال
تازیانے کھا کے بنتِ مرتضےٰؑ خاموش ہے
خون میں ڈوبی ہوئی ہے سبط پیغمبرؐ کی لاش
کشتی اُمت بچا کر نا خدا خاموش ہے
میں نے جب پوچھا بتا کیا ہے وفا کی انتہا
کس لیے یا عباسؑ، تاریخ وفا خاموش ہے
کیا کریں کس دل دیں سے شبیرؑ مرنے کی رضا
سر جھکائے سامنے بھائی کھڑا خاموش ہے
آ رہی ہے العطش کی خیمۂ شہہ سے صدا
سر کٹائے گھاٹ پر سقّہ کھڑا خاموش ہے

زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

سید علی محمد رضوی (سچّے)

اک زہراؑ کی لاڈلی تھی اور ایک علیؑ کا لعل
ماں کا صبر دکھایا ایک نے باپ کا جاہ و جلال
کرب و بلا میں بن گئے دونوں صبر و وفا کی اساس
زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ
دونوں ہی سے کرب و بلا میں شہہ کو بڑی تھی آس

ہر مشکل ہر ایک مصیبت ہنس ہنس کر جھیلی
کیسا کیسا وقت پڑا لیکن دونوں نے کبھی
تنہائی کا ہونے دیا نہ سرورؑ کو احساس
زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

قبل عصر حفاظت کا تھا بھائی ذمہ دار
بعد عصر اُٹھایا بنت زہراؑ نے یہ بار
بن گئی آس حرم کی زینبؑ گو تھی خود بے آس
زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

دونوں لعل کئے زینبؑ نے سرورؑ پہ قربان
نہر پہ دونوں ہاتھ کٹا کر سقّے نے دی جان
دے دیا سب کچھ بھائی پہ جو تھا جس کے پاس
زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

ایک نے سر سے چادر دی اور ایک نے سر دیا وار
باد باں بخشا ایک نے حق کا بیڑا لگایا پار
جھیل گئے ہر باد مخالف دونوں بے وسواس
زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

دشت بلا میں آ کے چھوٹا دونوں کا یہ ساتھ
مشکیزہ سینے سے لگا کر دونوں کٹا کر ہاتھ
نہر کنارے سو گیا بھائی بہن ہوئی بے آس
زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

وقت عصر گرے گھوڑے سے جبکہ شہہ ابرار
حلقِ شہہ مظلوم پہ رکھ دی ظالم نے تلوار
خیمہ میں زینبؑ تڑپی اور ساحل پہ عباسؑ
زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

کتنے ہی دُکھ جھیلے دل پہ کتنے ہی آلام
ہائے مگر وہ دشت ستم وہ رنج والم کی شام
تنہا ہے مقتل میں زینبؑ کوئی نہیں اب پاس
زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

زینبؑ ہے پابندِ رسن اب کچھ چلتا نہیں زور
نوکِ سناں پہ سر ہے تن ہے بھائی کا بے گور
روتی ہے ماں جائے کی میت پہ حسرت ویاس
زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

ظالم کے دربار میں اس کا ظلم عیاں کرنا
زینبؑ ہی کا دل تھا انہیں کی ہمت تھی ورنہ
ایسے میں قائم رہتے ہیں کس کے ہوش وحواس
زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

☆☆☆☆☆

مولا علیؑ علیؑ مرا آقا علیؑ علیؑ

مجاہد لکھنوی

مولا علی علی مرا آقا علیؑ، علیؑ
دین محمدی کا سہارا علیؑ، علیؑ

جب فتح جنگ ہو نہ سکی تین روز تک آخر لبِ رسولؐ سے نکلا علیؑ، علیؑ
اس کا ہر ایک بگڑا ہوا کام بن گیا مشکل میں جب کسی نے پکارا علیؑ، علیؑ
دیکھی جو جنگ حضرتِ عباسؑ نامدار
بے اختیار سب نے پکارا علیؑ، علیؑ

میّت جواں کی لے کے چلے جب سوئے خیام کہتے تھے زیرِ لب شہہ والا علیؑ، علیؑ
جلتے ہوئے خیام سے آتی تھی یہ صدا اب تو مدد کو آیئے بابا علیؑ، علیؑ
کھلواؤ آ کے زینبؑ و کلثومؑ کا گلا
مشکل کشا لقب ہے تمہارا علیؑ، علیؑ

زینبؑ نے پوچھا کون یہ آتا ہے وقت شب آئی صدا پدر ہوں تمہارا علیؑ، علیؑ
بنتے ہیں بگڑے کام مجاہد جہاں کے نکلے زباں سے نام خدا یا علیؑ، علیؑ
مولا علی علی مرا آقا علیؑ، علیؑ
دین محمدی کا سہارا علیؑ، علیؑ

☆☆☆☆☆

رہ رضا میں وہی لوگ کامیاب رہے

مجاہد لکھنوی

رہ رضا میں وہی لوگ کامیاب رہے   جو بارگاہ شہادت میں باریاب رہے
حسینؑ رو دیئے اکبرؑ کو یہ دعا دے کر   خدا کرے یوں ہی قائم ترا شباب رہے
رہ رضا میں وہی لوگ کامیاب رہے

ملے نبیؐ کو علیؑ کو حسنؑ کو بھی اصحاب   مگر حسینؑ کے انصار لاجواب رہے
سمٹ کے آ گیا بازو میں زور ایمانی   حبیبؑ آپ نہ شرمندۂ خواب رہے
رہ رضا میں وہی لوگ کامیاب رہے

حسینؑ حلقۂ انصار اور شب عاشور   کہ جیسے تاروں کے جھرمٹ میں ماہتاب رہے
رواں تھی خاک کی چادر بھی ساتھ زینبؑ کے   نہ سر برہنہ کہیں بنت بوتراب رہے
رہ رضا میں وہی لوگ کامیاب رہے

تھے اپنی اپنی جگہ فرد کربلا والے   جوان و پیر بھی ہو کے کامیاب رہے
ہوا نہ بیاہ نہ آئی دولہن علی اکبرؑ   دل رباب کے ارمان بن کے خواب رہے
رہ رضا میں وہی لوگ کامیاب رہے

شہید ہو گئے اصغرؑ تو جا کے مقتل میں   تمہارے دل میں جو ارمان تھے رباب رہے
غم حسینؑ ہے بخشش کا آسرا ورنہ   ترے گناہ مجاہد تو بے حساب رہے
رہ رضا میں وہی لوگ کامیاب رہے

☆☆☆☆☆

کہتے تھے کماں دار سے بے شیر کے تیور

مجاہد لکھنوی

کہتے تھے کماں دار سے بے شیر کے تیور دیکھیں تو ذرا آج تیرے تیر کے تیور
جبریل سے کہہ دو کہ سمیٹے رہیں پر کو کچھ اور ہیں عباسؑ کی شمشیر کے تیور
ہیں جلوہ فگن اکبرؑ مہ رو کے محمدؐ
ایسے تو نہ دیکھے کسی تصویر کے تیور

ہم سیرت اولادِ نبیؐ دیکھ رہے ہیں تم دیکھا کرو معنی و تفسیر کے تیور
اکبرؑ نے اذاں دی تھی جو عاشور کو رن میں قائم ہیں ابھی تک اسی تکبیر کے تیور
کہتے تھے یہ عباسؑ کہ مل جائے اجازت
پھر دیکھو یداللہ کی شمشیر کے تیور

جس نے بھی سنا خطبۂ زینب یہ پکارا ہیں حیدرؑ کرار کی تقریر کے تیور
اک خواب تھا جو کچھ کہ خلیل آپ نے دیکھا اب آکے ذرا دیکھئے تعبیر کے تیور
اے ظالموں پوتا ہے یہی عقدہ کشا کا
کہتے تھے لعینوں سے یہ زنجیر کے تیور

نیزہ پہ سرِ شاہ کے بہنے لگے آنسو دیکھے جو بدلتے ہوئے ہمشیر کے تیور
کیا تم بھی چلے جاؤ گے منہ موڑ کے ماں سے بانوؑ نے کہا دیکھ کے بے شیر کے تیور
تقدیر کی گردش سے نہ گھبراؤ مجاہد
بدلیں گے کبھی تو فلکِ پیر کے تیور

☆☆☆☆☆

بولی بانو ڈھونڈھنے جاؤں تمھیں دلبر کہاں

مجاہد لکھنوی

بولی بانو ڈھونڈھنے جاؤں تمھیں دلبر کہاں
روٹھ کر ماں سے گئے ہو اے علی اصغرؑ کہاں

لے گئے تھے شاہ تو پانی پلانے کے لیے
اس اندھیرے بن میں سونپ آئے تمھیں سرور کہاں

ہے اندھیری رات اور سنسان جنگل میرے لال
اب کہاں آغوش ماں کی اور اب وہ گھر کہاں

کیا کہوں صغراؑ جو پوچھے گود خالی دیکھ کر
رہ گیا اماں! وہ میرا مہ جبیں اصغرؑ کہاں

رات کی تنہائی میں جب یاد آئے گی تری
ڈھونڈھے گی پہاڑ میں تجھ کو پائے گی مادر کہاں

چونک کر تربت میں ڈھونڈو گے مجھے تم جس گھڑی
ماں کو پاؤ گے اندھیری قبر کے اندر کہاں

آ کے پھر اک بار دکھلا جاؤ صورت چاند سی
پھر خدا جانے کہ لے جائے ہمیں لشکر کہاں

روتے روتے میں تمہاری یاد میں مر جاؤں گی
ماں کو چین آئے گا اپنے لال سے چھٹ کر کہاں

دے دیا بانو نے ہر ماں کو مجاہد اک سبق
ورنہ غم بیٹے کا اور ماں کا دلِ مضطر کہاں

☆☆☆☆☆

رَن سے آکر علی اکبرؑ نے جو مانگا پانی

مجاہد لکھنوی

رَن سے آکر علی اکبرؑ نے جو مانگا پانی
شدتِ غم سے ہوا شہہ کا کلیجہ پانی
موتیوں سے بھی گراں قدر ہیں یہ پیشِ خدا
آنسوؤں کو مرے سمجھا کرے دنیا پانی
وہ تو دنیا کو دکھانا تھیں عداوت کی حدیں
کون کہتا ہے کہ بے شیر نے مانگا پانی
منہ چھپائے ہوئے پھرتا ہے زمین کے نیچے
کر بلا والوں سے شرمندہ ہے کتنا پانی
ایک پیاسے کا ہے پیغام یہ دنیا سن لے
یاد کرلینا مجھے پینا جو ٹھنڈا پانی
پانی چلّو میں ہے لیکن ہے نظر خیمہ پر
امتحاں لیتا ہے پیاسے کی وفا کا پانی
دشمن آلِ پیمبر تو ہوں سیراب فرات
اور کہتا رہے احمدؐ کا نواسہ پانی
حق سے کر دیتے اگر پیاس کا شکوہ اصغرؑ
روز عاشور نظر آتی یہ دنیا پانی
دشمنوں نے بھی اگر دل سے کہا ہائے حسینؑ
ان کی آنکھوں سے برستے ہوئے دیکھا پانی
اشقیا کہتے تھے سرورؑ سے نہ دینگے قطرہ
آج ہوجائے اگر سارا زمانہ پانی

آس دیتی تھی سکینہؑ یہی ہر بچے کو
رن سے آتے ہیں چچا سب کو ملے گا پانی

بعد اصغرؑ یہی کہتی رہی اک اک سے رباب
ننھی تربت پہ چھڑک آتی جو ملتا پانی

کوفہ و شام کی راہوں میں ہر اک منزل پر
مانگتی ہی رہی ایک اک سے سکینہؑ پانی

کہہ لیا کہنے کو تم نے بھی مجاہدؔ یہ سلام
خوب تر حضرت سالک نے کہا تھا پانی

☆☆☆☆☆

سورج نکلا تھا یثرب میں کرب و بلا میں شام ہوئی

مجاہد لکھنوی

سورج نکلا تھا یثرب میں کرب و بلا میں شام ہوئی
ڈوبتے سورج کی یہ ضیا ہے جو دنیا میں عام ہوئی

حق کیا ہے، باطل کیا ہے؟ یہ کرب و بلا بتلائے گی
کس کا نام ہے اب تک باقی کس کی ہستی گم نام ہوئی

زینبؑ سے پوچھو کیونکر دن گزرا تھا عاشورہ کا
صبح ہوئی تو کیا منظر تھا، کس عالم میں شام ہوئی

اکبرؑ کا سہرا دیکھیں، اصغرؑ کی جوانی بھی دیکھیں
ہرارماں، ہر ایک تمنّا بانو کی ناکام ہوئی

اصغرؑ نے جب خوں اگلا شہہ نے فرمایا حسرت سے
پانی تو ملنا ہی نہیں تھا بس حجّت اتمام ہوئی

سر دے کر راہِ حق میں نیزہ پہ تلاوت فرمائی
بعدِ قتل سبطِ پیمبرؐ معراج اِسلام ہوئی

عابدؑ نے راہ کوفہ میں وہ عزم و ہمت دکھلائی
پاؤں سے زنجیر لپٹ کر صدقے ہر ہر گام بھی ہوئی

کہتی تھیں یہ زینبؑ روکر اے صغریٰ کیا بتلاؤں
کوفہ و شام کی ہر منزل پر ختم حدِ الام ہوئی

شہہ کا غم بھی کیا غم ہے دن ہو یا رات کی تاریکی
مجلس اور ماتم کی خاطر ہر کلفت آرام ہوئی

بس شہہ کے غم کی خاطر شکوہ نہ کوء آئے لب پر
آپ کی سیدھی بات مجاہد لوگوں کو دشنام ہوئی

ذکرِ غمِ شبیرؑ میں یوں عمر گزر جائے

مجاہد لکھنوی

ذکر غم شبیرؑ میں یوں عمر گزر جائے
ہو رات بسر رو کے تو ماتم میں سحر جائے

دنیا کو یہ پیغام شہہ دین نے دیا ہے
دامن نہ چھٹے حق کا جو جاتا ہے تو سر جائے

عباسؑ نے پانی نہ پیا چھین کے دریا
یوں نام زمانے میں وفا کا کوئی کر جائے

سیکھے کوئی عباسؑ سے انداز رفاقت
اس طرح زمانے میں جئے اس طرح مر جائے

مڑ مڑ کے دکھاتے رہو صورت علی اکبرؑ
شہ بولے جہاں تک مری مقتل میں نظر جائے

اندھیر ہے اس ماں کی نگاہوں میں یہ دُنیا
مرنے کے لیے جس کا جواں نور نظر جائے

زندہ رہوں پیری میں یہ شہہ کہتے تھے روکر
ہے ظلم جواں بیٹا مرے سامنے مر جائے

سینے سے لگا لیجئے ماں نے کہا روکر
آواز کماں سُن کے نہ بچہ مرا ڈر جائے

سونپا ہے تمہیں شاہ نے مقتل میں کہاں پر
ماں ڈھونڈھنے اصغرؑ تمہیں جنگل میں کدھر جائے

شہہ کہتے تھے زینبؑ نکل آئے گی کھلے سر
خیمہ میں کہیں قتل کی میرے نہ خبر جائے

زینبؑ نے لپٹ کر یہ کہا تربت شہہ سے
کس منہ سے بہن چھوڑ کے بھیّا تمہیں گھر جائے
تعریف کے قابل ہے وہی شعر مجاؔہد
نکلے جو اِدھر منہ سے اُدھر دل میں اتر جائے

☆☆☆☆☆

نقشِ غم دیکھ لے اعمال کی تحریر نہ دیکھ

مجاہد لکھنوی

نقشِ غم دیکھ لے اعمال کی تحریر نہ دیکھ
دیکھ ماتم کے نشان کتبہً تقدیر نہ دیکھ
ہر عمل آلِ محمدؐ کا ہے گویا قرآں
اور الجھ جائیگا ہر بات میں تفسیر نہ دیکھ
چند اشکوں کے عوض پائی بہار جنت
مرتبے دیکھ عزاداروں کی تقصیر نہ دیکھ
خون دل دے کر خریدا ہے رضائے حسینؑ کو
ہو کے حیران میری خلد کی جاگیر نہ دیکھ
خواب دیکھے تھے بہت شادی اکبرؑ کے رباب
دل دہل جائیگا ان خوابوں کی تعبیر نہ دیکھ
ماں سمجھ جائیگی اے تیروں میں جانے والے
یوں تو مڑ مڑ کے سوئے مادر دلگیر نہ دیکھ
کون آتا ہے بھلا رن سے پلٹ کر بانو
رکھ دے جھولے کو اُٹھا کر وہ بے شیر نہ دیکھ

باپ کا قلب ہے منہ پھیر لے اے دل والے
حلق معصوم کی سمت آتا ہوا تیر نہ دیکھ

ہو چکا ہونا تھا جو اب تو اُڑھا لے دامن
حسرت دیاس سے یوں صورت بے شیر نہ دیکھ

کند خنجر بھی ہے اور خشک ہیں گردن کی رگیں
وقت یہ سخت ہے منہ پھیر لے ہمشیر نہ دیکھ

گود پھیلائے بڑھی مامتا اصغرؑ آئے
بولی تقدیر کہ دامن شبیرؑ نہ دیکھ

ہے مجاہد تیرا ہر شعر عطائے مولا
ہو کے مغرور ان اشعار کی تاثیر نہ دیکھ

☆☆☆☆☆

سکینہؑ نے یہ زینبؑ سے کہا، بابا نہیں آئے

مجاہد لکھنوی

سکینہؑ نے یہ زینبؑ سے کہا، بابا نہیں آئے　　پھوپھی اماں اندھیرا چھا گیا، بابا نہیں آئے
چچا عباسؑ اور بھائی علی اکبرؑ تو روٹھے تھے　　سہار آخری یہ بھی گیا، بابا نہیں آئے

ابھی رہوار جو لے کر گیا تھا شہہ کو مقتل میں
پلٹ کر در پہ خالی آ گیا، بابا نہیں آئے

کہا تھا میں نے پہونچا دیجئے نانا کے روضہ پر　　ہوئی تھی مجھ سے بس اتنی خطا بابا نہیں آئے
بتائے تو کوئی اب سوؤں گی میں کس کے سینہ پر　　اندھیرا رات کا ہونے لگا، بابا نہیں آئے

منادی اب یہ کس کے قتل کی مقتل میں ہوتی ہے
ہوا اب کس کارن میں سر جدا بابا نہیں آئے

نہ جانے کس خطا پر مجھ سے روٹھے ہیں شہہ والا　　ملی کس جرم کی آخر سزا، بابا نہیں آئے
وہ شاید آج سوئیں گے علی اصغرؑ کے پہلو ہیں　　اکیلا رن میں ہے بھائی مرا، بابا نہیں آئے

میری آنکھوں میں آنسو وہ بھلا کب وہ دیکھ سکتے تھے
ستم کیا کیا نہ مجھ پر ہوگیا، بابا نہیں آئے

کبھی تو اس طرح روٹھے نہ تھے وہ اپنی بیٹی سے　　خدایا آج یہ کیا ہوا بابا نہیں آئے
خبر شاید نہیں ان کو کہ ہم پر کیا گزرتی ہے　　لٹا سامان، خیمہ جل گیا، بابا نہیں آئے

لعینوں نے طمانچے مارے کانوں سے گُہر چھینے
ہوئی ظلم وستم کی انتہا، بابا نہیں آئے

پھوپھی، ماں اور بہنوں کی ردائیں لے گئے اعدا　　علیؑ کی بیٹیوں کا سر کھلا، بابا نہیں آئے
فضاؤں سے مجاہد کربلا کی آج بھی سن لو　　سکینہؑ کی یہ آتی ہے صدا، بابا نہیں آئے

☆☆☆☆☆

قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

مجاہد لکھنوی

رہِ حیات میں منزل کو ڈھونڈھنے والو
تلاش حق میں نہ در در کی ٹھوکریں کھاؤ
ہماری مانو تو سوئے نجف چلے آؤ
اس آستانے پہ قسمت سنوارتے رہنا
قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

رواں ہے کشتی ایمان اسی سہارے سے
نہ رک سکے گی یہ ظلم وستم کے دھارے سے
علیؑ کے نام پہ لگ جائیگی کنارے سے
ہر ایک موج سے ساحل اُبھارتے رہنا
قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

علیؑ ہے نام خدا کا اور اسم اعظم ہے
یہی وہ نام ہے جس پر بقائے عالم ہے
خدا کے گھر میں جو ابھرا وہ نقش محکم ہے
یہ نقش دل میں ہر اک کے ابھارتے رہنا
قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

نہ مشکلوں میں کوئی جب ہمارے کام آیا
ہمارے ہونٹوں پہ اس دم علیؑ کا نام آیا
یہی وہ نام ہے جو کام ہر ایک گام آیا
اب اس سہارے پہ دنیا کو وارتے رہنا
قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

خدا کا نقش ہے اور دستِ کبریا ہے علیؑ
خدا صفت ہے مگر بندۂ خدا ہے علیؑ
سمجھ میں آ نہ سکے گا تمہارے کیا ہے علیؑ
نصیریوں کے خدا کو پکارتے رہنا
قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

یہ نقش وہ ہے جو ابھرا تھا بابِ خیبر پر
یہ نقش زینتِ شب تھا نبیؐ کے بستر پر
یہ نقش نقش ہوا جبرئیل کے پر پر
ہمارا دین ہے اس کو ابھارتے رہنا
قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

جولے کے نام علی جنگ کو نکلتے ہیں
وہ نقشہ جنگ کا اس طرح سے بدلتے ہیں
کہ گرتے گرتے علم فوج کے سنبھالتے ہیں
وہ جانتے نہیں میدان میں ہارتے رہنا
قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

علیؑ کے نور میں ہے نور ایزدی دیکھو
کہاں کہاں پہ ملی تم کو رہبری دیکھو
چراغِ دل میں مودت کی روشنی دیکھو
تم اس چراغ کی لو کو ابھارتے رہنا
قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

نہ کوئی غزوۂ خیبر میں جبکہ کام آیا
رسولؐ پاک کے لب پر علیؑ کا نام آیا۔
ادھر ادھر زبان ہلی تھی ادھر امام آیا
جس کا کام ہے بگڑی سنوارتے رہنا
قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

خدا گواہ ہے ذکر علیؑ عبادت ہے
عمل یہ نیک ہے سب سے بڑی سعادت ہے
علیؑ کے نام پہ موت آئے تو شہادت ہے
نزع کے وقت بھی ان کو پکارتے رہنا
قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

ہمیں بھی آج یہ کہنا ہے اس زمانے سے
جو روکتے ہو ہمیں شہہ کا غم منانے سے
یہ رسم غم تو چلی ہے اسی گھرانے سے
لہو سے بزم عزا کو نکھارتے رہنا
قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

بھلا سکیں گے نہ احسان اس گھرانے کے
خدا کی راہ میں یہ سن ہیں تیر کھانے کے
جو زندگی ہے تو تا حشر اس زمانے کے
دلوں میں خاکۂ اصغرؑ اتارتے رہنا
قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

کبھی جو معرکۂ حق کی بات آئے گی
نگاہ فکر ان اوراق پر بھی جائے گی
حنین، و بدر واُحد، کربلا بتائے گی
لکھا ہے کس کے مقدر میں ہارتے رہنا
قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

بتائیں سوچ کے وہ حفظ جنکو قرآں ہے
کہ جو علیؑ کو نہ مانے وہ کب مسلماں ہے
مجاہد اپنا تو نادِ علی پہ ایماں ہے
اسی سہارے پہ ہستی گزارتے رہنا
قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

دو جہاں میں کون ہے مثلِ علیؑ مرتضےٰ

مجاہد لکھنوی

دو جہاں میں کون ہے مثلِ علیؑ مرتضےٰ
مالک کونین ہیں بعد محمدؐ مصطفےٰ
حکم حق سے کی خدائی آپ نے مثل خدا
وقت جب کوئی پڑا نکلا زبان سے برملا
یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! مُشکل کُشا

کون ہے کردے جو نظم دو جہاں زیر و زبر
کس کی خاطر دہر میں پلٹا ہے سورج ڈوب کر
ہے کوئی کردے اشارے سے جو دو ٹکڑے قمر
پھر نہ کیوں نکلے لبوں سے یہ صدائے پُر اثر
یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! مُشکل کُشا

ڈوبنے والی ہو جو کشتی بچاتے ہیں علیؑ
آخر دم معجزہ اپنا دکھاتے ہیں علیؑ
کام جب کوئی نہ آئے کام آتے ہیں علیؑ
ہاں ذرا دل سے کہو اتنا وہ آتے ہیں علیؑ
یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! مُشکل کُشا

گر یقیں تم کو نہ ہو تو جنگ خیبر دیکھ لو
لشکر اسلام کو پہلے تو ابتر دیکھ لو
بن گیا پھر کون اس کشتی کا لنگر دیکھ لو
کس کا نام آیا پیمبرؐ کے لبوں پر دیکھ لو
یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! مُشکل کُشا

جنگ ہو خیبر کی یا ہو اور کوئی معرکہ
کفر کے طوفاں میں جب حق کا سفینہ گھر گیا
اور کام آیا نہ ایسے وقت کوئی دوسرا
دشمنوں کی بھی زبانوں سے یہی نکلی صدا
یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! مُشکل کُشا

کربلا میں بھی ہوئی جسدم حق و باطل کی جنگ
کفر کے طوفان اور ایمان کے ساحل کی جنگ
دشمن آل پیمبرؐ اور نبی کے دِل کی جنگ
ہر سپاہی نے یہ کہہ کر جیت لی مشکل کی جنگ
یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! مُشکل کُشا

ہو کے رخصت جب چلے مقتل کو ہمشکل نبی
پیچھے پیچھے ماں کلیجہ تھامے در تک آ گئی
کر کے منہ سوئے نجف فریاد یوں کرنے لگی
اب مدد کو آیئے مولا ہے مشکل کی گھڑی
یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! مُشکل کُشا

آپ کا پوتا اکیلا برچھیوں والوں میں ہے
قلب زہرا و نبیؐ تنہا ستم گاروں میں ہے
قتل ہم شکل نبی کا غل مسلمانوں میں ہے
اب دکھا دیجئے اثر کتنا میرے نالوں میں ہے
یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! مُشکل کُشا

ہو چکے جب قتل مقتل میں حسینؑ ابن علی
فوج اعدا لوٹنے آل پیمبر کو بڑھی
چھِن گئیں سر سے ردائیں آگ خیموں میں لگی
اس مصیبت میں ہر اک بی بی کی یہ فریاد تھی
یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! مُشکل کُشا

امتحان شاعری یا اور ہو منزل کوئی
بات کہنے میں ہر اک آسان مشکل ہوگئی
جب مجاہد نے پکارا احمد و حق کے ولی
یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! یاعلیؑ
یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! یاعلیؑ ! مُشکل کُشا

☆☆☆☆☆

جو مانتے نہیں ہیں شہہ تشنہ کام کو

مجاہد لکھنوی

جو مانتے نہیں ہیں شہہ تشنہ کام کو ترسیں گے روز حشر وہ کوثر کے جام کو
آزادئ عزائے حسینی جو دے سکے کرتے ہیں ہم پسند بس ایسے نظام کو
ایماں کی زندگی کے لیے ہر اصول پر
ترجیح دیں گے ہم تو حسینی نظام کو
تبلیغ دین حق کے لیے بعد مصطفٰےؐ بھیجا خدا نے دہر میں بارہ امام کو
کرتے نہیں جو ماتم سلطان کربلا سچ پوچھئے تو وہ ہیں مسلمان نام کو
حُر نے کہا حسینؑ سے میں ہوں گناہ گار
دیجیئے رضا جہاد کی پہلے غلام کو
تشہیر کس نے مصحف ناطق کا سر کیا رسوا کیا تھا کس نے خدا کے کلام کو
دشمن یہ کہہ رہے تھے کہ پیاسا کریں گے قتل قطرہ نہ دیں گے پانی کا شاہ انام کو
سیدانیوں کو لے گئے اعدا برہنہ سر
کرب و بلا سے کوفہ تو کوفے سے شام کو

☆☆☆☆☆

چراغِ اُلفت حیدرؑ سے لَو لگائے ہوئے

مجاہد لکھنوی

چراغ اُلفت حیدری سے لَو لگائے ہوئے
چلے چلو سوئے کوثر قدم بڑھائے ہوئے

خدا ہی جانے کہ معراج اُس کی کیا ہوگی
نبیؐ ہیں دوش پہ جس کے قدم اُٹھائے ہوئے

حسینیت سے ہے اسلام کی ضیا قائم
یہی تو نور ہے دنیا کو جگمگائے ہوئے

کرینگے فتح کا اعلان ہم قیامت تک
علم کو حضرت عباسؑ کے اُٹھائے ہوئے

شبیرؑ کے تیور یہ رن میں کہتے تھے
یہ جبرئیل سے کہہ دو کہ پر بچائے ہوئے

حسینؑ شکر ادا کر رہے ہیں مقتل میں
جوان بیٹے کی میّت گلے لگائے ہوئے

رباب آئی ہیں لینے کو اپنے اصغرؑ کو
کھڑے ہیں سامنے سرورؑ نظر جھکائے ہوئے

یہ بولی ماں علی اصغرؑ کو دے کے سرورؑ سے
ستم کے تیر سے مولا اسے بچائے ہوئے

چلا ہے قافلہ رانڈوں کا چھٹ کے زنداں سے
دیار شام میں لاکھوں ستم اُٹھائے ہوئے

مجاہد اشک غم شہہ کی ہے یہ تابانی
کہ ہم ہیں بزم حسینی سے فیض پائے ہوئے

آئی جو حشر میں صلۂ اشک غم کی بات

مجاہد لکھنوی

آئی جو حشر میں صلۂ اشک غم کی بات
تم دیکھنا کہ ہوگی نہ محشر سے کم کی بات

ناکام ہونے والے بھی امیدوار تھے
خیبر میں جب رسولؐ نے کی ہے علم کی بات

اشک غم حسینؑ کی معراج دیکھیے
کوثر پہ ہو رہی ہے میری چشم نم کی بات

نازل خدا نے کس کے لیے ھَلْ اَتیٰ کیا
پہنچی فلک پہ کس کے عطاؤ کرم کی بات

زیر و زبر تھے دونوں جہاں ایک وار میں
پوچھو تو جبرئیل سے تیغ دو دم کی بات

بھاتے نہیں ہیں دل کو مسرت کے تذکرے
ایسی پسند آئی ہے کچھ شہہ کے غم کی بات

جبرئیل نے سنائی تو چپ ہوگئے امام
تاراجئ خیام اور اہل حرم کی بات

دیوا و در سے رونے کی آواز آتی ہے
ہوتی ہے جب شہادت شاہِ امم کی بات

قید ستم سے چھٹ کے مدینے کو جب چلیں
زینب کو یاد آئی وہ جاہ و حشم کی بات

مقبولیت کا راز مجاہد ہے سادگی
کرتے نہیں جو آپ کبھی پیچ و خم کی بات

جب زباں پر علیؑ کا نام آیا

مجاہد لکھنوی

جب زباں پر علیؑ کا نام آیا بہر نُصرت میرا امام آیا
خندق و بدر اور خیبر میں کون تھا جو خدا کے کام آیا
صاحب ذوالفقار کون ہوا
حق کا تحفہ یہ کس کے کام آیا

حشر میں ہم تمہیں دکھائیں گے ہاتھ کوثر کا کس کے جام آیا
آ گئے یاد کربلا والے جب نظر کوئی تشنہ کام آیا
یوں کرے کوئی نصرت اسلام
ننھا بچہ بھی رن میں کام آیا

وقت آخر یہ کہتے تھے عباسؑ کام آقا کے یہ غلام آیا
یہ گلا بوسہ گاہ احمد تھا عصر کو جو تہہ حسام آیا
آئیں سیدانیاں جو ننگے سر
دیکھنے ایک ہجوم عام آیا

شورِ آہ و بُکا تھا زنداں میں جب سرِ سیدؑ انام آیا
ہو مجاہد جہاں میں تم یکتا کیوں تمہیں یہ خیال خام آیا

☆☆☆☆☆

سر کو اٹھا کے کفر کا جب کاروان چلا

مجاہد لکھنوی

سر کو اٹھا کے کفر کا جب کارواں چلا لے کر علیؑ کی تیغ شہ دو جہاں چلا
بھاگے عدو فرات سے ساحل کو چھوڑ کر لے کر علیؑ کا لال جو حق کا نشاں چلا
صدیاں گزر گئیں ہیں مگر ہے وہی اثر
یوں ذکر غم جہاں میں کسی کا کہاں چلا

ٹھنڈی ہوئی دلوں میں عداوت کی آگ جب سیدانیوں کے خیموں سے اُٹھ کر دھواں چلا
دل کو پکڑ کے بیٹھ گئے شاہ خاک پر اکبرؑ کی سمت لے کر عدو جب سنان چلا
انسانیت لرز گئی اصغرؑ کو دیکھ کر
جب حرملہ لیے ہوئے تیر و کماں چلا

ناصر رہا نہ کوئی تو نصرت کے واسطے آغوش میں حسینؑ کی ایک بے زباں چلا
عابدؑ اسیر زینبؑ و کلثومؑ ننگے سر اہلِ حرم کا کوفے سے یوں کارواں چلا
نام حسینؑ لب پہ مجاہد سدا رہے
فکر و زباں کے ساتھ یہ ذکر و بیاں چلا

☆☆☆☆☆

پیری تھی دم جنگ کہ سرورؑ کی جوانی

مجاہد لکھنوی

پیری تھی دم جنگ کہ سرور کی جوانی ہر وار پہ یاد آگئی حیدرؑ کی جوانی
رن میں علی اکبرؑ تھے کہ آئی تھی پلٹ کر اسلام کی نصرت کو پیمبر کی جوانی
تھے لرزہ بر اندام عدو نام سے جس کے
عباسؑ علمدار تھے لشکر کی جوانی
قاسمؑ نے کہا مار کے ارزق کے پسر کو یوں خاک میں مل جاتی ہے خودسر کی جوانی
ماں کہتی تھیں بچ جاتا اگر تیرے بچہ پھر دیکھتی دنیا میرے اصغرؑ کی جوانی
عاشور کی شب جاگ کے مادر نے گزاری
آرام سے سوتی رہی اکبرؑ کی جوانی
تقدیر نے عاشور کو منظر یہ دکھایا پیری تھی اُٹھائے ہوئے دلبر کی جوانی
زنجیر کے حلقوں میں پس قتل شہہ دیں پابند ہوئی عابدؑ مضطر کی جوانی
ہے رنگ مجاہد کا وہی دہر میں اب بھی
ڈھلتی نہیں مولا کے سخن ور کی جوانی

☆☆☆☆☆

اگر تیرِ ستمگر زد سے اصغرؑ کی نکل جاتا

مجاہدؔ لکھنوی

اگر تیرِ ستمگر زد سے اصغرؑ کی نکل جاتا — تو پھر اسلام کی تاریخ کا نقشہ بدل جاتا
جو کر دیتے اشارہ شاہ والا بہتے پانی کو — تو نہر علقمہ کا سوئے خیمہ رُخ بدل جاتا
اداحق کی نہ ہوتی بدلہ احسان ہو جاتا
ارادہ حُر کا گر سیراب ہوتے ہی بدل جاتا

قضا تو ایک دن اکبرؑ کو آنا تھی ضرور آتی — تقاضہ تھا جوانی کا ۔ بس یہ وقت ٹل جاتا
بنا کر اکبرؑ مہرو کو دولہا دیکھ لیتی ماں — اجل مہلت جو دے دیتی تو یہ ارماں نکل جاتا
جو ہوتا ساتھ ننھا سا علی اصغرؑ بھی بانو کے
تو قید شام میں کچھ دیر ماں کا دل بہل جاتا

پلا دیتی کہیں سے لا کے وہ اک جام پانی کا — اگر مجبوریوں میں ماں کا اتنا زور چل جاتا
بلا لیتے تجھے روضہ پہ اپنے گرشہہ والا — مجاہد تیرے دل کا آخری ارماں نکل جاتا

ہر دل کی یہ پکار ہے لبّیک ! یا حسینؑ

مجاہد لکھنوی

ہر دل کی یہ پکار ہے لبّیک ! یا حسینؑ اب تن پہ سر یہ بار ہے لبّیک ! یا حسینؑ
دینا پڑے یہ جاں بھی اگر آپ کے لیے واللہ کس کو عار ہے لبّیک ! یا حسینؑ
اکبرؑ کی لاش رن سے نہ تنہا اُٹھایئے
مرگ جواں کا بار ہے، لبّیک ! یا حسینؑ
پھر آیئے کہ دیں کو ضرورت ہے آپ کی اب کس کا انتظار ہے لبّیک ! یا حسینؑ
ہے آج بھی فضاؤں میں ھَلْ مِن کی وہ صدا جو دل ہے بے قرار ہے، لبّیک ! یا حسینؑ
اصغر ہُمک ہُمک کے اشارے سے کہتے ہیں
حاضر یہ جاں نثار ہے لبّیک ! یا حسینؑ
باقی نہیں کہ آئے جو نُصرت کو آپ کی ہنگام کار زار ہے ، لبّیک ! یا حسینؑ
دی یہ صدا شہیدوں نے گر زندگی ملے پھر آپ پر نثار ہے لبّیک ! یا حسینؑ
یا لیتنی کی دل میں بسی ہے جو آرزو
دنیا پہ آشکار ہے لبّیک ! یا حسینؑ
رونا بھی غم میں آپ کے نُصرت سے کم نہیں یہ آنکھ اشک بار ہے لبّیک ! یا حسینؑ
مقتل میں سر کٹانے کو ہر پیر ہر جواں پہلے امیدوار ہے لبّیک ! یا حسینؑ
اے ابن بوتراب مجاہد بھی آپ کا
اک بندہ خاکسار ہے لبیک یا حسین

☆☆☆☆☆

لیکے جب اذن وغا، رن کو علی اکبرؑ چلے

مجاہد لکھنوی

لیکے جب اذن وغا، رن کو علی اکبرؑ چلے پیچھے پیچھے دل سنبھالے شاہ بحر و بر چلے
تھام کر بازو علی اکبرؑ کا لیلیٰ نے کہا چھوڑ کر مادر کو کس پر اے میرے دلبر چلے
قاسمؑ و عباسؑ و اکبرؑ ہو چکے جب سب شہید
بہر نصرت باپ کی آغوش میں اصغرؑ چلے

کربلا میں اُس کے سینے پر ہوا قاتل سوار پشت پر اپنی بٹھا کر جس کو پیغمبر چلے
رو کے کہتی تھیں یہ زینبؑ کیوں فلک یہ انقلاب بوسہ گاہ مصطفٰے پر شمر کا خنجر چلے
یاعلیؑ آؤ مدد کو کہتی تھیں سیدانیاں
اشقیا جب لوٹنے سبط نبی کا گھر چلے

آگے آگے شاہ کا سر پیچھے زینبؑ ننگے سر بھائی کے نقش قدم پر یوں کوئی خواہر چلے
معجزہ ذکر شہید کربلا کا ہے یہی آئے جو مجلس میں وہ اُٹھ کر بہ چشم تر چلے
چند اشکوں کے عوض جنت مجاہد کو ملی
حشر کے بازار میں کیا خوب یہ گوہر چلے

☆☆☆☆☆

کربلا میں آکے دیکھو انقلاب زندگی

مجاہد لکھنوی

کربلا میں آکے دیکھو انقلاب زندگی ہے جوان و پیر پر یکساں شباب زندگی
مقصد انسانیت پر جب زوال آنے لگا خون سے لکھ دی بہتر ۷۲ نے کتاب زندگی
دیکھ کر حُسن حقیقت موت ساکت رہ گئی
کربلا والوں نے جب الٹی نقاب زندگی

اللہ ! اللہ ! صبر و استقلال سجادؑ حزیں ضعف کی آغوش میں دیکھا شباب زندگی
کربلا میں ہوگیا عاشور کو یہ فیصلہ ہے سوال موت آسان یا جواب زندگی
کربلا والوں تمہاری موت پر ہستی نثار
خون سے اپنے بڑھا دی اور آبِ زندگی

اکبرؑ مہرو نے جب کھائی سناں بولے حسینؑ ماہ کامل بن کے ڈوبا ماہتاب زندگی
باپ کے ہاتھوں پہ تیر ظلم کھا کر سوگئے ماں نے اصغرؑ کے لیے دیکھا تھا خواب زندگی
اے مجاہد مجھ سے محشر میں کوئی پوچھے کا کیا
دھو دیا اشک غم شہہ نے حساب زندگی

☆☆☆☆☆

کیا کوئی سمجھے گا عظمت اور شان اہلبیت

مجاہد لکھنوی

کیا کوئی سمجھے گا عظمت اور شان اہلبیت ہے فرشتوں کی جبیں اور آستان اہلبیت
جو اُدھر تحریر میں وہ اِس طرف تقریر میں کم نہیں آیات قرآں سے زبان اہلبیت
ہے محبت آل احمد کی ہمارا مدّعا
مطمئن ہر حال میں ہیں دوستان اہلبیت

جس کی تقریروں سے آیا شام میں اک انقلاب ثانئ زہرا وہی ہے ترجمان اہلبیت
کیوں نہ دل بھر آئے سن کر واقعات کربلا خون میں ڈوبی ہوئی ہے داستاں اہلبیت
مانگا جب عباسؑ نے اذن وغا بولے حسینؑ
یہ بتا دو کون ہوگا پاسبان اہلبیت

جمع تھیں سب بیبیاں خیمے میں اک کہرام تھا اور پڑی تھی لاش اکبرؑ درمیان اہلبیت
سرشہیدوں کے سناں پر ننگے سر سیدانیاں یوں چلا ہے کربلا سے کاروان اہلبیت
تن پہ درّوں کے نشاں اور دل پہ اولادوں کے داغ
کربلا میں یوں ہوا ہے امتحان اہلبیت

شہرت وعزت مجاہد اور اب کیا چاہیئے ہے یہی کیا کم کہ تو ہے مِدح خوان اہلبیت

☆☆☆☆☆

اے حسینؑ ! اے ابن حیدرؑ ! اے حسینؑ

مجاہد لکھنوی

اے حسینؑ ! اے ابن حیدرؑ ! اے حسینؑ کون ہوگا تیرا ہمسر اے حسینؑ
آ گئی گلزار ایماں پر بہار دے دیئے ایسے گل تر اے حسین
دیکھیئے مولا سنبھل کر کھینچئے
تیر میں ہے قلب مادر اے حسینؑ

شکل و صورت میں ہے تصویر رسولؐ کون ہوگا مثل اکبرؑ اے حسینؑ
لے کے اذن جنگ جو رن کو گیا پھر نہ آیا وہ پلٹ کر اے حسینؑ
تیر جب ننھی سی گردن پر لگا
کس طرح دیکھا وہ منظر اے حسینؑ

بھیجئے بہر مدد عباسؑ کو چھن گئی زینبؑ کی چادر اے حسینؑ
ہر قدم پر ساتھ بھائی کا دیا آپ نے پائی وہ خواہرائے حسینؑ
ذکر سن کر آپ کا جو رو دیا
کھل گیا اُس کا مقدر اے حسینؑ

آیئے بہر شفاعت آیئے ہے مجاہدؔ پیش داور اے حسینؑ

☆☆☆☆☆

ملی تھی کس کو یہ رفعت حسینؑ سے پہلے

مجاہد لکھنوی

ملی تھی کس کو یہ رفعت حسینؑ سے پہلے   ہوئی نہ ایسی شہادت حسینؑ سے پہلے
شرف بیان ہو کیا ایسے جاں نثاروں کا   ہوئے جو داخل جنت حسینؑ سے پہلے
اگر شفاعت احمد کا تم کو دعویٰ ہے
دکھاؤ کر کے محبت حسینؑ سے پہلے

گلے بندھے ہوئے رسّی میں اور برہنہ سر   پھری کسی کی نہ عترت حسینؑ سے پہلے
دکھا دو ایسا پدر جس نے اپنے ہاتھوں سے   بنائی بیٹے کی تربت حسینؑ سے پہلے
کسی پدر نے اُٹھائی نہ تھی ضعیفی میں
جوان بیٹے کی میّت حسینؑ سے پہلے

کسی شہید کے سر نے نہ کی تھی نیزہ پر   کلام حق کی تلاوت حسینؑ سے پہلے
پس گلو تھی چھری اور جبیں سجدے میں   نہ دیکھی ایسی عبادت حسینؑ سے پہلے
نبیؐ ، علیؑ و حسنؑ اور فاطمہؑ کے بعد
مجاہد ہم کو ہے قربت حسینؑ سے پہلے

☆☆☆☆☆

آ کے ساحل پہ جو سقّائے سکینہؑ ٹھہرا

مجاہدؔ لکھنوی

آ کے ساحل پہ جو سقّائے سکینہؑ ٹھہرا　　موجیں ساکت ہوئیں بہتا ہوا دریا ٹھہرا
اک نظر غیظ میں جب فوج کی جانب دیکھا　　پہرے والوں میں قدم پھر نہ کسی کا ٹھہرا
کھینچی عباسؑ نے جب تیغ علیؑ مقتل میں
ہاتھ میں پھر کسی بے دیں کے نہ قبضہ ٹھہرا

کربلا کی ہے زمیں اور فرشتوں کی جبیں　　سجدہ گاہِ دو جہاں شاہ کا روضہ ٹھہرا
غرق دریائے سقم ہو گئے سرورؑ لیکن　　ڈگمگاتا ہوا امت کا سفینہ ٹھہرا
تڑپا خیمہ میں جو آواز کماں کی سن کر
پھر نہ تا عمر وہ مادر کا کلیجہ ٹھہرا

کس طرح اب دلِ بے تاب کو بہلائے ماں　　گود خالی ہے نظر آتا ہے جھولا ٹھہرا
جب سکینہؑ کو راہ شام میں گرتے دیکھا　　تھا رواں جس پہ سر شاہ وہ نیزہ ٹھہرا
دیکھنا آل محمدؐ کو گرفتار سقم
کوفے والوں کے لیے ایک تماشہ ٹھہرا

اپنی بخشش کا مجاہدؔ کو نہ کیوں کر ہو یقیں　　مدح خواں شہہ دیں اہل تولّا ٹھہرا

☆☆☆☆☆

آنسو میری آنکھوں سے رواں دیکھنے والے

مجاہد لکھنوی

آنسو میری آنکھوں سے رواں دیکھنے والے یہ اشک ہیں منزل کے نشاں دیکھنے والے
دیکھا نہیں اکبرؑ سا جواں دہر میں کوئی کہتے تھے یہ سب پیر و جواں دیکھنے والے
کچھ داغ تجھے قلب حزیں پر بھی ملیں گے
اے بازوئے زینبؑ کے نشاں دیکھنے والے

کس درجہ سیہ قلب تھے عاشور کو دن میں اُٹھتا ہوا خیموں سے دھواں دیکھنے والے
قرباں تیری ہمت پہ جوانوں کے ارادے اس پیری میں یہ داغ جواں دیکھنے والے
دل دیکھ رہا ہے تیرا حیرت سے زمانہ
اکبرؑ کے کلیجے میں سناں دیکھنے والے

کیا گزری تیرے قلب پہ عاشور کو رن میں اکبرؑ کی نکلتی ہوئی جاں دیکھنے والے
پھر دیکھ لے جی بھر کے یہ مٹ جائے گی رن میں تصویر رسولِؐ دو جہاں دیکھنے والے
احمد کی نواسی ہے یہ بیٹی ہے علیؑ کی
باز آ تیری غیرت ہے کہاں دیکھنے والے

دیکھیں گے مجاہد کو سبھی روز قیامت
جائے گا وہ جب سوئے جناں دیکھنے والے

☆☆☆☆☆

کربلا والوں بڑھا دی کربلا کی آبرو

مجاہد لکھنوی

کربلا والوں بڑھا دی کربلا کی آبرو تم سے پہلے کیا تھی دشت کربلا کی آبرو
لُٹ گئی کوفے میں عزم اشقیا کی آبرو رہ گئی قائم ردائے فاطمہؑ کی آبرو
اہلبیتؑ مصطفیٰ جس کا وسیلہ بن گئے
بڑھ گئی درگاہ حق میں اُس دعا کی آبرو

منزل آخر ہو جس کی سر زمینِ کربلا قدسیوں سے پوچھ لو اس نقش پا کی آبرو
کر کے قبضہ نہر پر اور پھینک کر چلّو سے آب ایک پیاسے نے بڑھا دی کربلا کی آبرو
آ گیا قدموں میں دریا، تر نہ لیکن لب کیے
رہ گئی عباسؑ کے دم سے وفا کی آبرو

آیۂ تطہیر کیا ہے پوچھ لو جبرئیل سے ہے رقم قرآن میں اہل کساء کی آبرو
اے زمینِ کربلا خون شہیداں کی قسم خاک سے تیری جہاں میں ہے شفا کی آبرو
ہر ستم دِل پر سہا، لب تک نہ آئی بددعا
صبر زینبؑ نے بچالی ہر جفا کی آبرو

مقصد ہستی ہمارا ہے مجاہد شہہ کا غم
ہے اسی غم کے سبب آل عزا کی آبرو

☆☆☆☆☆

جب رن میں عملدار کی شمشیر چلی ہے

مجاہد لکھنوی

جب رن میں علمدار کی شمشیر چلی ہے — آئی ہوئی بالیں پہ قضا کس کی ٹلی ہے
یوں پنجتنؑ پاک کا گلدستہ سجا ہے — دو پھول ہیں دو غنچے ہیں اور ایک کلی ہے
جبرئیل بچھاتے تو ہو پَر ، اپنے زمیں پر
پر اتنا سمجھ لینا کہ یہ تیغ علیؑ ہے

ہر علم میں ہر وصف میں تا مہدیؑ آخر — سب مثل محمد ہیں ہر اک مثل علیؑ ہے
اک نور مودّت ہے ادراک غم شہہ دیں کا — دو نور ہیں جن میں سحر و شام ڈھلی ہے
حق نے ہمیں بھیجا ہے پئے ماتم سرور
دنیا کی نہیں رسم یہ فرض ازلی ہے

بانو کے یہ نالے تھے کہ آجاؤ اب اصغرؑ — پھیلائے ہوئے گود یہ ماں کوکھ جلی ہے
کہتی تھیں یہ زینب کہ نہ یوں مار طمانچے — اے شمر سکینہ بڑے نازوں کی پلی ہے
تھے شمر کے دربار یزیدی میں اشارے
وہ بیوۂ عباسؑ ہے یہ بنت علیؑ ہے

بے گور و کفن چھوڑ کے آغوش کے پالے
زینبؑ تو رسن بستہ سوئے شام چلی ہے
اشعار نکلتے ہیں کہ بہتا ہوا دریا
کب کوئی زمیں سخت مجاہد کو کھلی ہے

☆☆☆☆☆

ہمارا غم وہ غم ہے جس کو اہل دل سمجھتے ہیں

مجاہد لکھنوی

ہمارا غم وہ غم ہے جس کو اہل دل سمجھتے ہیں
اسی غم کو ہم اپنی زیست کا حاصل سمجھتے ہیں
علیؑ مشکل کشا کی رہنمائی جن کو حاصل ہے
وہ طوفان و بھنور کو منزل و ساحل سمجھتے ہیں
ہمارا سر وہ سر ہے جو ہر اک در پر نہیں جھکتا
جھکاتے ہیں وہیں جس در کو اس قابل سمجھتے ہیں
حجاب چادر تطہیر اُن کے گرد قائم ہے
جنہیں اہل جہاں بے پردۂ و محمل سمجھتے ہیں
رہے گی مرتے دم تک دل میں اُلفت آل احمد کی
ہم اس جذبے کو اپنی روح میں شامل سمجھتے ہیں
سکینہؑ کو کنیزی میں طلب کرتا ہے اک بے دین
یہ ظلم آل احمد کو اب اس قابل سمجھتے ہیں
زباں میں جس کی پنہاں ہو تاثر درد و ماتم کا
مجاہد ہم اُسی کو شاعر کامل سمجھتے ہیں

☆☆☆☆☆

عزاداران شاہ کربلا ہم

مجاہد لکھنوی

عزاداران شاہ کربلا ہم علمبردار صلح مجتبیٰؑ ہم
غلامانِ علیؑ مرتضےٰ ہم فدایان محمدؐ مصطفےٰ ہم
ذرا پہچان لے دنیا ہیں کیا ہم

پسر زینبؑ کے حیدرؑ کے نواسے یہ کہتے تھے کہ ہم ہیں گو پیاسے
لڑیں گے جسم کے لیکن اشقیا سے کریں گے وار ہم خیبر کشا سے
اُلٹ دیں گے زمینِ کربلا ہم

شب عاشور انصار دلاور یہ کہتے تھے کہ کل ہے روز محشر
نہ جانے پائیں بہر جنگ سرورؑ فدا کر دیں گے ہم جاں پہلے بڑھ کر
یہی تھے مشورے شیروں میں باہم

وہ رہبر ہو چلے جو انتہا تک نشاں پا ہوں جن کے نینوا تک
جو پہنچا دے زمیں کربلا تک رسائی جس سے ہو جائے خدا تک
اُسی کے ڈھونڈتے ہیں نقش پا ہم

گلے پر کمسنی میں تیر کھایا جوانوں سے سوا صدمہ اُٹھایا
مگر ننھی جبیں پر بل نہ آیا ڈھلا منکا تھا پھر بھی مسکرایا
تیری ہمت پہ اے اصغرؑ فدا ہم

کہا عابدؑ نے ہم آل عبا ہیں جگر بند جناب فاطمہؑ ہیں
ہم اولاد علیؑ مرتضےٰ ہیں دل و جاں محمدؐ مصطفےٰ ہیں
ہیں محبوب خدائے کبریا ہیں

رہے گا دل میں یہ غم تا قیامت نہیں ہونے کا یہ کم تا قیامت
اُٹھائیں گے علم ہم تا قیامت نگوں ہوگا نہ پرچم تا قیامت
کریں گے شاہ کا ماتم صدا ہم

مجاہد ہے یہی تاریخ دنیا   رہا ہر دور میں دشمن زمانہ
مگر آساں نہ تھا ہم کو مٹانا   مٹا جس نے مٹانا ہم کو چاہا
خدا شاہد کہ ہیں اہل بقا ہم

☆☆☆☆☆

ہوں منتظر کہ کب آئے پیام کرب و بلا

مجاہد لکھنوی

ہوں منتظر کہ کب آئے پیام کرب و بلا   کبھی تو یاد کریں گے امام کرب و بلا
سمٹ کے آگئی جنت بھی جس کے قدموں میں   زمیں کی گود میں وہ ہے مقام کرب و بلا
مئے و لائے حسینؑ سے دل رہے سرشار
پلائیں ساقئ کوثر ہو جام کرب و بلا

ہمیں بھی فخر ہے مختار کی غلامی پر   دلوں میں آج بھی ہے انتقام کرب و بلا
جو صبح و شام جھکاتے ہیں سر درِ شہہ پر   وہ خوش نصیب ہیں کیسے عوام کرب و بلا
کبھی سنی جو کوئی داستان ظلم و ستم
تڑپ کے آگیا ہونٹوں پہ نام کرب و بلا

بھر آئی آنکھ نظر پڑ گئی جو پانی پر   کہ یاد آئے مجھے تشنہ کام کرب و بلا
درِ حسینؑ کی کیا ہمسری کرے کوئی   سوا ہے عرش سے بھی اوج و بام کرب و بلا
جو مانگا پایا مجاہد نے روضۂ شہہ سے
جھکا نہ غیر کے در پر غلام کرب و بلا

☆☆☆☆☆

باقی ہے دو جہاں میں جب تک خدا کا نام

مجاہد لکھنوی

باقی ہے دو جہاں میں جب تک خدا کا نام　　دنیا سے مٹ سکے گا نہ کرب و بلا کا نام
نام علیؑ پہ ہوتے ہیں سراب بھی معرکے　　آتا ہے کام آج بھی خیبر کشا کا نام
چشم زون میں ہوتی ہیں آسان مشکلیں
نام علیؑ خدا کی قسم ہے خدا کا نام

قرآں لے کے بھول سکو گے نہ آل کو　　کس طرح چھوڑ جاؤ گے تم ہل اتیٰ کا نام
کٹوا کے سر خرید لی شبیرؑ نے حیات　　یوں رکھ دیا بدل کے جہاں میں فنا کا نام
بچّے بھی مسکراتے تھے نُصرت کے شوق میں
لیتا جو اُن کے سامنے کوئی قضا کا نام

جبریل ہیں گواہ یہی ہیں وہ اہلبیت　　وابستہ ہے انہیں سے حدیث کساء کا نام
آتا ہے لب پہ ذکر علمدارؑ کربلا　　لیتا ہے جب زمانے میں کوئی وفا کا نام
اکبرؑ کو ماں نے ان کی رضا دی یہ سوچ کر
بد نام ہو نہ جائے کہیں مامتا کا نام

اتنے ستم حسینؑ پہ عاشور کو ہوئے　　باقی بچا نہ کوئی جہاں میں جفا کا نام
زینبؑ یہ بولیں ہند سے ہوں اک اسیر غم　　کیا پوچھتی ہو بے کس و نا آشنا کا نام
پانی ہے ہر زمین مجاہد کے سامنے
لے کر قلم اٹھاتے ہیں مشکل کشا کا نام

☆☆☆☆☆

یوں کہیں وعدۂ طفلی کی وفا ہوتو سہی

مجاہد لکھنوی

یوں کہیں وعدۂ طفلی کی وفا ہوتو سہی　　کوئی شبیرؑ سا راضی بہ رضا ہوتو سہی
اک نصیری نہیں سجدے کو جھکے گی دنیا　　میرے مولا سا کوئی عقدہ کشا ہوتو سہی
کربلا جس پہ ہیں جنّت کی بہاریں صدقے
ایسی پُر کیف کہیں اور فضا ہو تو سہی

بھیجے خود اپنے فرشتوں کو برائے نصرت　　ایسا بندہ کوئی محبوب خدا ہو تو سہی
لاکھوں مرقد ہیں زمانے میں ہزاروں ہیں مزار　　خاک تربت کی کوئی خاک شفا ہوتو سہی
بن گیا بگڑا ہوا حُر کا مقدر دیکھو
وہ خطا اور یہ صلہ، ایسی عطا ہوتو سہی

حق رفاقت کا ادا کر گئے جیسے عباسؑ　　ایسی الفت ہو کہیں ایسی وفا ہوتو سہی
بن کے شبیرؑ زمانے میں کوئی آئے تو　　مبتلائے ستم و جور و جفا ہوتو سہی
جس کو سنتے ہی تڑپنے لگے لاشے رن میں
کسی مظلوم کی ہل من کی صدا ہوتو سہی

جس طرح ہوگئے قرباں علی اصغرؑ ان میں　　یوں کوئی دین محمدؐ پہ فدا ہو تو سہی
قبر بیٹے کی بنائی کلمہ پڑھ پڑھ کے　　اس طرح ذکرِ خدا، شکر خدا ہوتو سہی
کہتی تھیں چوم کے اصغرؑ کا گلا اُمّ رباب
میرے اصغرؑ سا کوئی ماہ لقا ہوتو سہی

باد شاہی اُسے دنیا کی مجاہد مل جائے
کوئی شبیرؑ کے روضہ کا گدا ہوتو سہی

جوانی تو علی اکبرؑ لٹا دی

مجاہد لکھنوی

جوانی تو علی اکبرؑ لٹا دی مگر اسلام کی قوت بڑھا دی
عزادارو تمہارے آنسوؤں نے بہشت و خلد کی قیمت بڑھا دی
غم سرورؑ سے ہم دیتے ہیں زینت
وہ بزم غم ہو یا تقریب شادی
خدا کے نام پر سرورؑ نے رن میں کمائی زندگی بھر کی لٹادی
تڑپ کر گر پڑے جھولے سے اصغرؑ حسینؑ ابنِ علی کیسی صدا دی
علی اصغرؑ نے رن میں مسکرا کر
یزیدی فوج میں ہلچل مچا دی
کہا بانو نے اصغرؑ کی لحد پر ہمیں کس جرم کی بیٹا سزا دی
پہونچ کر اک طائر نے مدینے کہانی قتل سرورؑ کی سنا دی
غم شہہ نے مجاہد کردیا ہے
ہمیں دنیا کے رنج و غم کا عادی

☆☆☆☆☆

جب کیا جائے گا محشر میں عبادت کا سوال

مجاہد لکھنوی

جب کیا جائے گا محشر میں عبادت کا سوال آئے گا آل پیمبر کی محبت کا سوال
جس کے ہاتھوں سے شجر پھولا پھلا اسلام کا آج دنیا کررہی ہے اس سے بیعت کا سوال
لب پہ آجاتا ہے نام عباسؑ کا بے ساختہ
جب کبھی آتا ہے جرأت اور شجاعت کا سوال

کرلیا محضرِ شہادت کا تو مولا نے قبول ہوگئے خاموش جب آیا ہے عترت کا سوال
بد دُعا کرتی تھیں لعینوں کے لیے زینبؑ ضرور سامنے ہوتا نہ گر نانا کی امّت کا سوال
باپ کی آغوش میں اصغرؑ ہمک کر آگئے
جب کیا سرورؑ نے ایماں کی حمایت کا سوال
اک طرف اکبرؑ سا بیٹا اور ماں کی ممتا اک طرف دینِ الٰہی اور نصرت کا سوال
پوچھا قاسم نے چلے آئیں گے گھر میں کیا عدو؟ آیا جب ننھے سے اصغرؑ کی شہادت کا سوال
محوِ حیرت ہیں ملائک ایک عاصی کے لیے
پیشِ داور ہے بہترؑ کی شفاعت کا سوال
اے مجاہدؔ خود صدا دے گی زمینِ کربلا بعد آئے گا جب تیری تربت کا سوال

☆☆☆☆☆

یوں چلے کرب و بلا سے سوئے کوثر پیاسے

مجاہدؔ لکھنوی

یوں چلے کرب و بلا سے سوئے کوثر پیاسے آبِ شمشیر سے سیراب بہترؑ پیاسے
جب کیا کُفر کی موجوں نے طلاطم برپا بن گئے کشتیٔ اسلام کا لنگر پیاسے
کیا ڈراتے ہو ہمیں تشنگیٔ محشر سے
ہم غلامانِ علیؑ اور لبِ کوثر پیاسے
بس اسی غم میں ہر اک موج ہے ابتک بیتاب نکلے دریا سے جو عباسؑ دلاور پیاسے
آ کے منزل پہ وہ ترسا کیا پانی کے لیے جس نے سیراب کیے راہ میں لشکر پیاسے
علقمہ سامنے بہتی رہی عاشور کے دن
اور کمھلا گئے زہراؑ کے گلِ تر پیاسے
رو کے یہ تربت کے بے شیر پہ مادر نے کہا قبر میں سوتے ہیں ننھے علی اصغرؑ پیاسے
بولیں دل تھام کے لیلیٰ کے خدا خیر کرے جنگ کرنے کو چلے ہیں علی اکبرؑ پیاسے
نوحہ خوانی کا مجاہدؔ یہ صلہ پائے گا
آئیں گے اس کی شفاعت کو بہترؑ پیاسے

وہ کربلا وہ دن میں اصغرؑ کی بے زبانی

مجاہد لکھنوی

وہ کربلا وہ دن میں اصغرؑ کی بے زبانی لکھی گئی ہے خوں سے یہ ظلم کی کہانی
آل نبیؐ پہ ہائے کیا کیا نہ ظلم ڈھائے کرتے رہے جفائیں ظلم و ستم کے بانی
جو بھی سنے گا اس کو تڑپے کا درد و غم سے
رو کے نہ رک سکے گی آنکھوں کی خوں فشانی

چھ ماہ کا وہ بچہ، پیاسا تھا تین دن سے لائے تھے شاہ اس کو دن میں پلانے پانی
اک پھول تھا خزاں نے کملا دیا تھا جس کو سوکھے ہوئے وہ لب تھے خود پیاس کی نشانی
بولے حسینؑ میری کوئی اگر خطا ہے
معصوم ہے یہ بچہ اس کو تو دیدو پانی

بچوں کو میرے پیاسا مقتل میں تم نے مارا زینبؑ کے لعل دونوں اور اک حسنؑ کا جانی
یہ بھی نہ تم نے سوچا ہمشکلِ مصطفیٰؐ ہے اور خاک میں ملادی اکبرؑ کی نوجوانی
اب اس پہ رحم کھاؤ مرتا ہے یہ عطش سے
اک داستان حسرتِ ہے اس کی ناتوانی

لیکن ترس نہ آیا بچے پہ ظالموں کو نازک تھا حرحلہ کا یا مرگِ ناگہانی
ہاتھوں پہ شہ کے تڑپا گردن پہ کھانے کے ناوک مولا نے دیکھی اصغرؑ کے خون کی روانی
چلّو میں بھر کے چاہا پھینکیں فلک کی جانب
گونجی فضا میں اس دم آواز آسمانی

اک بوند اس لہو کی پہونچی اگر فلک پر تا حشر پھر نہ برسے گا ایک قطرہ پانی
انکار خون ناحق سے تھا یونہی زمین پر کوئی نہ تھا جو کرتا اس خون کی پاسبانی
چہرے پہ مل لیا پھر سرورؑ نے خون اصغرؑ
جس سے لہو لہو ہے اسلام کی کہانی

برپا اسی لہو کا ماتم سے یہ مجاہد کرتے ہیں آج تک ہم اس غم میں نوحہ خوانی

جاں میری، خاک روضۂ شاہ ہدا میں ہے

مجاہد لکھنوی

جاں میری، خاک روضۂ شاہ ہدا میں ہے ہے جسم ارض پاک پہ دل کربلا میں ہے
مشکل میں لب پہ آئے نہ کیوں یا علیؑ مدد معلوم ہے جو معجزہ دست خدا میں ہے
مرحب کا سر اُتار لے در کو اُکھاڑ لے
ایسا تو زور بازوئے خیبر کشا میں ہے
کس کے لیے خدا نے بنائی یہ کائنات تحریر صاف صاف حدیث کساء میں ہے
جو ختم انبیاؐ ہے وہی آخری امام جو ابتدا میں نام وہی انتہا میں ہے
بے بس اجل ہے سامنے جس کے یہ معجزہ
گر دیکھنا ہو دیکھ لو خاک شفا میں ہے
مر کر جہاں میں زندہ جاوید ہوگئے کیسی بقاء حسینؑ تمہاری وفا میں ہے
لڑتے ہیں دشمنوں سے دم عصر یوں حسینؑ نقشہ علیؑ کی جنگ کا شہہ کی دغا میں ہے
جنت میں فاطمہؑ کو ملے چین کس طرح
نازوں سے جس کو پالا تھا رنج وبلا میں ہے
رکھ کر گلے پہ تیغ یہ انصار نے کہا مولا کو شک ضرور ہماری وفا میں ہے
رکھ دیں جو سرِ کو کاٹ کے قدموں میں شاہ کے اس زندگی سے کیف زیادہ قضا میں ہے
آواز استغاثہ پہ لاشیں تڑپ گئیں
کتنا اثر حسینؑ تمہاری صدا میں ہے
اصغرؑ ہی اک شہید ستم حُرملہ نہیں اک ماںتا کا خون بھی تیر جنا میں ہے
عباسؑ کے حوالے سے جو چاہے مانگیے پھر دیکھئے اثر جو مجاہد دعا میں ہے

☆☆☆☆☆

کربلا میں اہلِ حق کے بانکپن کو دیکھ کر

مجاہد لکھنوی

کربلا میں اہل حق کے بانکپن کو دیکھ کر
حق پہ چلنا آ گیا اِن کے چلن کو دیکھ کر

حق شناسی اس کو کہتے ہیں یہ دنیا دیکھ لے
جھک گیا راہب بھی نور پنجتن کو دیکھ کر

کس کو ملتا ہے علم اب بس یہی تھے تذکرے
دل بہت سے بجھ گئے خیبر شکن کو دیکھ کر

عرش سے بھی کیا سوا تھی کچھ کشش زیر کسا
آ گئے جبرئیل بھی اس انجمن کو دیکھ کر

کربلا سے تا درِ کوفہ بھگایا فوج کو
یاد حیدر آ گئے شاہ زمن کو دیکھ کر

بولیں یہ زینبؑ ٹھہرنے کی نہیں ہے یہ جگہ
دل مرا پھٹتا ہے اس ویران بن کو دیکھ کر

پھول سے بچہ کو مارا تیر تو نے حُرملہ
ہاتھ بھی لرزا نہ ظالم گلبدن کو دیکھ کر

گزری ہوگی دل پہ کیا یہ فاطمہؑ سے پوچھیئے
خاک میں ملتے ہوئے اپنے چمن کو دیکھ کر

میں ابھی زندہ ہوں مقتل میں نہ آؤ ننگے سر
شہہ نے فرمایا دمِ آخر بہن کو دیکھ کر

باپ کو بے گور رن میں چھوڑ کر جانا پڑا
تڑپا دل عابدؑ کا لاش بے کفن کو دیکھ کر

ہتھکڑی تھی ہاتھ میں عابدؑ کے بیڑی پاؤں میں
لوگ رو دیتے تھے اس قیدِ محن کو دیکھ کر

یاد آیا ہوگا زینبؑ کو مدینہ سے سفر
کیا قیامت گزری ہوگی پھر وطن کو دیکھ کر

پھر نہ پوچھا ماں سے صغریٰ نے کہ ہے اصغرؑ کہاں
ہوگئی چپ خوں بھرے اک پیرہن کو دیکھ کر

ہے مجاہد بھی کوئی شاعر یہی کہتے تھے لوگ
ہوگئے قائل مگر رنگِ سخن کو دیکھ کر

☆☆☆☆☆

آئے گی تجھ کو نہ کل نہر فرات

مجاہد لکھنوی

آئے گی تجھ کو نہ کل نہر فرات لاکھ پہلو بدل نہر فرات
کربلا میں آج تیرے سامنے آئی پیاسوں کو اجل نہر فرات
کربلا میں آج تیرے سامنے
آئی پیاسوں کو اجل نہر فرات
منہ دکھائے گی بھلا تو کس طرح فاطمہؑ زہرہ کو کل نہر فرات
جب کیا اصغرؑ نے پانی کا سوال رہ گئی کھا کھا کے بل نہر فرات
آتے ہیں عباسؑ پانی کے لیے
با ادب ہوجا سنبھل نہر فرات
مشک بھر کر جاؤں گا بولا یہ شیر یہ ارادہ ہے اٹل نہر فرات
العطش جب شہہ کے بچوں نے کہا ایک ندا آئی کے چل نہر فرات
اٹھ گئے ساحل سے خیمے شاہ کے
حشر تک اب ہاتھ مل نہر فرات

دلبر زہراؑ تو پیاسا چل بسا　　چاہے اب جتنا پل نہر فرات
پاس سے بے شیر ہے اب جاں بلب　　سوئے خیمہ بڑھ کے چل نہر فرات

کرلیا تھا حق سے وعدہ پیاس کا　　شاہ نے روز اجل نہر فرات
ہے مجاہدؔ چشم بینا کے لیے　　حوضِ کوثر کا بدل نہر فرات

☆☆☆☆☆

رسن ظلم میں ننھی سے کلائی ہوگی

مجاہدؔ لکھنوی

اس ظلم میں ننھی سے کلائی ہوگی
کس طرح بالی سکینہؑ کو کل آئی ہوگی

ایک نشتر سا لگا ہوگا دل مادر پر
جب سناں اکبرؑ ناشاد نے کھائی ہوگی

آگ جب خیموں میں اعدا نے لگائی ہوگی
مسند احمدؐ مُرسل بھی جلائی ہوگی

دیکھ کر میّت بے شیر کو مادر نے کہا
یہ نہ معلوم تھا یوں دودھ بڑھائی ہوگی

ڈھونڈتی ہوگی وہ پہلو میں علی اصغرؑ کو
نیند بانوؔ کو بھلا کس طرح آئی ہوگی

جب سُنا ہوگا، گرے سرورؑ دیں گھوڑے سے
ننگے سر زینبؑ مُضطر نکل آئی ہوگی

فاطمہؑ صغرا نے اصغرؑ کو جو مانگا ہوگا
گود اُجڑی ہوئی بانو نے دکھائی ہوگی

دل سے غم حسینؑ نہ ہو کم خدا کرے

مجاہد لکھنوی

دل سے غم حسینؑ نہ ہو کم خدا کرے
لے جاؤں میں لحد میں یہی غم خدا کرے

پھیلے نشان حضرت عباسؑ کی ضیاء
سارے جہاں پہ چھائے یہ پرچم خدا کرے

حب علیؑ ہو دل میں زبان پہ ہو یاحسینؑ
جب وقت نزاں نکلے میرا دم خدا کرے

ڈر ڈر کے کہہ رہے تھے یہ آپس میں سب لعیں
عباسؑ ہوں نہ نہر پہ برہم خدا کرے

اکبرؑ نے شہہ کے سامنے توڑا تھا جیسے دم
کوئی پدر نہ دیکھے یہ عالم خدا کرے

خیمے میں کر رہی تھیں سکینہؑ یہی دعا
آجائیں خیریت سے میرے عم خدا کرے

اکبرؑ پلٹ کے آئیں یہ صغراؑ کی تھی دعا
پھر بھائی اور بہن ملیں باہم خدا کرے

یہ کہہ کے ختم کر دو مجاہد سلام کو
ہوتا رہے حسینؑ کا ماتم خدا کرے

☆☆☆☆☆

جو طفلِ گھر میں شہہ لافتیٰ کے پلتے ہیں

مجاہد لکھنوی

جو طفل گھر میں شہ لافتیٰ کے پلتے ہیں
وہ جنگ کے لیے گہوارے میں مچلتے ہیں
قدم قدم پہ شریعت نہیں بدلتے ہیں
چلے جو راہ علیؑ ہم وہ راہ چلتے ہیں
پل صراط سے گزریں گے یوں علیؑ والے
کہ جیسے باغ میں جھونکے ہوا کے چلتے ہیں
عِلم کو دیکھ کے خیبر کُشا کے ہاتھوں میں
یہ کون لوگ کھڑے دور ہاتھ ملتے ہیں
وہ خاک کیوں نہ بنے سجدہ گاہ دو عالم
جو خاک رخ پہ رسالت مآب ملتے ہیں
خیال آتا ہے جب کربلا کے پیاسوں کا
پگھل کے قلب وجگر آنسوؤں میں ڈھلتے ہیں
یہاں تو بات ہے زخم گلوئے اصغرؑ کی
وگرنہ تیر تو ہنگام جنگ چلتے ہیں
سوال آب پہ گردن سے تیر پار ہوا
پدر کے ہاتھوں پہ اصغرؑ لہو اگلتے ہیں

☆☆☆☆☆

دیکھ کر ہیبت عباسؑ زمانہ، زمانہ ٹھہرا

مجاہد لکھنوی

دیکھ کر ہیبت عباسؑ زمانہ، زمانہ ٹھہرا
انتہا یہ ہے کہ بہتا ہوا دریا، دریا ٹھہرا

اے علم دار تیری جرأت ہمت کے نثار
دور دریا سے تیرے جسم کا سایہ، سایۂ ٹھہرا

کس طرح اب دل بیتاب کو بہلائے ماں
گود خالی ہے نظر آتا ہے جھولا، جھولا ٹھہرا

جب سکینہؑ کو رہِ شام میں گرتے دیکھا
تھا رواں جس پہ سرِ شاہ وہ نیزہ ٹہرا

کربلا کی ہے زمیں اور فرشوں کی جبیں
سجدہ گاہ دو جہاں شاہ کا روضہ، روضہ ٹھہرا

اپنی بخشش کا مجاہد کو نہ کیونکر ہو یقیں
مدح خوانِ شہہ دیں، اہل تولاّ ٹہرا

☆☆☆☆☆

کس کو بے دینوں نے مارا اے زمین کربلا

مجاہد لکھنوی

کس کو بے دینوں نے مارا اے زمین کر بلا
ہے پیمبرؐ کا دلارا اے زمین کر بلا

آسمانِ ارض پر تو ہے منور اس طرح
جیسے اک روشن ستارہ اے زمین کربلا

پانی پانی جبکہ ہوجائے گی یہ گیتی تمام
ایک تو ہوگا کنارا اے زمین کر بلا
کس طرح کھودی لحد، کیا گزری دل پر شاہؑ کے
جب کہ اصغرؑ کو اتارا اے زمین کربلا
لارہے ہیں شاہ والا اصغرؑ بے شیر کو
یا کوئی قرآں کا پارا اے زمین کر بلا
دین کی خاطر دیا اصغرؑ کو تیری گود میں
شہہ کو تھا یہ بھی گوارا اے زمین کر بلا
لو چلیں مقتل کو یہ کہتی ہوئی اُمّ رباب
مجھ کو اصغرؑ نے پکارا اے زمیں کربلا
باپ پیری میں اٹھاتا ہے جوان بیٹے کی لاش
دے ذرا بڑھ کر سہارا اے زمین کر بلا
دیکھنا تربت میں اصغرؑ کا ذرا رکھنا خیال
سارے گھر کا ہے دلارا اے زمین کربلا
تیرے سینہ پر علی اکبرؑ نے بدلیں کروٹیں!
موت نے جس دم پکارا اے زمین کر بلا
یہ بتادے کس طرح میّت پہ پہونچے تھے حسینؑ
جب کہ اکبرؑ نے پکارا اے زمین کر بلا
لے لیئے تو نے مری گودی کے پالے بولی ماں
اب کروں کیوں کر گوارا اے زمین کر بلا
حلق پر تھا خنجر لعین جب حسینؑ اب علیؑ
کررہے تھے کیا اشارہ اے زمین کر بلا
عصر کے ہنگام تجھ سے کس طرح دیکھا گیا
تو نے جو دیکھا نظارہ اے زمین کر بلا

کہتی زینبؑ پڑا ہے رن میں بے گور و کفن
ہائے ماں جایا ہمارا اے زمین کر بلا
مر کے مل جائے مجاہدؔ تیری خاک پاک میں
اب تو بلوالے خدارا اے زمین کر بلا

☆☆☆☆☆

زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا

مجاہدؔ لکھنوی

زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!
مل کے تیری خاک چہروں پر بہتر۷۲ جب چلے
لشکر اعدا کو ہیبت سے پسینے آ گئے
کھینچ کر تلوار نکلے جب علیؑ کے لاڈلے
روند ڈالا نخوت باطل کو قدموں کے تلے
زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!
ماند پڑتا جا رہا تھا دین کا جب آفتاب
لیکے انگڑائی ترے ذروں سے اٹھا انقلاب
آ گیا میدان میں پھر فاطمہؑ کا ماہتاب
کھینچ لی بڑھ کر یزیدیت کے چہرہ سے نقاب
زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!
تیری یاد آئی اِدھر آنکھوں میں آنسو آ گئے
کیسے کیسے پھول تیری خاک پر مرجھا گئے
مرتے مرتے بھی جہانِ ظلم کو دہلا گئے
یا علیؑ کہہ کر ہزاروں پر بہتر چھا گئے
زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

ہاتھ میں لے کر علمدار حسینی کا نشاں
بڑھ رہے ہیں تیری جانب کارواں در کارواں
عقل انسانی کو پہلے ہو تو لینے دو جواں
ایک دن جھک جائیگا خود تیرے قدموں پر جہاں
زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

حشر تک قائم رہے گا یہ ترا جاہ و حشم
انقلاب آئیں گے پر رتبہ نہ تیرا ہوگا کم
تیرے سینے پر ہوا اسلام کا اونچا علم
اب صدا ہوتے رہیں گے سر تری چوکھٹ پہ خم
زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

راستہ ایمان کا اور دین حق کا چھوڑ کر
آل اور قرآن کی وابستگی کو توڑ کر!
تیری ارض پاک سے جائیگا جو منہ موڑ کر
کیا ملے گا اس کو پھر کعبہ سے رشتہ جوڑ کر
زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

جب اثر کرتی نہیں بیمار کو کوئی دوا
اقربا مایوس ہوجاتے ہیں کرکے ہر دُعا
کام ایسے وقت آتی ہے تیری خاک شفا
کہہ کے یہ اس دم پلٹتا ہے فرشتہ موت کا
زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

مرتبہ میں آسمانوں سے سوا تیری زمیں
سامنے تیرے بھلا کیا شے ہے فردوس بریں
دہر میں ملتا نہیں ایسا کوئی مرقد کہیں
جس پہ سجدے کے لیے رکھ دیں فرشتے بھی جبیں
زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

آرزو پوری نہیں ہوتی کسی کی جب کہیں
دل یہ کہتا ہے خدا سے اور مایوسی نہیں
ڈھونڈتا ہے ایسا دَر جو واسطہ ہو بالیقیں
تیری چوکھٹ پر جھکا دیتا ہے وہ آخر جبیں
زندہ باد! اے کربلا، پائندہ باد اے کربلا!

ایک سر مانگا تھا سرورؑ نے بہتر۷۲ سر دیئے
قاسمؑ و عباسؑ و اکبرؑ اور علیؑ اصغر دیئے!
ضوفشانی کے لیے سامان کیا کیا کردیئے
گود میں شہہ نے تری کتنے ستارے بھر دیئے
زندہ باد! اے کربلا، پائندہ باد اے کربلا!

یاد ہے اب تک زمانہ کو وہ دن عاشور کا
رن میں لاکھوں سے بہتر۷۲ کا ہوا جب معرکہ
دوپہر میں اہل دل نے کردیا تھا فیصلہ
نام زندہ ہے ترا جب تک ہے حق کا تذکرہ
زندہ باد! اے کربلا، پائندہ باد اے کربلا!

بھول سکتا ہے بھلا کوئی وہ جنگ یادگار
آئے باطل کے مقابل جب شہہ دُلدل سوار
نام حق پر کردیا شبیرؑ نے سب کچھ نثار
اپنے خوں سے کردیا تیری زمیں کو لالہ زار
زندہ باد! اے کربلا، پائندہ باد اے کربلا!

کفر کا طوفان جو کوفہ سے اُٹھا تھا کبھی
جس کے دامن میں وہ دیرینہ عداوت تھی بھری
آگئے دیوار بن کر سامنے ابنِ علیؑ!
تو زمانہ میں حق وباطل کی سرحد بن گئی
زندہ باد! اے کربلا، پائندہ باد اے کربلا!

جب سیاہی کفر کی چھانے لگی اسلام پر
یوں چلے اہلِ وفا قرآن کے احکام پر
نام تیرا پوچھتے جاتے تھے ہر ہر گام پر
کھنچ کر آئے تھے نبی کے لعل تیرے نام پر
زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

دم بخود ہے کیوں جہاں اس نعرہ بیباک پر
تذکرہ تیری زمیں کا آج ہے افلاک پر
ناز کرتا ہے خدا بھی تیری ارضِ پاک پر
ہے نماز اللہ کی سجدہ ہے تیری خاک پر
زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

سرؑ ورِ کونین کے صدقے میں عزت مل گئی
میثم و قنبرؑ نے جو پائی وہ قسمت مل گئی
تیرے دامن میں مجاہد کو جو تربت مل گئی
چاہیے پھر اور کیا؟ مرتے ہی جنت مل گئی
زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

☆☆☆☆☆

اکبرؑ کی نوجوانی، اصغرؑ کی بے زبانی

مجاہد لکھنوی

اکبرؑ کی نوجوانی، اصغرؑ کی بے زبانی
اِک غم کی داستان ہے اک درد کی کہانی
پابندیاں ہزاروں عائد کرے زمانہ
روکے نہ رک سکے گی اشکوں کی یہ روانی

بیکار کوششیں ہیں ماتم کو روکنے کی
ماتم صدا رہے گا یہ غم ہے جاودانی

ہر واقعہ ہے جس کا ڈوبا ہوا لہو میں
دنیا بھلا سکے گی کس طرح وہ کہانی

بولے حسینؑ یارب! جاتا ہے اب وہ مرنے
حُسن و شباب میں جو احمدؐ کی ہے نشانی

لیلٰی یہ رو کے بولیں ارمان دل میں کیا تھا
قسمت میں دیکھنا ہے پوشاک یہ شہانی

دم توڑتے ہیں اکبرؑ رن میں تڑپ تڑپ کر
پروان چڑھ رہی ہے اسلام کی جوانی

لے کر چلے ہیں سرورؑ اصغرؑ کو رن کی جانب
شاید پلادے کوئی دو بوند اس کو پانی

اصغرؑ کے خون سے بھی پوری ہوئی نہ قیمت
کس طرح بڑھ گئی تھی پانی تری گرانی!

مہمان بلا کے پانی بھی بند کردیا تھا
دیکھو یزیدیوں کا یہ طرزِ میز بانی

عباسؑ سو رہے ہیں اب نہر کے کنارے
سیدانیوں کے گھر کی کیوں کر ہو پاسبانی

تکبیر کے مسلماں نعرے لگا رہے تھے
اور ذبح ہورہا تھا رن میں نبیؐ کا جانی

اسلام والو! یہ ہیں اہل حرم اسی کے
تھا جو نبیؐ تمہارا اِسلام کا جو بانی!!

کیا درد، کیا اثر ہے اس غم کی داستاں میں
سنتا ہے جو بھی دل سے کرتا ہے خوں فشانی

سجادؑ نے مصائب جھیلے تھے کیسے کیسے
بازارِ شام و کوفہ اونٹوں کی سار بانی
نام آپ کا مجاہد زندہ رہے گا جب تک
قائم ہے شاہ کا غم باقی ہے نوحہ خوانی

☆☆☆☆☆

اُدھر لاکھوں کا لشکر ہے اِدھر سرورؑ اکیلے ہیں

مجاہد لکھنوی

اُدھر لاکھوں کا لشکر ہے اِدھر سرورؑ اکیلے ہیں
نہیں باقی کوئی ناصر لڑیں کیوں کر اکیلے ہیں

دعا لیلیٰ یہ کرتی تھیں الٰہی تو مدد کرنا!
ہزاروں برچھیوں والے ہیں اور اکبرؑ اکیلے ہیں

رباب خستہ تن ایک ایک سے رو رو کے کہتی ہیں
اندھیری قبر ہے، جنگل ہے اور اصغرؑ اکیلے ہیں

پکاری زینبؑ مُضطر مدد کو آیئے بابا!
عدو نرِغہ کئے ہیں سبطِ پیغمبرؐ اکیلے ہیں

جواں بیٹے کی میّت ہے سہارا کون دے بڑھکر
سنبھلتے ہیں، کبھی کھاتے ہیں شہہ ٹھوکر اکیلے ہیں

کہا زینبؑ نے ہندہ سے ہوئے قربان سب رن میں
ہمارے وارثوں میں عابد مضطر اکیلے ہیں

بہتر ۷۲ ساتھ ہیں پیشِ خدا ان کی شفاعت کو
نہیں یہ غم مجاہد کو سرِ محشر اکیلے ہیں

☆☆☆☆☆

یوں اُٹھے ماتم سرورؑ کو عزادار کے ہاتھ

مجاہد لکھنوی

یوں اُٹھے ماتم سرورؑ کو عزا دار کے ہاتھ
بہر تکبیر اُٹھیں جیسے کہ دیں دار کے ہاتھ

جس نے لڑتے ہوئے عباسؑ کو دیکھا رن میں
اس کو یاد آئے ید اللہ کی تلوار کے ہاتھ

بیچ ڈالا تھا مسلمانوں نے ایمان اپنا
حاکمِ شام یزیدِ ستم آثار کے ہاتھ

دیکھ کر چہرۂ عباسؑ دلاور کا جلال
رہ گئے خوف سے ہر صاحب تلوار کے ہاتھ

رو کے بچوں نے کہا اب نہ ملے گا پانی
کٹ گئے نہر پہ عباسؑ علمدار کے ہاتھ

میرا اصغرؑ ہے کہاں ماں نے تڑپ کر پوچھا
آئے خالی جو نظر سیدِ ابرار کے ہاتھ

بعد قتلِ شہہِ دیں چھین رہے تھے رن میں
چادریں زینبؑ و کلثومؑ کی کفار کے ہاتھ

فاطمہؑ آئیں گی محشر میں شفاعت کے لیے
لے کے آغوش میں عباسِؑ وفا دار کے ہاتھ

چھین سکتا تھا بھلا کون ردائے زینبؑ
ہوتے آزاد اگر عابدؑ بیمار کے ہاتھ

پشتِ عابدؑ پہ نظر آیا نہ نورِ احمد
لے کے دُرّے جب اُٹھے شمر ستم گار کے ہاتھ

آج اس در پہ مجاہد نے جبیں رکھ دی ہے
خالی جاتے نہیں جس در سے طلبگار کے ہاتھ

مر کے بھی عباسؑ کا ساحل پہ لاشہ رہ گیا

مجاہد لکھنوی

مر کے بھی عباسؑ کا ساحل پہ لاشہ رہ گیا
حشر تک قبضہ میں اک پیاسے کے دریا رہ گیا

فتح کرنے والے جنگِ کربلا بتلائیں تو
آج دنیا کی زباں پر نام کس کا رہ گیا

جتنا دنیا نے دبایا اور ابھرتا ہی گیا
نقش ہو کے کربلا تیرا فسانہ رہ گیا

صامت و ناطق کو لے کر جو بڑھا منزل پہ تھا
حَسبُنَا کہہ کر جو ٹھہرا وہ بھٹکتا رہ گیا

نصرتِ دیں کے لیے اصغرؑ تو رن کو جا چکے
اک تصور، اک ماں اک خالی جھولا رہ گیا

رفتہ رفتہ ظالموں کا مٹ گیا نام و نشاں
اور اک مظلوم کا دنیا میں چرچا رہ گیا

سُن کے اکبر کی شہادت کی خبر ماں نے کہا
بعد تیرے زندگی مین اب مری کیا رہ گیا

دیکھ کر لاشِ علی اکبرؑ کو مادر نے کہا
دل میں تھا ارمان جو مادر کے بیٹا رہ گیا

کھا کے برچھی ظلم کی اکبرؑ سدھارے خلد کو
ماں کے دل پہ حشر تک داغِ تمنا رہ گیا

اے مجاہد ہو چلے ہیں ختم ایام عزا
شاہ کو جی بھر کے رو لیتے یہ جذبہ رہ گیا

☆☆☆☆☆

کیا کیا ستم حسینؑ کے دل پر گذر گئے

مجاہد لکھنوی

کیا کیا ستم حسینؑ کے دل پر گذر گئے
اکبر گذر گئے علیؑ اصغرؑ گذر گئے

مشکل تھی راہِ حق میں ہر اک منزل وفا
لے کر علی کا نام بہتر۷۲ گذر گئے

کہتی تھیں بانو ہوگئے دن مثل شب سیاہ
تم جب سے اے میرے مہہ انور گذر گۓ

دیتی رہی دہائی بہن بعد قتل شاہ
لاشوں کو روندتے ہوئے لشکر گذر گئے

کرب و بلا سے کوفے سے بازار شام سے
کس شان سے برادر و خواہر گذر گئے

دیکھا کئے ہزاروں تماشائی راہ میں
سر کو جھکائے آل پیمبر گذر گئے

جب یاد آگئی کبھی زینبؑ کو کربلا
کیا کیا نظر کے سامنے منظر گذر گئے

ارمان لاکھوں دل میں تھی مادر لیے ہوئے
دن بیاہ کے جب آئے تو اکبرؑ گذر گئے

فوجوں کو چیرتے ہوئے عباسؑ نامدار
مقتل سے مثل حیدرؑ گذر گئے

صدمے جو عمر بھر میں کوئی سہہ نہ پائے گا
گھوڑے نے آکے در پہ صدا دی یہ عصر کو

زہراؑ کے لال سبط پیمبرؐ گذر گئے
اک دوپہر میں شاہ کے دلبر گذر گئے

کیا ناز کیجئے گا مجاہد کلام پر
شاعر ہزاروں آپ سے بہتر گذر گئے

☆☆☆☆☆

شان اسلاف کی دنیا کو دکھا دو اٹھ کر

علامہ محسنِ اعظم گڑھی

شان اسلاف کی دنیا کو دکھا دو اٹھ کر نار نمرود کو گلزار بنا دو اٹھ کر
تفرقہ اپنے اداروں کا مٹا دو اٹھ کر قوم کی ناؤ بھنور میں ہے بچا دو اٹھ کر
یا علیؑ کہہ کے چلو دھار پہ تلواروں کی
شان دکھلادو زمانے کو علمداروں کی

آب شمشیر سے پیاس اپنی بجھانا سیکھو کربلا والوں سے پھل برچھی کا کھانا سیکھو
اپنے ہی خون میں خود آپ نہانا سیکھو قوم مردہ ہے تو مردہ کا جلانا سیکھو
ولولہ کے لیے اُٹھو اٹھتی جوانی کی طرح
خون رگ رگ سے ٹپکنے لگے پانی کی طرح

مرمٹوں خاک بنو خاک سے اکسیر بنو کُشتہ تیغ بنو کشتہ شمشیر بنو
حُر کی تقلید کرو پیروے شبیرؑ بنو جو مٹانے سے ابھرتی ہے وہ تصویر بنو
موت کی گود میں مظلوم کا جینا دیکھو
تیغ کی دھار پر چلتا ہے سفینہ دیکھو

رہگذر غم و آلام سے واقف تھے حُسینؑ کربلا کے سحر وشام سے واقف تھے حُسینؑ
نیت دشمن اسلام سے واقف تھے حُسینؑ اپنے آغاز کے انجام سے واقف تھے حُسینؑ
حاصل صبر و رضا کیا تھا، بتانا تھا اُنھیں
اُمت جَد کے سفینے کو، بچانا تھا اُنھیں

اسطرف فوج ہزاروں کی بہتر تھے اِدھر　　رہزن دین اُدھر دین کے رہبر تھے اِدھر
غاصبِ نہر اُدھر مالک کوثر تھے اِدھر　　تیر سہ شعبہ اُدھر اور علی اصغرؑ تھے اِدھر
ہم سے مت پوچھو یہ تاریخ بتائیگی تمہیں
داستان جبر و تشدد کی بتائے گی تمہیں
بے خطا آل پیمبر کو ستایا کس نے　　خیمہ عترت اطہار جلایا کس نے
بی بیوں کو سربازار پھرایا کس نے　　پائے بیمار میں زنجیر پہنایا کس نے
کلمہ گو اور محمد کے نواسے پہ ستم
کیسے انساں تھے جو کرتے رہے پیاسے پہ ستم
جس جگہ ناؤ ٹھہر جائے وہیں ساحل ہو　　پاؤں رک جائے جہاں چل کے وہیں منزل ہو
سر کٹانے سے جو آسان ہو وہ مشکل ہو　　داغ جس دل پہ بہتر ہوں وہ کامل دل ہو
جب تو محسنؔ کہیں دنیا میں ٹھکانا ہوگا
ورنہ پھر اشک ندامت ہی بہانا ہوگا

☆☆☆☆☆

وغا کو عباسؑ آرہے ہیں کہ حشر گیتی میں آرہا ہے!

نسیم امروہوی

وغا کو عباسؑ آرہے ہیں کہ حشر گیتی میں آرہا ہے!
زمین کا بڑھتا ہوا تزلزل فلک کو جھولا جھولا رہا ہے
نشان احمد مٹانے والے بُجھے چراغوں کا نور دیکھیں
انہیں چراغوں سے لو لگا کر چراغ دین جگمگا رہا ہے
حبیبؑ و مسلمؑ کے تیوروں میں مچل رہی ہے نئی جوانی
الٰہی میدان کربلا میں شباب کس کس پہ آرہا ہے

یزیدیت کا نشان برہم حسینیت کا بلند پرچم
گرا رہے ہیں اسے دو عالم اسے زمانہ اٹھا رہا ہے
حبیبؑ کوفے سے چل کر آئے سیاہ شامی سے حُرؑ بھی نکلا
اِدھر اُدھر سے ہر ایک ذرّہ سمٹ کے منزل میں آ رہا ہے
جھکے ہیں سجدے میں وقت آخر حسینؑ زخموں سے چور ہو کر
اُدھر قدم میں ہے استقامت اِدھر جہاں ڈگمگا رہا ہے
یہی نتیجہ ہے ہر بلا کا یہی خلاصہ ہے کربلا کا
جو مر رہا ہے وہ جی رہا ہے جو کھو رہا ہے وہ پا رہا ہے
کسی بشر میں کہاں یہ قدرت، یہ ظلم سہہ کر رہے یہ ہمت
ضعیف ٹوٹی کمر کو کس کر جواں کا لاشہ اٹھا رہا ہے
حسینؑ رخصت کو گھر میں آئیں کہ قتل گاہ وغا کو جائیں
ادھر سکینہؑ پکارتی ہیں اُدھر فریضہ بلا رہا ہے
حسینؑ سجدے میں سر کٹا کر حرم سے بچھڑے قیامت آئی
تڑپ کر بچے نکل پڑے ہیں ہجوم خیمے جلا رہا ہے

☆☆☆☆☆

اے گُل زہراؑ اے اصغرؑ

نسیم امروہوی

اے گُل زہراؑ اے اصغرؑ
ماں کی تمنا اے اصغرؑ

مادرِ غم گیں میری جاں
دل کو سنبھالے کس عنواں
دیکھ کے ویراں اور سنساں
خالی جھولا اے اصغرؑ
اے گُل زہراؑ اے اصغرؑ

بن میں اکیلے سوتے ہو
رات میں تنہا ہوتے ہو
شیر خدا کے پوتے ہو
ڈر کے نہ رونا اے اصغرؑ
اے گُل زہرؑا اے اصغرؑ

طفلی میں ہمت کی تم نے
پیرو جواں سے بڑھ چڑھ کے
کھیل کے آئے تیروں سے
دشت میں کس جا اے اصغرؑ
اے گُل زہرؑا اے اصغرؑ

کس نے ستم یہ ڈھایا ہے؟
تیر کہاں پہ کھایا ہے؟
ہائے کہاں مُر جھایا ہے؟
پھول سا چہرہ اے اصغرؑ
اے گُل زہرؑا اے اصغرؑ

مرتی ہے مادر اس غم میں
بی بیاں کیوں ہیں ماتم میں
گھر سے نکلتے ہی دم بھر میں
ڈھل گیا منکا اے اصغرؑ
اے گُل زہرؑا اے اصغرؑ

بیکس و تنہا ہائے غضب
چھوڑ آئے پردیس میں سب
تم سے بچھڑ کر کون ہے اب
میرا سہارا اے اصغرؑ
اے گُل زہرؑا اے اصغرؑ

کتنے غافل سوتے ہو
ماں ہو صدقے جلد اُٹھو
جاتے ہیں رن میں مرنے کو
آپ کے بابا اے اصغرؑ
اے گُل زہرؑا اے اصغرؑ

لو وہ شہہ دلِ گیر چلے
مقتل کو شبیرؑ چلے
لو وہ ادھر سے تیر چلے
حشر ہے برپا اے اصغرؑ
اے گُل زہرؑا اے اصغرؑ

☆☆☆☆☆

جب افتخار رسولؐ زماں شہید ہوا

نسیم امروہوی

جب افتخار رسولؐ زماں شہید ہوا
پکاری ماں میرا آرام جاں شہید ہوا
امام بے عکس و خانماں شہید ہوا
قریب نہر پہ تشنہ دہاں شہید ہوا
اٹھا یہ شور کہ لاشوں کو خستہ حال کرو
ہر ایک شہید کی میت کو پائمال کرو

یہ حد کو تھی جو اہانت پہ حسب قول و قرار
حُر جری کا رسالہ بگڑ اٹھا اک بار
کسی نے گرز سنبھالا کسی نے لی تلوار
یہ رنگ دیکھ کے بولا وہ حاکم غدار
ذرا سی بات پہ باہم نہ قیل و قال کرو
رضا نہیں ہے تو حُر کو نہ پائمال کرو

کوئی الم نہیں اے بھائیوں نہ گھبراؤ
رسالہ دار کا لاشہ ادھر اٹھا لاؤ
وہ لاش اٹھا کے جو لائے تو پھر کہا جاؤ
ہر ایک شہید کے لاشہ کچل کے جلد آؤ
ابھی تو جان پیمبر کا گھر جلانا ہے
حرم کو لوٹنا ہے ننگے سر پھرانا ہے

یہ سن کے طرفہ طلاطم ہوا لب دریا
رسالۂ بن حجاج نے بگڑ کے کہا
ہماری قوم سے ہے اک شہید راہ خدا
ہمارے سامنے پامال ہو وہ ماہ لقا
جو اہل شام نہ مانے قیامت آئے گی
اگر ہلال کو روندا قیامت آئے گی

یہ بات سن کے جو گھبرایا حاکم خود سر
کہا ہلال کا لاشہ بھی جلد لاؤ ادھر
اگرچہ دلبر کاہل تھا اظلم و اکفر
کہ جس کو رحم نہ آیا صغیر بچے پر
پھر اس شقی کو بھی یہ ظلم ناگوار ہوا
حبیبؑ، شاہ کا حامی وہ نابکار ہوا

ملا یہ حکم کہ ان کی بھی لاش رن سے اٹھاؤ
حرم کو قید بھی کرنا ہے اب نہ دیر لگاؤ
ہر اک کو شوق سے روندو کسی پہ رحم نہ کھاؤ
پکارا شمر ستمگر ابھی قدم نہ بڑھاؤ
اگرچہ قاتل فرزند شاہ خیبر تھا
مگر وہ مادر عباسؑ کا برادر تھا

بگڑ کھڑا ہوا فوراً وہ ظالم غدار
پئے حمایت عباسؑ کھینچ لی تلوار
قریب نہر گیا جب وہ خود سر و مکار
جری کی لاش سے پیدا ہوئی ندا اک بار
نہ اٹھ سکے گا تن پاش پاش اے ظالم
رہے گی نہر پہ سقّہ کی لاش اے ظالم

تجھے قسم ہے نہ میرا خیال کر ظالم
میں شاد ہوں کہ مجھے پائمال کر ظالم
زمین کو خون سے نہ اتنا لال کر ظالم
میں ہوں غلام مجھے پائمال کر ظالم
اگر شقی میرے لاشہ کو تو اٹھائے گا
بتولؑ پاک سے مجھ کو حجاب آئے گا

بچائی شمر نے جان شہ حنین کی لاش
اٹھائی ایک عرب نے زہیر و قین کی لاش
کسی نے مانگ لی بانو کے نور عین کی لاش
میانِ دشت فقط رہ گئی حسینؑ کی لاش
ادھر ستم کے ارادے سے فوج سر نکلی
ادھر تڑپ کے سکینہؑ برہنہ سر نکلی

پکارتی تھی وہ بے کس حسینؑ کی جائی
کہاں ہو میرے چچا جان میرے شیدائی
پدر کی لاش اٹھا لو کدھر گئے بھائی
یہ کہتی جانب حاکم جو وہ یتیم آئی
گھڑک کے بولا وہ بدعت شعار کون ہے تو
بلک کے روتی ہے کیوں بار بار کون ہے تو

لرز کے بولی غریب الوطن کے جائی ہوں
یتیم خستہ جگر ہوں فلک ستائی ہوں
نہ سعی نہ اور سفارش کسی کی لائی ہوں
میں بھیک مانگنے کو تیرے پاس آئی ہوں
پڑی ہے رن میں فقط شاہ مشرقین کی لاش
فقیر جان کے دُکھیا کو دے حسینؑ کی لاش

☆☆☆☆☆

دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ

نسیم امروہوی

دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ
شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ

سوئی ہوئی دنیا کو جگانے والا
جاگے ہوئے فتنے کو سلانے والا
عالم کو صراط حق پہ لانے والا
راہ است حسینؑ خضر راہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ

یہ صَر صِر آفات میں ہے شمع حیات
طوفان مصیبت میں ہے یہ کوہ ثبات
مرضی ہے اسی کی محضر خلد نجات
ایں وقت کہ باحال پناہ است حسینؑ
دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ

خنجر ہے کمر میں نہ سناں ہاتھ میں ہے
ہر کام تحمل کی عناں ہاتھ میں ہے
بھوکا پیاسا ہے اور جناں ہاتھ میں ہے
در منزل صبر۔ سربراہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ دین پناہ است حسنؑ

ٹوٹی ہوئی بھائی کے الم سے ہے کمر
فرزندِ جواں کے غم میں ہے ضعف بصر
چہرے پہ ملا ہوا ہے خون اصغر
اے اہل نگاہ داد خواہ است حسینؑ
دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ

رن میں ٹھہریں تو بیبیاں ہوں بیتاب
گھر میں جائیں تو مانگے اصغرؑ کو رباب
ماں کھوکھ جلی کو ہائے کیا دیں گے جواب
مُضطر بہ خیال خیمہ گاہ است حسینؑ
دین است حسینؑ دین شاہ است حسینؑ

سر شہ کا ہے نیزہ پہ میان کوفہ
ہونٹوں پہ نسیم کیف کا ہے سورہ!!
اے قاتل و بدنام و ذلیل و رُسوا!
ہر نوک سناں بہ عزّ و جاہ است حسینؑ
دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ

احمدؐ کے نواسے نے بچائی توحید
خود ہوگیا کلمہ کی حمایت میں شہید
سردار نہ داد دست در دست یزید!!
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ
دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ

☆☆☆☆☆

عجیب کام کیا تو نے مرحبا زینبؐ

نسیم امروہوی

عجیب کام کیا تو نے مرحبا زینبؐ
معین مقصد سلطان کربلا زینبؐ
حسینؑ منزل حق ہیں تو حق نما زینبؐ
وہ ابتدائے شہادت تو انتہا زینبؐ
برائے نام شہیدوں کا نام رہ جاتا
جو یہ نہ ہوتیں ادھورا پیام رہ جاتا
وہ علم صبر و تحمّل رسولؐ کی صورت
ابوتراب کی سیرت بتولؐ کی صورت
وہ ضبط غم حسنؑ دل ملول کی صورت
حسینؑ خوش ہوں تو کھل جائے پھول کی صورت
امام پر یہ فدا ہیں امام زینبؐ پر
درود سبط نبیؐ پر سلام زینبؐ پر

اخی کے ساتھ کبھی غم کو غم نہیں سمجھا
ستم کو بھائی کے خاطر ستم نہیں سمجھا
علیؑ سے گھٹ کے انہیں ایک دم نہیں سمجھا
حسینؑ نے بھی انہیں ماں سے کم نہیں سمجھا
یہ بھائی وہ ہے کہ مانا بہن کو ماں کی طرح
یہ وہ بہن ہے جو بھائی کو روئی ماں کی طرح

وہ رن میں خاتمۂ پنجتن وہ حشر کی شام
ظہور شام غریباں ہجوم لشکر عام
خیام جھلسے ہوئے دل جلوں کا قیام
ردائیں سر پہ نہ مقنع نہ سرپرست امام
یہ بار کس سے اٹھے شاہ مشرقین کے بعد
ندا یہ آئی کہ زینبؑ تو ہیں حسینؑ کے بعد

وہ ننھے ننھے سے بچے وہ فاقہ کش سادات
وہ قتل گاہ میں لاشوں کے ڈھیر تا بہ فرات
وہ سائیں سائیں کی آواز وہ اندھیری رات
علیؑ کی بیٹی تھی پہرے پر یا خدا کی ذات
شکست کا جو نہ تھا خوف قلب خستہ کو
اٹھا لیا تھا بس ایک نیزہ شکستہ کو

جو رو دیا کوئی بچہ تو آئیں دوڑ کے پاس
تھپک کے اس کو سلاتی رہیں بہ حسرت و یاس
نکل کے خیمے سے باہر پھر آئیں بے وسواس
حرم میں بن گئیں زینبؑ طلایۂ میں عباسؑ
یہ حال تھا کہ ایک آواز تیز پا آئی
سکوت دشت میں ٹاپوں کی سی صدا آئی

نظر اٹھا کے جو دیکھا بدیدہ قہار
تو باگ اٹھائے چلا آرہا تھا ایک سوار
بلند کر کے وہ نیزہ پکار اٹھیں ایک بار
وہ کون آتا ہے بس روک لے یہیں رہوار
نہ راستہ نہ مقام سپاہ ہے بھائی
یہ بارگاہ رسالت پناہ ہے بھائی

رکا نہ پھر بھی جو وہ شہسوار عرصۂ غم
تو بنت حیدرؑ کرار ہوگئیں برہم
کہا بہ غیظ کہ او آنے والے تیز قدم
اٹھے گا حشر اگر تان لیں گے نیزہ ہم
جسارتوں سے تیری بات دم بدم نہ بڑھے
بر آب ہے حکم ہمارا کہ ایک قدم نہ بڑھے

جب اس پہ بھی نہ مسافر نے حوصلہ ہارا
تو بڑھ کے دختر شیر خدا نے للکارا
سمجھ لیا ہمیں بالکل ضعیف و بے چارا
جو سورما ہے تو میں ہوں معرکہ آرا
علیؑ کے گود کے پالوں کی باگ ہی کب ہے
حسینؑ ترے مقابل نہیں تو زینبؑ ہے

یہ سن کے بھی جو قریب آگیا وہ تیز خرام
انہوں نے بڑھ کے پکڑلی وہیں فرس کی لجام
کہ اب کسی کو نہیں ہے اجازت یک گام
کہ اس کے بعد ہیں ناموس مصطفیٰ کے خیام
جلیں ملک کے بھی پر یہ وہ راہ مشکل ہے
کہ اب قدم کی نہیں سر کے بل کی منزل ہے

لجام تھام کے زینبؑ نہ جب جگہ سے ٹلی
ٹھہر گیا وہیں راکب بہ حکمت عملی
گلے میں ڈال کے باہیں وہ صابر ازلی
نقاب اُلٹ کے پکارا کہ میں علیؑ ہوں علیؑ
رسولؐ تیرے محافظ ہیں غم نہ کھا بیٹی
میں گرد خیمہ پھروں تو حرم میں جا بیٹی

اخی کے ساتھ اٹھایا ہے بارِ غم دن بھر
سحر کے ہوتے ہی درپیش شام کا ہے سفر
تمام سوگئی ہے روکے آلِ پیغمبر
ذرا سی دیر کو سیدھی تو کر اپنی کمر
کہا کہ سوؤں گی نمٹوں تو غم اٹھانے سے
ابھی تو پشت بھی زخمی ہے تازیانے سے

☆☆☆☆☆

گہوارے میں اک طفل کو دیتی تھی ماں یہ لوریاں

نسیم امروہوی

گہوارے میں اک طفلِ کو دیتی تھی ماں یہ لوریاں
دشمن بڑھا انگڑائی لو اٹھو میرے ابرو کمان
طاقت دکھا دو خلق کو پیار سے ہمارے شیر کی
سر پر کھڑی ہیں آفتیں جلدی سے ہو جاؤ جواں

سن کر یہ ماں کی لوریاں ماتھے پہ بل پڑنے لگے
جھولے میں سینہ تان کر بچے نے لیں انگڑائیاں
تکیہ سے یوں اٹھنے لگی ننھی سی گردن غیض میں
جیسے الٹ دیں گیں ابھی اٹھکر زمین و آسماں

آخر وہ دن آ ہی گیا جس کی تمنا میں تھی ماں
عباسؑ غازی ہو گئے آقا کے سائے میں جواں
حیدرؑ اٹھے شبرؑ اٹھے بدلی زمانے کی روش
یثرب سے کوفہ کو چلا سبط نبیؐ کا کارواں

عباسؑ جب چلنے گئے مادر نے بازو چوم کر
پوچھا وہ لوری یاد ہے کی عرض غازی نے کہ ہاں
پہنچا لبِ نہر فرات آخر حسینی قافلہ
گرمی کے دن تھے اِس لیے ساحل پہ ٹھہرے مہماں

پایا علم، جعفر بنے، سقائی کی حیدرؑ بنے
عشرے کو سطح آب پر لکھ دی وفا کی داستاں
جب ان کے بازو کٹ گئے عترت کا ٹوٹا آسرا
مارے گئے سبط نبی قیدی ہوئیں سب بیبیاں

در در پھری آلِ نبی زنداں میں اک مدت کٹی
جب تھک گئے ظلم و ستم اعدا نے کاٹیں بیڑیاں
آہ و بکا کرتا ہوا ماتم بپا کرتا ہوا
دو سال میں سوئے وطن پلٹا حرم کا کارواں

پہلے سے لے کر یہ خبر مسجد میں آیا نامہ بر
ام البنین کے ساتھ میں صغرا ہوئی گھر سے رواں
ڈالے ہوئے منہ پر نقاب آئیں جو ناقے کے قریں
قاصد کو یہ کہتے سنا مارے گئے شاہ زماں

سر پیٹ کر ام البنیں بولیں بصد غیض و غضب
شہہ پر ہوا جب یہ ستم عباسؑ تھا میرا کہاں
قاصد پکارا میں فدا، بس بس نہ ہو بی بی خفا
عباسؑ سے اہل وفا دنیا میں ہوتے ہیں کہاں

اس ولولے سے وہ جری صدقہ ہوا شبیرؑ پر
اپنا پسر کہہ کر اُسے زہرؑا کی آہ و خفاں
سن کر یہ قاصد کا سخن خوش ہوگئیں اُم البنین
مڑکر بقیعے کی طرف بولیں بچشم خوں فشاں
اپنے غلام خاص کو حضرت نے فرمایا پسر
میں ہوں خجل بنتِ نبی بی بی کہاں لونڈی کہاں
تب اے نسیم بے نوا آئی زہرا کی ندا
عباسؑ ہے محسن میرا عباسؑ پہ صدقے یہ ماں

☆☆☆☆☆

جب کربلا کی سمت بڑھا حق کا رہنما

قیصر بارھوی

جب کربلا کی سمت بڑھا حق کا رہنما
کچھ آگیا خیال جوماں کے مزار کا
آیا سوئے بقیع وہ زہراؑ کا لاڈلا
رخسار رکھ کے صدر لحد پر یہ دی صدا
چھٹتا ہے اب مدینہ مرے دل کو تھام لو
اماں غریب بیٹے کا آخر سلام لو
اماں تمہارے لعل سے چھٹتا ہے آج گھر
اماں تمہارے لعل کا دشمن ہے ہر بشر
اماں تمہارے لعل سے برگشتہ ہر نظر
اماں تمہارے لعل کا ہے آخری سفر
صحرا میں دل کے ٹکڑوں کی بستی بسائے گا
اماں حسینؑ اب نہ مدینے میں آئے گا

اماں دعا کرو کہ میں ثابت قدم رہوں
دنیا خلاف ہو پر ہراساں ذرا نہ ہوں
ہر لحہ مسکرا کے ستم پر ستم ہوں
نظروں کے سامنے جو لٹے گھر نہ کچھ ہوں
اماں یہ آنکھ روئے نہ اکبرؑ کے واسطے
رعشہ نہ آئے ہاتھ میں اصغرؑ کے واسطے

اماں مرے ارادوں کو آئے نہ کچھ زوال
جس وقت پائمال ہو بھیا حسنؑ کا لعل
اماں نہ کانپ اٹھیں یہ قدم بید کی مثال
گھوڑے جب گریں میری خواہر کے نونہال
اماں کمر جھکے نہ تمہارے فدائی کی
لاؤں جو لاش اٹھا کے برابر کے بھائی کی

ماں سے یہ کہہ رہا تھا ابھی ماں کا لاڈلا
آواز آئی قبر سے اسے میرے مہہ لقا
صدقے تری مصیبت و غربت پہ فاطمہؑ
بس اے حسینؑ بس، کہ ہلا عرش کبریا
تڑپے ابوالحسنؑ بھی دل بے قرار سے
بیٹا رسولؐ حق نکل آئے مزار سے

اے میرے لعل تیرے ارادوں کے میں نثار
یہ آخری سفر ہے مرے دل کا اضطرار
کیسے کہوں جو دل پہ گزرتی ہے گلفزار
ہوتا ہے بے چراغ مرے باپ کا مزار
جو تجھ پہ ظلم ہوں گے یہ دکھیا اٹھائے گی
بیٹا یہ غم نصیب ترے ساتھ جائے گی

آنسو بہاؤں گی ترے رنج و الم کے ساتھ
آنکھیں بچھاؤں گی ترے نقش قدم کے ساتھ
زہراؑ نڈھال ہوگی ہر اک تازہ غم کے ساتھ
میرا کلیجہ نکلے گا پوتے کے دم کے ساتھ
گھبرا نہ میرے چاند ہر اک دکھ بٹاؤں گی
میں تیرے ساتھ لاشۂ اکبرؑ اٹھاؤں گی

جائے گا تو جو نہر پہ بھائی کی لاش پر
میں تیرے ساتھ ساتھ چلوں گی برہنہ سر
بیٹا حسینؑ کیا تجھے اُس کی نہیں خبر
عباسؑ تیرا بھائی تو میرا دل و جگر
تو لاش اُٹھائے گا تو صف غم بچھاؤں گی
میں گود میں کٹے ہوئے ہاتھوں کو لاؤں گی

بیٹا حسنؑ کے لعل کی خاطر یہ کیا خیال
میرے حسنؑ نے تجھ پہ نچھاور کیا وہ لعل
فدیے کے واسطے کوئی کرتا ہے یوں ملال
بیٹا میں اُس گھڑی بھی رہوں گی شریک حال
غم ہر قدم اٹھا کے دل پاش پاش کے
ٹکڑے چنوں گی رن سے میں قاسم کی لاش کے

ہاں میرے لاڈلے میری زینبؑ سے ہوشیار
بے پردہ ہو نہ جائے کہیں میری پردہ دار
محمل کے ساتھ ساتھ ہو عباسؑ ذی وقار
تاکید ہو یہ اکبرؑ مہہ رو کو بار بار
آمادہ ہر قدم پہ رہے پیشوائی کو
تکلیف ہو نہ راہ میں زہراؑ کی جائی کو

جا مرقد رسولؐ پہ اب میرے لالہ فام
لازم ہے نانا جان کو بھی آخری سلام
دینا مری طرف سے یہ حسرت بھرا پیام
ممکن نہیں مدینے میں زہراؑ کرے قیام
تم بھی لہو میں اپنا چمن دیکھنے چلو
زینبؑ کے بازوؤں میں رسن دیکھنے چلو

☆☆☆☆☆

گھر فاطمہ زہراؑ کا عجب شان کا گھر ہے

مولانا حسن امداد

گھر فاطمہ زہراؑ کا عجب شان کا گھر ہے
یہ وحی کی منزل ہے یہ قرآن کا گھر ہے
اسلام کے ماحول میں ایمان کا گھر ہے
مومن کی منافق کی یہ پہچان کا گھر ہے
کچھ لوگ مرے جاتے ہیں اس رنج ومحن میں
اس گھر کا جو دروازہ ہے مسجد کے صحن میں

اللہ نے اس گھر کو نبوّت سے نوازا
دنیا میں اسے دین شریعت سے نوازا
عصمت سے امامت سے ولایت سے نوازا
ہر فرد کو قرآن کی آیت سے نوازا
سانچے میں مشیّت کے یہ افراد ڈھلے ہیں
سب چادر تطہیر کے سائے میں پلے ہیں

یہ عزم کے فولاد اسی گھر میں ملیں گے
یہ نور کے اجساد اسی گھر میں ملیں گے
جبرائیل کے استاد اسی گھر میں ملیں گے
اس سطح کے افراد اسی گھر میں ملیں گے
مخلوق کی بس آخری سرحد نظر آیا
جس فرد کو دیکھا وہ محمدؐ نظر آیا

اصحاب مکرّم ہیں مگر اپنی جگہ پر
غیر اپنی جگہ لختِ جگر اپنی جگہ پر
خار اپنی جگہ غنچۂ تر اپنی جگہ پر
سنگ اپنی جگہ لعل و گہر اپنی جگہ پر
پہلو میں جو بیٹھا ہوا اسے دل نہیں کہتے
رہرو کو کبھی رہبر منزل نہیں کہتے

ممکن نہیں اُمت کا قیاس آلِ نبی پر
یہ لوگ الگ لوگ ہیں یہ گھر ہے الگ گھر
اس گھر کے تو بچّے بھی بدل دیتے ہیں اکثر
انسانوں کی تقدیر فرشتوں کا مقدر
راہب کو کئی لال اسی گھر سے ملے ہیں
فطرس کو پَر و بال اسی گھر سے ملے ہیں

☆☆☆☆☆

اس جواں کی مگر بات ہی اور ہے

مولانا حسن امداد

اس جواں کی مگر بات ہی اور ہے

نازہر ودو جہاں شہہ کے لشکر میں ہیں
سارے شیر ژیاں شہہ کے لشکر میں ہیں
کتنے ابرو کماں شہہ کے لشکر میں ہیں
کیسے کیسے جواں شہہ کے لشکر میں ہیں
اس جواں کی مگر بات ہی اور ہے

کس نے شہہ سے بلاؤں کو ٹالا نہیں
خود کو دشمن کی فوجوں میں ڈالا نہیں
کون ہے جو کہ گھر کا اجالا نہیں
کون ہے جس کو زینب نے پالا نہیں
اس جواں کی مگر بات ہی اور ہے

کون ہے جان کو جس نے وارا نہیں
کون ہے جو کہ آنکھوں کا تارا نہیں
کون ہے جو شہہ دیں کا پیارا نہیں
کس نے گھوڑے سے گر کر پکارا نہیں
اس جواں کی مگر بات ہی اور ہے

کھا کے تیغیں گرے ان میں کیا کیا حسینؑ
لاش پہ جن کی تنہا گئے شاہ دیں
کانپ اٹھا فلک اور لرزی زمیں
بیبیاں پھر بھی خیمے سے نکلیں نہیں
اس جواں کی مگر بات ہی اور ہے

کس نے زخم سناں دل پہ کھایا نہیں
کسی نے سینے کو چھلنی بنایا نہیں
کسی کے لاشہ کو شہہ نے اٹھایا نہیں
ہاتھ لیکن بہن نے بٹایا نہیں
اس جواں کی مگر بات ہی اور ہے

رن میں ہر ایک ایسا تھا شیریں زباں
جس کے لہجے پہ داؤد بھی دیدیں جان
ان میں جس کو بھی کہتے شہہ انس وجان
صبح عاشور وہ بڑھ کے دیتا اذان
اس جواں کی مگر بات ہی اور ہے

☆☆☆☆☆

رہ گیا خود پسرِ ساقئ کوثر پیاسا!

محشرؔ لکھنوی

رہ گیا خود پسرِ ساقئ کوثر پیاسا!
دے دیا خون کہ تھا ظلم کا خنجر پیاسا
کہہ دو فوجوں سے کہ ہٹ جائیں ابھی دریا سے
آرہا ہے پسر فاتح خیبر پیاسا
حکم معبود سے پانی کے ابلتے چشمے
مار دیتا جو زمیں پر کہیں ٹھوکر پیاسا
حیف صد حیف! کہ ہوں دشت میں کانٹیں سیراب
اور گل زارِ پیمبر کا گلِ تر پیاسا

ہائے گرمی میں لب نہر یہ بچوں پہ ستم
تشنہ لب بالی سکینہؑ، علی اصغرؑ پیاسا

رن میں بچے کو نہ لے جائیں امامِ کونین
خون بے شیر کا ہے تیر ستمگر پیاسا

تھام لی شہہ نے کمر اور ردا زینبؑ نے
جب گرا رن میں علم دار تڑپ کر پیاسا

تیرے ہوتے ہوئے افسوس ہے اے نہر فرات
کیوں رہا فاطمہؑ زہرا کا بھرا گھر پیاسا

تشنہ لب ہے تہ شمشیر حسینؑ مظلوم
جاں بہ لب عابدؑ مضطر سرِ بستر پیاسا

ذکر جب پیاس کا محشؔر کہیں آجاتا ہے
یاد آتا ہے مجھے جاں پیمبر پیاسا

قلب انساں پہ غم شہہ کا اثر ہے کہ نہیں

محشر لکھنوی

قلب انساں پہ غم شہہ کا اثر ہے کہ نہیں
آنکھ پیاسوں کے لیے آج بھی تر ہے کہ نہیں

سر کو خم کر کے بتا حر تجھے خالق کی قسم
باب فردوس بریں شاہ کا در ہے کہ نہیں

جس کو شبیرؑ نے سینچا تھا لہو سے اپنے
آج سرسبز وہ ایمان کا شجر ہے کہ نہیں

ضو فشاں عالم ایثار ووفا پر اب تک
خاندان بنی ہاشم کا قمر ہے کہ نہیں

سن کے ذکر غم شبیرؑ نہ رونے والے
تیرے سینے میں یہ پتھر کا جگر ہے کہ نہیں

شاہ کو تیر ستمگر سے بچانے کے لیے
گردنِ اصغرؑ بے شیر سپر ہے کہ نہیں

رن کو اکبرؑ جو چلے رو کے یہ لیلیٰ نے کہا
میرے ارمانوں کی کچھ تم کو خبر ہے کہ نہیں

دیکھ کر چاند سے اصغرؑ کو یہ کہتی تھی رباب
اے فلک میرا پسر رشک قمر ہے کہ نہیں

کھینچ کر سینہ اکبرؑ سے سناں شہہ نے کہا
بیٹا بتلاؤ کہ اب درد جگر ہے کہ نہیں
ڈال دو اپنے علم ہی کو پھریرا عباسؑ
دیکھو بازار میں زینبؑ کھلے سر ہے کہ نہیں
دامن فاطمہ زہرا میں مرا ہر آنسو
حاصل خلد بریں لال و گہر ہے کہ نہیں
قاسمؑ واکبرؑ و عباسؑ نہ اصغرؑ ہی ہے
آج شبیرؑ کا اجڑا ہوا در ہے کہ نہیں
پوچھا رہوار سے روکر یہ سکینہؑ نے بتا
خیریت سے مرا مظلوم پدر ہے کہ نہیں
عمر بھر بانوئے مضطر کو یہ بے چینی تھی
چین سے زیرِ زمین میرا پسر ہے کہ نہیں
اتنی عزت جو ملی تجھ کو جہاں میں محشر
تیرے اشعار پہ مولا کی نظر ہے کہ نہیں

☆☆☆☆☆

ہم زندہ ہیں ماتمِ شبیرؑ کے لئے

محبّ فاضلی

دورِ اُمیہّ میں یہ کس کا خون تھا جو کہ بہتا تھا
اہلِ وفا کو اہلِ عزاء کو دیواروں میں چنا گیا
پھر بھی ایک صدائے پیہم آتی تھی دیواروں سے
ہم زندہ ہیں ماتم شبیرؑ کے لئے

ہر جابر سے ہر ظالم سے ہم تھے جو ٹکراتے تھے
اس ماتم کی خاطر ہم نے گھر کے گھر قرباں کیے
غالب آخر حق آیا باطل نے گھٹنے ٹیک دیئے
ہم زندہ ہیں ماتم شبیرؑ کے لئے

طوفانوں کی زد پہ ہمیشہ ہم نے دیئے جلائے ہیں
کتنے، ضدی، سرکش، حاسد ہم کو مٹانے آئے ہیں
دیوانوں کے خواب اُدھورے اب تک پورے نہ ہو سکے
ہم زندہ ہیں ماتم شبیرؑ کے لئے

جس کے در کا کھاتے ہیں ہم اُس کے ہی گن گاتے ہیں
اس در پر سب کچھ ملتا ہے دنیا کو سمجھاتے ہیں
جس کے ماتم دار ہیں ہم سب وہ اپنا رکھوالا ہے
ہم زندہ ہیں ماتم شبیرؑ کے لئے
اہل بیتؑ کے در کو چھوڑیں، اپنا یہ کردار نہیں
ہر انساں کو رہبر کہہ دیں یہ اپنے اطوار نہیں
کل بھی جو اپنا مولا تھا، آج بھی اپنا مولا ہے
ہم زندہ ہیں ماتم شبیرؑ کے لئے
کچھ دیوانے ہیں ایسے بھی، کرب وبلا کو بھول گئے
اللہ ، اللہ یاد رکھا اور آل عباؑ کو بھول گئے
راہِ وفا سے ہٹنے والوں تم کو کون یہ سمجھائے
ہم زندہ ہیں ماتم شبیرؑ کے لئے
سر دے کر گھر بار لٹا کر ہم نے یہ غم پایا ہے
اس کی خاطر جانے کتنا اپنا خون بہایا ہے
جو خون سرِ تاریخ بہا اُس خون کے قطرے بول اٹھے
ہم زندہ ہیں ماتم شبیرؑ کے لئے
جذبۂ میثمؑ لے کر ہم نے نفرت کا رخ موڑ دیا
ظلم وستم کی زنجیروں کو اپنے عمل سے توڑ دیا
نام ونشاں تک مٹ جاتے ہیں ہم کو مٹانے والوں کے
ہم زندہ ہیں ماتم شبیرؑ کے لئے
اپنے لہو سے سچائی کی ہم نے ہے تاریخ لکھی
ہر اک دور کے انسانوں کو ہم نے دی آواز یہی
تابہ ابد ہم زندہ رہیں گے دنیا یہ پیغام سنے
ہم زندہ ہیں ماتم شبیرؑ کے لیے

قید سے چھٹ کر سوئے وطن جب بنت زہراؑ جائے گی
اہل وطن کو جاکر زینبؑ یہ پیغام سنائیگی
شبیرؑ وعباسؑ اے لوگو کرب وبلا میں قتل ہوئے
ہم زندہ ہیں ماتم شبیرؑ کے لیے

جینے کی خواہش بھی نہیں ہے غم سے کلیجہ پھٹتا ہے
پُرسہ دیگی بھائی کا ماں کو زینبؑ جب تک زندہ ہے
ہم زندہ ہیں ماتم شبیرؑ کے لئے

نوحہ گروں اور سینہ زنوں کو زینبؑ دیتی ہے یہ دُعا
گھر نہ اُجڑے ہائے کسی کا جیسا میرا گھر اُجڑا
بس اک ارماں ہے زینبؑ کا قائم یہ غم سدا رہے
ہم زندہ ہیں ماتم شبیرؑ کے لیے

☆☆☆☆☆

لمحہ لمحہ، علیؑ علیؑ کیجیے

محبّ فاضلی

ذکرِ حیدر بڑی عبادت ہے
فرض ہم پر نبیؐ کی سنّت ہے
لمحہ لمحہ، علیؑ علیؑ کیجیے

ہم مودّت کا نور رکھتے ہیں
زندگی کا شعور رکھتے ہیں
آگہی کی زکوٰۃ لیتے ہیں
ہر نجاست کو دور رکھتے ہیں
بغض حیدرؑ بڑی نجاست ہے
لمحہ لمحہ، علیؑ علیؑ کیجیے

جب شجاعت کی بات ہوتی ہے
صرف حیدرؑ کا نام آتا ہے
ہم تو کیا ہیں نبیؐ کی مشکل میں
کل کا مولا ہی کام آتا ہے
ہر نبیؐ کی علیؑ ضرورت ہے
لمحہ لمحہ، علیؑ علیؑ کیجئے

ان کی مدح سرائی مشکل ہے
ان کے در کی گدائی مشکل ہے
عشق کے سلمان کی حدیں کیا ہیں
ان حدوں تک رسائی مشکل ہے
ذکر یہ باعث شفاعت ہے
لمحہ لمحہ، علیؑ علیؑ کیجئے

آل احمدؐ کو جو بشر سمجھے
ایسے لوگوں کا اعتبار نہیں
ذکر آلِ نبیؐ کے سودائی
آلِ احمدؐ کے غمگسار نہیں
ان کا ایمان مال و دولت ہے
لمحہ لمحہ، علیؑ علیؑ کیجئے

دین اسلام کی جو عظمت ہے
اس کا جاہ و حشم ابو طالبؑ
شعب میں مصطفٰےؐ پر رکھتے تھے
دست لطف و کرم ابو طالبؑ
ان کا گھر محسنِ رسالت ہے
لمحہ لمحہ، علیؑ علیؑ کیجئے

بغض حیدرؑ ہے موت کی پت جھڑ
عشق حیدرؑ حیات کا موسم
اشک غم میں شعور کا ساون
اور محرم نجات کا موسم
یہ محرم بقائے ملت ہے
لمحہ لمحہ، علیؑ علیؑ کیجئے

حشر کے روز یہ کہیں گے نبیؐ
ان محبوں کا احترام کرو
پُرسہ دار حسینؑ آتے ہیں
اے فرشتو اٹھو سلام کرو
ان کی ضامن ہماری عترت ہے
لمحہ لمحہ، علیؑ علیؑ کیجئے

اے محبؔ اہل دل سے یہ کہیئے
اشک غم معتبر حوالہ ہے
اے رفیقو نگاہ زہراؑ میں
سینہ زن کا مقام اعلیٰ ہے
کربلا مرکز ہدایت ہے
لمحہ لمحہ، علیؑ علیؑ کیجئے

☆☆☆☆☆

کربلا والوں نے رکھ لی انبیاءؑ کی آبرو

محبؔ فاضلی

کر بلا والوں نے رکھ لی انبیاءؑ کی آبرو
بہہ گیا کرب و بلا کی خاک پر جن کا لہو

لاش اکبرؑ پہ غریب کربلا کا بین ہے
ظالموں یہ نوجوان زینبؑ کے دل کا چین ہے
سیّد لولاک کی تصویر ہے یہ ہُو بہُو
کر بلا والوں نے رکھ لی انبیاؑء کی آبرو

کہنا قاصد جا کے صغریٰ سے مدینے میں یہی
لوٹ کر پردیس سے اکبرؑ نہ آئے گا کبھی
بھائی کو دولہا بنانے کی جسے تھی آرزو
کر بلا والوں نے رکھ لی انبیاؑء کی آبرو

ایک دکھیا ماں کی رن سے آ رہی تھی یہ صدا
شاہ کی سوکھے گلے پہ کند خنجر مت چلا
مار کر اس بے وطن کو کیا ملے گا اے عدو
کر بلا والوں نے رکھ لی انبیاؑء کی آبرو

ذکر تیری پیاس کا شبیرؑ آخر کیوں نہ ہو
تیر کھا کے تیرے اصغرؑ نے بچایا دین کو
تیرے نمازی کی وفا کا تذکرہ ہے چار سُو
کر بلا والوں نے رکھ لی انبیاؑء کی آبرو

چودہ۱۴ صدیوں سے دلوں پر حکمرانی ہے تیری
تیری جرأت نے عطا کی دین حق کو زندگی
ہاتھ پھیلائے کھڑا ہے حق بھی تیرے رو برو
کر بلا والوں نے رکھ لی انبیاؑء کی آبرو

چند لمحوں کے سفر کا نام ہے یہ زندگی
اصل میں اجرِ رسالت ہے محبّ سینہ زنی
کیجئے مولا ہمیں راہ عزا میں سر خرو
کر بلا والوں نے رکھ لی انبیاؑء کی آبرو

زخموں سے بدن چور ہے تنہا ہی کھڑا ہے

محبؔ فاضلی

زخموں سے بدن چور ہے تنہا ہی کھڑا ہے
شبیرؑ پہ غربت میں عجب وقت پڑا ہے
نرغے میں لعینوں کے نواسہ ہے نبیؐ کا
کیا اجر رسالتؐ کا پیمبرؐ کو ملا ہے
پانی کے عوض تیروں کی برسات ہوئی ہے
اب چاک گریبان پیمبرؐ نے کیا ہے
شبیرؑ کی نصرت کے لیے کوئی نہیں ہے
کیسا یہ ستم آل پیمبر پہ ہوا ہے
اسلام کے سینے میں اُتر جاتی وہ برچھی
اکبرؑ نے کلیجے پہ جسے روک لیا ہے
شبیرؑ کی ڈھارس ہے یہ ہم شکل پیمبرؐ
تپتے ہوئے صحرا میں جو دم توڑ رہا ہے
مقتل سے علم لائے ہیں شبیرؑ اکیلے!!
زینبؑ کو یقین شام میں جانے کا ہوا ہے
جو آس تھی بچوں کی وہ اب ٹوٹ چکی ہے
آیا ہے علم خیموں میں کہرام بپا ہے
روتی ہے فضا دیکھ کر غربت کا یہ منظر
اصغرؑ کا لہو شاہ نے چہرے پہ ملا ہے
شبیرؑ کا ماتم ہے محبؔ رک نہیں سکتا
زینبؑ کا یہ ارمان ہے زہراؑ کی دعا ہے

تپتی ہوئی ریتی پر شبیرؑ کا لاشہ ہے

محبؔ فاضلی

تپتی ہوئی ریتی پر شبیرؑ کا لاشہ ہے
لپٹی ہوئی لاشے سے معصوم سکینہؑ ہے

اے بھائی کہاں ڈھونڈوں میں بالی سکینہؑ کو
خونخوار بیاباں میں ہر سمت اندھیرا ہے

اُس رات یتیموں کی زینبؑ ہی محافظ ہے
اک ہاتھ میں زینبؑ کے ٹوٹا ہوا نیزہ ہے

رخسار بھی نیلے ہیں معصوم سکینہؑ کے
سہمی ہوئی بچی کو یہ کس نے رلایا ہے

جب شمر نے بچی کے کانوں، سے گہر چھینے
معصوم سکینہؑ نے غازیؑ کو پکارا ہے

یہ دن بھی دکھایا ہے شبیرؑ کو غربت نے
لپٹا ہوا برچھی میں اکبرؑ کا کلیجہ ہے

آغوش کے پالوں کا پاکیزہ لہو دے کر
اسلام کے گلشن کو شبیرؑ نے سینچا ہے

بے چین رہے اکبرؑ عاشور کو مقتل میں
بے تاب مدینہ کی ویرانی میں صغریٰ ہے

رخ کر کے مدینے کا روئے ہیں بہت عابدؑ
عابدؑ سے کسی نے جب کچھ راہ میں پوچھا ہے

کونین کی شہزادی بے مقنع و چادر ہے
کیا وقت مرے بھیا زینبؑ پہ یہ آیا ہے

پوچھو اے محبؔ جا کر یہ بات مسلماں سے
زہرہؑ کے بھرے گھر کو یہ کس نے اجاڑا ہے

اونچا رہے گا، حضرت عباسؑ کا علم

محبؔ فاضلی

اونچا رہے گا حضرت عباسؑ کا علم
میراث ہے علیؑ کی محمدؐ کا یہ حشم
سادات کا وقار ہے اسلام کا بھرم
دست کرم کے واسطے ہے منبع کرم
ظلمت کی آندھیوں سے یہ پرچم ہوا زخم
آل نبیؐ کی عزت و توقیر کی قسم
اونچا رہے گا، حضرت عباسؑ کا علم

راہ وفا پہ اہل مودت کا پاسباں
دوش ہوا پہ حق کا پھریرا رواں دواں
تحریر ہے پھریرے پر جرات کی داستاں
پنجے سے پنجتنؑ کی تجلی ہے ضوفشاں
تاریخ اس علم کی لہو سے ہوئی رقم
اونچا رہے گا، حضرت عباسؑ کا علم

ظاہر اسی علم سے علی کا جلال ہے
مظہر عجائبات کا حق کا جمال ہے
ٹوٹے دلوں کا آسرا ایماں کی ڈھال ہے
غازیؑ کے اِس علم کو جھکانا محال ہے
پرچم ہے یہ حسینؑ کا ہوگا کبھی نہ خم
اونچا رہے گا، حضرت عباسؑ کا علم

ہے یہ علم وقارِ شہنشاہ مشرقین
ہے یہ علم قرار و سکون دِل حسینؑ
باقی ہے اس علم سے شہادت کی زیب و زین
ملتا ہے اِس کے سائے میں اہل عزا کو چین
لے کر علیؑ کا نام بڑھاتے رہو قدم
اونچا رہے گا، حضرت عباسؑ کا علم

ایمان کے وجود میں قوت اسی سے ہے
دین خدا کا رعب و جلالت اسی سے ہے
اسلام کے بدن میں حرارت اسی سے ہے
پھر یہ کہ آبروئے شریعت اسی سے ہے
بغض و حسد سے اس کی جلالت ہوئی نہ کم
اونچا رہے گا، حضرت عباسؑ کا علم

پُرخار راستوں پہ بھی رکتے قدم نہیں
سینہ زنی یہ مجلسیں جنت سے کم نہیں
روکے ہمیں سپاہ یزیدی میں دم نہیں
ہم سے ہے یہ زمانہ زمانے سے ہم نہیں
یوں ہی غم حسینؑ مناتے رہیں گے ہم
اونچا رہے گا، حضرت عباسؑ کا علم

☆☆☆☆☆

زندگی آلِ محمدؐ سے وفاداری ہے

محبّ فاضلی

زندگی آلِ محمدؐ سے وفاداری ہے
چودہ (۱۴) صدیوں سے عقیدہ کا سفر جاری ہے
ہم کو تسلیم نمازوں کی فضیلت لیکن
بنت زہراؑ کی تمنا یہ عزاداری ہے
حرملہ تیر چلا کر بھی نہ بچ پائے گا
یہ تبسم کی جو ضربت ہے بڑی کاری ہے
کون تھا حق پہ تجھے کہنا پڑے گا آخر
خاموشی اصل میں ظالم کی طرف داری ہے
چھینی جائے گی ردا اب میری بولی زینبؑ
رن کو جانے کی جو عباسؑ کی تیاری ہے
کربلا میں ہوئے شبیرؑ پہ وہ ظلم و ستم
کربلا پر وہ فضا آج تلک طاری ہے
پابہٗ زنجیر بھتیجے کو سنبھا لوں کیسے
ہے سفر شام کا اور حالات بیماری ہے
خاکِ مقتل پہ سبھی پیر و جواں سوتے ہیں
ہائے سجادؑ ہے اور قافلہ سالاری ہے
مسکراتے ہوئے بے شیر چلے ہیں رن کو
یہ تبسّم کی جو ضربت ہے بڑی کاری ہے
یادِ شبیرؑ مودّت کی کسوٹی ہے محبؔ
ذکرِ شبیرؑ سے ایمان کی بیداری ہے

بعد عاشورہ یہ زینبؑ کی فغاں تھی، یا حسینؑ!

محبّ فاضلی

بعد عاشورہ یہ زینبؑ کی فغاں تھی، یا حسینؑ!
بے خطا مارا گیا ہے فاطمہؑ کے دل کا چین
یا حسینؑ! یا حسینؑ! یا حسینؑ! یا حسینؑ!

ہر طرف لاشے پڑے ہیں کربلا کی خاک پر
ایک ہی دن میں اے نانا لٹ گیا ہے میرا گھر
قتل پیاسا ہوگیا ہے مصطفٰے کا نورِ عین
یاحسینؑ! یاحسینؑ! یاحسینؑ! یاحسینؑ!

ہائے اماں کی کمائی کربلا میں لٹ گئی
کربلا کے دشت میں بھائی سے دکھیا چھٹ گئی
رات بھر زینبؑ کا بن میں تھا یہ نوحہ اور یہ بین
یاحسینؑ! یاحسینؑ! یاحسینؑ! یاحسینؑ!

اکبرؑ و عباسؑ و قاسمؑ سب کے سب مارے گئے
نرغۂ اعدا میں بھیا آج دکھیا کیا کرے
دیکھ کر اجڑے گھروں کو پاؤں گی کیونکر میں چین
یاحسینؑ! یاحسینؑ! یاحسینؑ! یاحسینؑ!

بے کفن لاشہ پڑا ہے رن میں میرے بھائی کا
صبح تک آباد تھا جو وہ بھرا گھر لٹ گیا
لاشۂ شبیرؑ پر زینبؑ کا تھا یہ شورِ شین
یاحسینؑ! یاحسینؑ! یاحسینؑ! یاحسینؑ!

ناز بردارِ رسالتؐ تھا جو اب ہے بے کفن
کیا غریبی ہے کہ جس کی لاش ہے مجروح تن
اسکا سرتن سے جدا ہے تھا، جوحق کی زیب وزین
یاحسینؑ ! یاحسینؑ ! یاحسینؑ ! یاحسینؑ !

تیری جرأت نے بچایا مصطفےٰؐ کے نام کو
تو نے دی ہے زندگی دم توڑتے اسلام کو
ناز ہے انسانیت کو تجھ پہ شاہِ مشرقین
یاحسینؑ ! یاحسینؑ ! یاحسینؑ ! یاحسینؑ !

ہر گھڑی کرتے رہو آلِ نبیؐ کا تذکرہ
جتنے نوحے اے محبؔ لکھے ہیں تم نے باخدا
بنت زہراؑ اور شہید کربلا کی ہے یہ دین
یاحسینؑ ! یاحسینؑ ! یاحسینؑ ! یاحسینؑ !

☆☆☆☆☆

پر ہول رات اہل حرم اور وہ کربلا

محبؔ فاضلی

پر ہول رات اہل حرم اور وہ کربلا
وہ کربلا کہ شعلہ بہ کف جس میں شمر ملعون تھا
وہ شمر ملعون جس نے بچی کا دامن جلادیا
دامن جلا تو غیب سے آنے لگی صدا
مارا ہے ظالموں نے مرے نور عین کو
پالا تھا چکی پیس کے میں نے حسینؑ کو

سادات پر ستم یہ ہوا وا مصیبتا
رن میں شہید ہوگئے سلطان کربلا
خنجر عدد کا شاہ کی گردن پہ چل گیا
مقتل سے ایک بی بی کی آتی تھی یہ صدا

زہراؑ کے نورعین کی گردن اتار کے
کیا مل گیا تجھے میرے بیٹے کو مار کے

اصغرؑ کا کیا قصور اے حُرملا بتا
پیاسے کو ایک گھونٹ بھی پانی نہ مل سکا
ظلم و ستم کی ہوگئی مقتل میں انتہا
شامِ غریباں آگئی زہراؑ کا گھر لٹا

کرب و بلا میں آج قیامت کی رات ہے
بنت علیؑ پہ سخت مصیبت کی رات ہے

خیموں میں شورشین تھا فضہ تھی نوحہ گر
رن میں شہید ہوگئے مولائے بحر و بر
کیا وقت آگیا ہے محمدؐ کی آل پر
کہتی تھیں بار بار یہ زینبؑ بچشم تر

جو ساری زندگی کی کمائی تھی لٹ گئی
کیسی یہ رات آئی کہ بھائی سے چھٹ گئی

وہ رات وہ اندھیرا وہ زہراؑ کی بیٹیاں
جلتے ہوئے خیام سے اٹھتا ہوا دھواں
بے ہوش ایک خیمے میں بیمار ناتواں
مقتل میں گونجتی رہیں زہراؑ کی سسکیاں

جھولا جلا کے خاک کیا تشنہ کام کا
چھینا گیا ہے پشت سے بستر امام کا

ظالم نبیؐ کی آل کو پہنچا نہ یوں گزند
یہ تشنہ لب نبیؐ کا ہے فرزند ارجمند
ظلم و ستم پہ کیوں ہے ستمگار کار بند
سنگیں دِلاں کہ سبط نبیؐ رابہ کیں کشند
یہ وقت آگیا ہے محمدؐ کے دین پر
بیٹے کی لاش رن میں پڑی ہے زمین پر
یہ مجلس حسینؑ دعا ہے بتولؑ کی
بنیاد اس کی زینبؑ دلگیر نے رکھی
یہ اشک غم ہیں شمع مودت کی روشنی
دست طلب اٹھا کے محبؔ کر دعا یہی
غم کا چراغ قلب و نظر میں جلا رہے
تا زندگی حسینؑ کا ماتم بپا رہے

☆☆☆☆☆

جب ادا خنجر تلے شبیرؑ کا سجدہ ہوا

محبؔ فاضلی

جب ادا خنجر تلے شبیرؑ کا سجدہ ہوا
کربلا کا دشت اہل ظرف کا کعبہ ہوا
مصطفیٰؐ کے بعد حق فاطمہؑ چھینا گیا
مال و دولت کے لیے اسلام کا سودا ہوا
ہم غلامانِ علیؑ کثرت سے گھبراتے نہیں
ہے ہمارے قلب پر نادِ علیؑ لکھا ہوا

کفر پروردہ ہوا اور بغض کے طوفان سے
بجھ نہیں سکتا یہ اشکوں کا دیا جلتا ہوا

صرف ماتم کی صدا اور مجلس شبیرؑ سے
دشمنِ آل نبیؐ ہے آج تک سہما ہوا

تشنگانِ حق کو طوفانوں سے اب خطرہ نہیں
علقمہ کی نہر پہ عباسؑ کا قبضہ ہوا

کربلا انسانیت کے خواب کی تعبیر ہے
کربلا والوں کے غم سے دین حق زندہ ہوا

اور کتنے غم اٹھانے ہیں ابھی شبیرؑ کو
لاشۂ قاسمؑ ہے رن میں خاک پہ بکھرا ہوا

انتہائے ظلم ہے یہ کربلا کے دشت میں
باپ نے دیکھا ہے بیٹوں کا لہو بہتا ہوا

خوف کر اے شمر زینبؑ دیکھ کر مرجائے گی
کند خنجر گردن شبیرؑ پر چلتا ہوا

اُن بندھے ہاتھوں پہ ہوں شام وسحر لاکھوں سلام
چاک جن ہاتھوں سے کفر و شرک کا پردہ ہوا

اے محبؔ خون جگر اشکوں میں ڈھل جانے کے بعد
یاد پیاسوں کو کیا جس وقت یہ نوحہ ہوا

☆☆☆☆☆

روک سکتے نہیں شعلے بھی عزاداروں کو

محبّ فاضلی

روک سکتے نہیں شعلے بھی عزاداروں کو
اپنے تلووَں سے بجھا دیتے ہیں انگاروں کو

کم نسب صاحب کردار نہیں ہوسکتا!
یاد کرتے ہیں وفادار وفاداروں کو

دشمنی کرکے شہہ دین سے لعنت کے سوا
کیا ملاتخت و حکومت کے طرف داروں کو

ہم منافق کو، منافق ہی کہا کرتے ہیں
تم نے لکھا ہے مسلمان، ریا کاروں کو

خود نہیں جھکتا زمانے کو جھکاتا ہے حسینؑ
کون سمجھائے یہ بیعت کے طلب گاروں کو

بخشے جانے کے لیے شہہؑ کی نظر کافی ہے
خلد مل جاتی ہے حرؑ جیسے گنہگاروں کو

مکتب عشق سے بہلولؒ کی آتی ہے صدا
خلد ملتی ہے مودّت کے خریداروں کو

بے کفن لاشۂ شبیرؑ کو زینبؑ روئیں
روئے سجادؑ بہت شام کے بازاروں کو

غم شبیرؑ محبّ سب سے بڑی دولت ہے
اور کیا چاہیئے اس در سے عزاداروں کو

☆☆☆☆☆

دبدبہ کس کا، حشم کس کا، علم کس کا

محبؔ فاضلی

دبدبہ کس کا حشم کس کا، علم کس کا
میرے غازی کے مقابلِ ہو یہ دم کس کا ہے
دیکھنا تو سہی اے دِل یہ پیمبرؐ تو نہیں
سردرِ فاطمہؑ زہرا پہ یہ خم کس کا ہے
حُر نے اک پل میں شفاعت کی سند پائی ہے
شب عاشور یہ انداز قدم کس کا ہے

آگ یہ کس نے لگائی ہے درِ زہراؑ پر
تو ہی تاریخ بتا دے یہ ستم کس کا ہے
لوگ یہ کہتے ہیں فدک حق ہے نبیؐ زادی کا
ہم یہ کہتے ہیں عرب اور عجم کس کا ہے
حق کو زندہ کیا اولادِ ابو طالبؑ نے
ورنہ تاریخ شجاعت میں بھرم کس کا ہے
سنت احمد مختار ہے شبیرؑ کا غم!
اس حوالے سے ذرا سوچ یہ غم کس کا ہے
یہ جہاں والے جسے مُہر نبوّت سمجھے
دوشِ احمدؐ پہ محبؔ نقش قدم کس کا ہے

☆☆☆☆☆

عزت خدا کے دین، کی بچالی حسینؑ نے

محبؔ فاضلی

عزت خدا کے دین، کی بچالی حسینؑ نے
نانا تمہاری بات نبھالی حسینؑ نے

اب کون ہے جو خیموں میں جا کر خبر کرے
اصغرؑ کی قبر رن میں، بنالی حسینؑ نے

آنکھوں پہ پٹّی آپ نے باندھی تھی اے خلیلؑ
کڑیل جواں کی لاش اٹھالی حسینؑ نے

شبیرؑ رو پڑے تھے کمر اپنی تھام کر
دیکھا جو گھر بتولؑ کا خالی حسینؑ نے

کرب و بلا میں اپنا بھرا گھر لٹا دیا
لیکن نبیؐ کی بات نہ ٹالی حسینؑ نے

سچ تو یہ ہے کہ حرمت اِسلام کے لیے
شریعت کی باگ ڈور سنبھالی حسینؑ نے

دین خدا محبؔ جو اندھیروں میں گھر گیا
شمع حسینیت کی جلالی حسینؑ نے

☆☆☆☆☆

پتھر ہے آنکھ جس میں کہ اشک عزا نہیں

محبؔ فاضلی

پتھر ہے آنکھ جس میں کہ اشک عزا نہیں
وہ دل نہیں کہ جس میں علیؑ کی ولا نہیں

بغض ابو ترابؑ میں رُسوائی کے سوا
یاران مصطفےٰؐ کو تو کچھ بھی ملا نہیں

دِل کا لہو اگر نہ ہو شامل حروف میں
وہ شاعری حسینؑ کے در کی عطا نہیں

جس قلب میں مودّت آلِ عبا نہیں
سمجھو نبیؐ سے اس کا کوئی واسطہ نہیں

بس اُس پہ زیب دیتی ہے دستارِ مصطفےٰؐ
جو سر یزیدیت کے مقابل جھکا نہیں

حُر کا جو ایک پل میں مقدر سنوار دے
ایسا سخی جہاں میں کوئی دوسرا نہیں

کرب و بلا کے معنی و مفہوم جب کھلے
حُر نے ضمیر و ظرف کا سودا کیا نہیں

کرب و بلا نجات بشر کی اکائی ہے
کرب و بلا کے بعد کوئی کر بلا نہیں

اے دل غم حسینؑ میں ایک اشک کے عیوض
گر خلد مل رہی ہے تو سودا برا نہیں

صدیوں سے جل رہا ہے چراغِ غم حسینؑ
اشکوں کا یہ چراغ ہوا سے بجھا نہیں

اسلام کے وقار پہ خنجر چلا تھا یہ
شبیرؑ کے گلے پہ یہ خنجر چلا نہیں
آؤ غمِ حسینؑ میں ماتم بپا کریں
یہ وہ نمازِ عشق ہے جس کی قضا نہیں
امت کو سیّدوں سے ملیں ساری نعمتیں
اصغرؑ کو ایک گھونٹ بھی پانی ملا نہیں
زینبؑ کھڑی ہیں ادھ جلے خیموں کے درمیاں
کیا وقت آ گیا ہے کہ سر پہ ردا نہیں
زینبؑ نے بے ردائی سے بازارِ شام تک
وہ کونسا ستم ہے جو دِل پر سہا نہیں
یارب ترے نبیؐ کی شریعت تو بچ گئی
آلِ نبیؐ کے گھر میں تو کچھ بھی بچا نہیں

تا زندگی محبؔ نے منافق سے جنگ کی
حالانکہ اس کے ہاتھ میں کوئی عصا نہیں

☆☆☆☆☆

جو دل میں اُلفتِ حیدرؑ نہیں ہے

وصی فیض آبادی

جو دل میں اُلفتِ حیدرؑ نہیں ہے — قسم حق کی کبھی حق پر نہیں ہے
وہ آنکھیں کیا جو ہوں اشکوں سے خالی — صدف کی قدر بے گوہر نہیں ہے

نہ رونے والے شہہ کی تشنگی پر — تری تقدیر میں کوثر نہیں ہے
غم شبیرؑ میں کیسے نہ روئیں! — ہمارا دل ہے دل پتھر نہیں ہے!

بہت ہے اپنے اشکوں پر بھروسہ — ہمیں اندیشۂ محشر نہیں ہے
یہ گردن کٹ رہی ہے دینِ حق کی! — گلوئے شاہ پر خنجر نہیں ہے!

چھدا ہے یہ گلا انسانیت کا — ہدف یہ گردن اصغرؑ نہیں ہے
لگائی ہے نبی کے دل پہ برچھی — یہ زخمی سینۂ اکبرؑ نہیں ہے

علیؑ بیٹے کی ہمت آ کے دیکھیں — پسر کی لاش ہے خیبر نہیں ہے
کھلے سر ہے محمدؐ کی نواسی — سرِ اسلام پر چادر نہیں ہے

وصؔی تم بھی مسافر ہو عدم کے
کسی کا اس جہاں گھر نہیں ہے

☆☆☆☆☆

غم نہ دینا کبھی یارب غمِ سرورؑ کے سوا

وصؔی فیض آبادی

غم نہ دینا کبھی یارب غمِ سرورؑ کے سوا
دل میں کوئی نہ رہے آلِ پیمبرؐ کے سوا

یا خدا حشر میں سر پر کوئی سایۂ نہ رہے
سایۂ پرچم عباسِ دلاور کے سوا

تیرے دربار میں آؤں تو حسینی بن کر
راہبر کوئی نہ ہو سبط پیمبرؐ کی سوا

ہم جئیں دہر میں زہراؑ کی تمنّا بن کر
مشغلہ کوئی نہ ہو ماتم سرورؑ کے سوا

واسطہ سجدۂ فرزند نبیؐ کا یارب
سر جھکائیں نہ کسی در پہ ترے در کے سوا

جب ضرورت ہوئی اسلام پہ جاں دینے کی
کام آیا نہ کوئی اور بہتر۷۲ کے سوا

آپڑی ہو کوئی مشکل تو پکاریں کس کو
کون ہے اپنا بھلا خواجۂ قنبر کے سوا

لڑنے پاتے کہیں عباسؑ تو پھر تیغ جری
روک سکتا کوئی جبریلؑ کے شہپر کے سوا

اہلِ اسلام کو دنیا میں عداوت کے لیے
اور کوئی نہ ملا آلِ پیمبرؐ کے سوا

اُٹھ کے دنیا سے غمِ شاہ میں رونے والے
دم نہیں لیتے کہیں دامن کوثر کے سوا

کشتیِ آلِ نبی گھر گئی طوفانوں میں
ناخدا کوئی نہیں عابدِ مضطر کے سوا
بے خطا قتل کیا جائے جنھیں کوئی نہیں
اہلِ اسلام میں بس آلِ پیمبرؐ کے سوا
اے وصیؔ بعد خدا اپنی جبیں کے قابل
در نہیں کوئی در آلِ پیمبرؐ کے سوا

☆☆☆☆☆

مقصدِ صلح حسنؑ تھا دین کی تعمیر تک

وصیؔ فیض آبادی

مقصد صلح حسنؑ تھا دین کی تعمیر تک
بات آپہونچی مگر قربانی شبیرؑ تک
کب ہوئی محدود قربانی جوان و پیر تک
پیش کردی شاہِ دیں نے گردن بے شیر تک
روشنی ایماں کی ہے داغ غم شبیرؑ تک
دستِ ظلمت کیا پہنچ سکتا ہے اس تنویر تک
چھدتے ہی گردن لبوں پر مسکراہٹ آ گئی
بے زبان اصغرؑ سمجھتے ہیں زبان تیر تک
صرف اشکوں تک نہیں محدود اپنے دل کی بات
شہہ کے غم کی دسترس ہے دامن تقدیر تک
پاس تھا شبیرؑ کا عباسؑ گھٹ گھٹ کر رہے
ساتھ جا جا کر پلٹ آتا رہا شمشیر تک

خاک سمجھیں گے حقیقت وہ غم شبیرؑ کی
دین ہے، محدود جن کا نعرۂ تکبیر تک
کیسی کیسی منزلیں جھیلیں علیؑ کی تیغ نے
بدر کے میدان سے لے کر تربت بے شیر تک
زیرِ خنجر کون یوں حق کی عبادت کرسکا
بندگی کی انتہا ہے سجدۂ شبیرؑ تک
کیوں نہ پہلے ہی الٰہی خشک ہوکر رہ گیا
ہاتھ جو پہونچا ردائے زینبؑ دل گیر تک
منتظر ماں اس طرف بیٹھی رہی جھولے کے پاس
اُس طرف شہہ نے بنادی تربت بے شیر تک
شام کی راہوں سے حالِ عابدؑ بیمار تک
خون روتی جارہی ہے پاؤں کو تڑپاتا رہا
کیسے آیا ہوگا ناروا گردنِ بے شیر تک
تشنگی تھی اس قدر بے آب ہوکر رہ گیا
جس طرف بھی دیکھئے تاریک ہیں دل اے وصیؔ
روشنی ملتی ہے ہے بس داغِ غم شبیرؑ تک

☆☆☆☆☆

کربلا منزل ارباب وفا آج بھی ہے

وصی فیض آبادی

کربلا منزلِ ارباب وفا آج بھی ہے
سجدۂ حق کے لیے قبلہ نما آج بھی ہے
بزمِ دنیا میں صداقت کی ضیا آج بھی ہے
اہلِ ایمان کے لیے فخر کی جا آج بھی ہے
اے زہے دین خدا، دین خدا آج بھی ہے

بات ناقص ہے اگر بات میں تاثیر نہ ہو
شمع بے فیض اگر شعلۂ تنویر نہ ہو
علم بے روح اگر جذبۂ تعمیر نہ ہو
دین بیکار جو دل میں غمِ شبیرؑ نہ ہو
اشک آئینہ ایمان کی جلا آج بھی ہے

زندگی حق کی فضاؤں میں گزارو تو کبھی
حسن کردار کے جذبات نکھارو تو کبھی
اپنی ہستی کو وفاؤں میں سنوارو تو کبھی
کہہ کے یا حضرت عباس پکارو تو کبھی
سورۂ فتح جبینوں پہ لکھا آج بھی ہے

کبھی سلمانؑ و بوذر کی طرف دیکھو تو
لو لگا کر درِ خیبر کی طرف دیکھو تو
اک ذرا دین کے لشکر کی طرف دیکھو تو
یا علیؑ کہہ کے پیمبرؐ کی طرح دیکھو تو
کل جو تھا عقدہ کشا، عقدہ کشا آج بھی ہے

یہ بہتر[۷۲] یہ ہزاروں سے نہ ڈرنے والے
راہِ دشوار سے بے خوف گزرنے والے
ڈوب کر خون کے دریا میں ابھرنے والے
واہ کیا بات ہے جیتے رہیں مرنے والے
موت اس شان کی پیغامِ بقا آج بھی ہے

صبح عاشور وہ پیاسوں کی عبادت کا سماں
ریگِ صحرا پہ تیمّم، دل فطرت لرزاں
وہ برستے ہوئے تیر اور وہ اہل ایماں
روحِ تکبیر وہ ہم شکل پیمبرؐ کی اذاں
وہی گونجی ہوئی اکبر کی اذاں آج بھی ہے

درسِ عبرت ہے زمانہ کے لیے کل جو ہوا
کلمہ گویوں نے محمدؐ کا بھرا گھر لوٹا
کیا مسلمان تھے مسلمانوں کو پانی نہ دیا
ہائے چھ ماہ کے بے شیر کو بھی قتل کیا
یاد دنیا کو وہ پیکانِ جفا آج بھی ہے

جب زمانہ کا ستم حد سے گزر جاتا ہے
دل غم سبطِ پیمبر میں سکوں پاتا ہے
وقت جب ظلم کی تاریخ کو دہراتا ہے
اپنا مظلوم ہر افسانے پہ یاد آتا ہے
ایک ہی غم ہے کہ ہر غم کی دوا آج بھی ہے

خنجر ظلم ہیں پھر صاحب ایماں کے لیے
پھر نئے بابِ ستم کھل گئے قرآں کے لیے
ہ زمین تنگ ہے پھر حق کے نگہباں کے لیے
کر بلا درسِ عمل پھر ہے مسلماں کے لیے
اک یہی منزلِ حق راہ نما آج بھی ہے

اہل اسلام سنبھل کر کبھی دیکھو تو سہی!
مثلِ حُر راہ بدل کر کبھی دیکھو تو سہی!
ابر ظلمت سے نکل کر کبھی دیکھو تو سہی!
راہِ شبیرؑ پہ چل کر کبھی دیکھو تو سہی!
موت کی گود میں جینے کا مزا آج بھی ہے

تشنہ لب نہر پہ ہے فاتح خیبر کا پسر
پیاسے بچوں کے تصوّر سے سُلگتا ہے جگر
مشک میں آب ہے آنکھوں میں چھلکتا کوثر
پیاس شدت کی حقارت کی نظر پانی پر
نقش ہر دل پہ وہ انداز وفا آج بھی ہے

چھ مہینہ کا وہ سن اور وہ بالغ نظری
حق پہ آنچ آئی تو جھولے میں بھی راحت نہ ملی
جانِ اسلام ہے اصغرؑ کے لہو کی سرخی
میرے ننھے سے مجاہد ترے ہونٹوں کی ہنسی
اہل باطل کے لیے تیر قضا آج بھی ہے

تو نے اسے اصغرؑ معصوم وہ دی قربانی
پیش ہوگی، نہ ہوئی ایسی کبھی قربانی
ہے یہی حق کے لیے سب سے بڑی قربانی
کتنی وزنی ہے یہ چھوٹی سی تری قربانی
عظمتِ دین خدا، خون تر آج بھی ہے

وہ سکینہؑ کہ قیامت کے ستم جس نے سہے
باپ سے چھٹ کے طمانچوں پہ طمانچے کھائے
ہائے لاشوں پر عزیزوں کے بھی جو رونہ سکے
اُف وہ مجبورِ ستم مر کے بھی جو قید رہے
آہ! اس کے لیے زندانِ بلا آج بھی ہے

اے وصیِ حق کے سوا غیر سے الفت نہ کرو
دل میں ایماں ہے تو باطل سے محبت نہ کرو
ہوں ستم لاکھ منافق کی اطاعت نہ کرو
سر بھی کٹ جائے تو بے دین کی بیعت نہ کرو
یہی پیغام شہہ کرب وبلا آج بھی ہے

☆☆☆☆☆

کہتی تھی یہ رو رو سکینہؑ میرے بابا عمو نہیں آئے

یاور اعظمی

کہتی تھی یہ رو رو سکینہؑ میرے بابا عمو نہیں آئے
میں کب سے کھڑی دیکھتی ہوں راستہ انکا عمو نہیں آئے
عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

اے کاش نہ میں بھیجتی ساحل پہ چچا کو
آمین کہیں ہاتھ اُٹھاتی ہوں دعا کو
گر خیر سے آجائیں چچا جان خدایا
عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے
کب مشک وعلم لے کے سوئے نہر گئے تھے
اور دے کے گئے تھے مجھے کیا کیا وہ دلاسے
سب بھول گئے نہر کا پایا جو کنارا
عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

کوزہ لئے ہاتھوں میں سر راہ کھڑی ہوں
ہے سوچنا دشوار مگر سوچ رہی ہوں
شاید انہیں مجھ سے ہے زیادہ کوئی پیارا
عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

کہتے تھے کہ دریا سے ابھی لاتا ہوں پانی
کچھ دیر جو ہوجائے تو رونا نہیں جانی
خیمہ سے ذرا دور ہے دریا کا کنارہ
عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

کوئی انہیں دے دے میرا پیغام زبانی
آجاؤ چچا اب میں نہیں مانگوں گی پانی
غم سے پھٹا جاتا ہے میرا آہ کلیجہ
عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

رہ رہ کے میرا سینے میں پھٹتا ہے کلیجہ
میدان سے لوٹا نہیں اب تک میرا سقّہ
مشکیزہ چھدا خون میں ہے تر علم آیا
عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

کیوں تکتی ہیں حسرت سے پھوپھی جان ردا کو
کیا ہوگیا دریا پہ بتائیں ذرا مجھ کو
کس کے لیے روتا ہے یہ کنبہ میرا پیاسا
عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

میں ڈرتی ہوں اللہ بُرا وقت نہ لائے
کچھ دیر جو دریا سے ابھی اور نہ آئے
دم توڑ نہ دے جھولے میں اصغرؑ کہیں پیاسا
عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

یاور یہ بکا کرتی تھیں رو رو کہ سکینہ
عمو کی خبر لیجئے یا شاہ مدینہ
عمو کے بغیر اب میرا دشوار ہے جینا
عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

☆☆☆☆☆

جب مصیبت میں بشر کا نگراں کوئی نہ ہو

پیام اعظمی

جب مصیبت میں بشر کا نگراں کوئی نہ ہو
جس گھڑی چارہ گری دردِ نہاں کوئی نہ ہو
ہم سفر کوئی نہ ہو راحت جاں کوئی نہ ہو
کام آتے ہیں وہاں اشک جہاں کوئی نہ ہو
بے سہاروں کا سہارا بھی مددگار بھی ہے
ڈھال بھی ہے یہی مظلوم کی تلوار بھی ہے
وہ بھی دن تھے کہ ان اشکوں پہ لگے تھے پہرے
حکم تھا درد کے ماروں کا کے آنسو نہ بہے
العطش کی لب تشنہ سے صدا آ نہ سکے
لاش پامال ہو بھائی کی بہن اف نہ کرے
داغ ممتا کا کلیجہ سے نہ دھلنے پائے
ماں جواں لال کی میت پہ نہ رونے پائے

سوگیا رات کی بانہوں میں جو میدان بلا
اور معصوم سکینہؑ کو پدر یاد آیا
نکلی خیموں کے اندھیرے سے وہ مصروف کیا
ہر قدم پہ یہ صدا تھی کہ کہاں ہو بابا

بھولے اس پیاسی کو عباسؑ دلاور کی طرح
تم بھی میدان سے نہ لوٹے علی اکبرؑ کی طرح

کوئی سنتا نہیں فریاد بلکتی ہوں میں
اب تو خیموں کی طرف دیکھ کے ڈرتی ہوں
آپ کی راہ بڑی دیر سے تکتی ہوں میں
جانتے ہو کہ کئی روز کی پیاسی ہوں میں

غم نشینوں کو دم آب و غذا کچھ نہ ملا
ہوگئی شام طمانچوں کے سوا کچھ نہ ملا

جسم شہہ سے کبھی گھبرا کے نکالے جو خار
ڈھونڈتی تھی کبھی جسم شہہ عرش وقار
ہاتھ پھیلایا کہ لگ جائے گلے سے اک بار
چومتی تھی کبھی رخساروں پہ رکھ کے رخسار

ہائے وہ بچی جو اندھیروں میں سحر ڈھونڈتی تھی
باپ کی لاش سے لپٹی ہوئی سر ڈھونڈتی تھی

آہ کرتی تھی جو ہل جاتا تھا میدان بلا
رو کے کہتی تھی کہ بس خاک سے اٹھو بابا
رونے والوں نہ سنو تذکرہ جور و جفا
جس طرح بچی ہوئی باپ کے سینہ سے جدا

لاش شبیرؑ کی میدان میں تھراتی تھی
دیر تک شمر کے دُرّوں کی صدا آتی تھی

اف وہ ننھی سی مسافر وہ سہے غم کا سفر
یا علیؑ کہتی تھی گھبرا کے جو لگتی ٹھوکر
آتی تھی بن کی ہواؤں سے جو خوشبوئے پدر
مطمئن ہو کے ٹھہر جاتا تھا ننھا سا جگر
کہتی تھی بن میں بلاؤں گا بسیرا ہے بہت
انگلیاں تھام لو بابا کہ اندھیرا ہے بہت
آئی آواز شہہ دیں جو سہارا بن کر
دوڑی مقتل کی طرف بنت شہہ تشنہ جگر
رکھ دیا سینۂ شبیرؑ پہ مظلوم نے سر
لب پہ تھا ہائے پدر، ہائے پدر، ہائے پدر
کہتی تھی رو کے یہیں شہر بساؤں گی میں
اب تمہیں چھوڑ کے واپس نہیں جاؤں گی

☆☆☆☆☆

لیلیٰ کا چاند ڈوب گیا قتل گاہ میں

یاور اعظمی

لیلیٰ کا چاند ڈوب گیا قتل گاہ میں
اب روشنی نہیں شہہ دیں کی نگاہ میں
اکبرؑ کی لاش ڈھونڈنے نکلے ہیں شاہ دیں
ہر ہر قدم پہ ٹھوکریں کھاتے ہیں راہ میں
سقائے اہل بیتؑ کے بازو جو کٹ گئے
دریا لہو کا بہہ گیا پیاسوں کی چاہ میں

آنکھوں کے آگے بھائی کا سر تن سے کٹ گیا
زینبؑ پچھاڑیں کھاتی رہیں قتل گاہ میں

اک لاش گھر میں لائے تو اک لاش لے گئے
دن کٹ گیا حسینؑ تو فریاد و آہ میں

ملتا نہیں قرار کسی جا حسینؑ کو
گہہ خیمہ گاہ میں ہے کبھی قتل گاہ میں

جس دم گلوئے اصغرؑ بے شیر چھد گیا
کیا جانے کتنے تیر چبھے قلب شاہ میں

☆☆☆☆☆

بانوؑ نے کہا اے میرے جانی علی اکبرؑ

یاور اعظمی

بانوؑ نے کہا اے میرے جانی علی اکبرؑ
برباد ہوئی تیری جوانی علی اکبرؑ

کب بانوئے ناشاد کو اس دن کی خبر تھی
لوٹے گی قضا تیری جوانی علی اکبرؑ

پیاسے ہی لڑے پیاسے ہی دنیا سے سدھارے
ماں دے نہ سکی نزع میں پانی علی اکبرؑ

مرنے کے نہیں یہ تو ابھی بیاہ کے دن تھے
برچھی نہ ابھی تھی تمہیں کھانی علی اکبرؑ

دل خوں ہوا جاتا ہے فرقت میں تمہاری
رکتی نہیں اشکوں کی روانی علی اکبرؑ

تو احمد مرسل کی جوانی کا نشاں تھا
اعدا نے تیری قدر نہ جانی علی اکبرؑ

جس نے تمہیں مارا وہ مسلماں نہ ہوگا
تھے تم تو محمدؐ کی نشانی علی اکبرؑ

مشکل تھا ضعیفی میں یہ آسان کہاں تھا
بیٹے کی جواں لاش اٹھانی علی اکبرؑ

تم چپ ہو تو بے چین ہے دل سینے کے اندر
سب خون جگر ہوگیا پانی علی اکبرؑ

اے لعل اب آنکھوں سے سجھائی نہیں دیتا
آجاؤ میرے یوسف ثانی علی اکبرؑ

ڈر ہے کہیں مرجائے نہ بیمار تڑپ کر
کس طرح سنے گی یہ سنانی علی اکبرؑ

یاور کو بھی رونے پہ بلا لیجیے اپنے
ہے شغل میرا مرثیہ خوانی علی اکبرؑ

☆☆☆☆☆

نیزۂ ظلم نے کب سینۂ اکبرؑ توڑا

تجمل لکھنوی

نیزۂ ظلم نے کب سینۂ اکبرؑ توڑا
قلبِ محبوب الٰہی دل حیدرؑ توڑا

نہر پر ہاتھ کٹا کے دل سرورؑ توڑا
دم بھی جعفر کی طرح ثانی جعفرؑ توڑا

حرفِ بیعت دم شمشیر سے آگے نہ بڑھا
شہہ رگ گردنِ سرورؑ نے یہ خنجر توڑا
کرلیا نہر پہ قبضہ تن تنہا اُس نے
جس کے بابا نے اکیلے درِ خیبر توڑا
پس گیا شمر کا دل دیکھ کے حال اصغرؑ
اپنے سبط نبیؐ شیشہ سے پتھر توڑا
کہتے تھے شاہ کے انصار کوئی فرق نہیں
خاک پہ مر گئے یا دم سر بستر توڑا
بولیں لیلیٰ ہوئی سرورؑ بصارت زائل
تم نے کس طرح سے دم اے علی اکبرؑ توڑا
حق یہ ہے سبطِ پیمبرؐ نے بڑا کام کیا
زورِ سیلاب بلا خوں میں نہا کر توڑا
ختم کیں عشق الٰہی کی حدیں سرورؑ نے
سجدہ تیغوں میں کیا دم تہہ خنجر توڑا
کفر کے سر کو زمیں بوس کیا ٹھکرا کے
آسمان ظلم کا مولا نے جھکا کر توڑا
ساتھ گھوڑوں سے گرے زینبؑ مضطر کے پسر
ان میں دم بھائی نے بھائی کے برابر توڑا

کیوں نہ کافر کہیں ہم اس کو تجلّی
جس نے رشتۂ الفت اولاد پیمبرؐ توڑا

☆☆☆☆☆

گھٹا الم کی اگر چھا گئی تو کیا ہوگا

کاظم

گھٹا الم کی اگر چھا گئی تو کیا ہوگا — پدر کی گود میں نیند آ گئی تو کیا ہوگا
امید لے کے کرم کی بڑھے تو ہیں لیکن — جو تیر بن کے قضا آ گئی تو کیا ہوگا
علم تو دے چکے عباسؑ باوفا کو حسینؑ — سکینہؑ مشک لئے آ گئی تو کیا ہوگا
دہم کو اس لیے عجلت تھی مرنے والوں کو — حیات موت سے گھبرا گئی تو کیا ہوگا
بنا کے تربت بے شیر سوچتے ہیں حسینؑ — لحد کے سامنے ماں آ گئی تو کیا ہوگا
در خیام پہ تجھ کو سلام کرنے حبیبؑ — بہن حسینؑ کی گزر آ گئی تو کیا ہوگا

ملے گا جب ترے کاظم کو ساغرِ کوثر
حسینؑ یاد تری آ گئی تو کیا ہوگا

☆☆☆☆☆

آج بھی گیتی کے سینہ پر اس کا علم لہرائے تو

ذکی بریلوی

آج بھی گیتی کے سینہ پر اس کا علم لہرائے تو
کوئی مگر شبیرؑ کی طرح گھر اپنا لٹوائے تو

کون پھرا بے مقنع و چادر کس کس نے بازو بندھوائے
کس نے بچایا دین محمدؐ کوئی ذرا سمجھائے تو

ہے کوئی ایسا اور مجاہد جو کہ بھلا دے پیاس اپنی
بہتے ہوئے جب نہر کے پانی پر قبضہ ہو جائے تو

پیاس کی شدت ضعف کا عالم زخمی جگر اور زخمی دل
لاش پسر مقتل سے لوگو! باپ کوئی یوں لائے تو

ماں نے کہا اے ہنسلیوں والے کیسے رضا دوں مقتل کی
سونے جنگل میں اے بیٹا تم تنہا گھبرآئے تو
خطبۂ زینبؑ گھر گھر پہنچا حق کی یوں تبلیغ ہوئی
قیدی بنا کر شام میں دشمن لال نبی کو لائے تو
کیوں نہ ذکیؔ شبیرؑ کے غم میں روئیں جن وملائک بھی
چشم سے ہر ٹپکا ہوا آنسو جب گوہر بن جائے تو

☆☆☆☆☆

دُرِ نجف سے ہٹوں گا نہ سنگ در کی طرح

سلیم

در نجف سے ہٹوں گا نہ سنگِ در کی طرح
اسی صدف میں رہوں گا سدا گہر کی طرح
وغا میں حضرت عباسؑ تھے پدر کی طرح
جبیں سے غیض ٹپکتا تھا شیر نر کی طرح
چمکتے عرش کے تارے تھے سب بنی ہاشم
اور ان میں حضرت عباسؑ تھے قمر کی طرح
جو آج غیرت اسلام بن گئے کل وہ
اُحد میں بھاگ رہے تھے وہ جانور کی طرح
سلامی قیمت اشک عزائے شاہ نہ پوچھ
بکے جدا حشر کے بازار میں گہر کی طرح
جدا ہوئے شبِ معراج کب نبیؐ وعلیؑ
بہم تھے عرش بریں پر دل و جگر کی طرح

جو داغ ماتم سبط نبیؐ تھا سینے پر
لحد میں جاتے ہی روشن ہوا قمر کی طرح

چمن کسی کا ہوا تاراج یوں خدا نہ کرے
کسی کا گھر نہ لٹے فاطمہؑ کے گھر کی طرح

جواں لسپر کے کلیجے سے کھینچ لی برچھی
حسینؑ کس میں ہے ہمت تیرے جگر کی طرح

بلا کے دشت میں عریاں پڑی ہے لاش حسینؑ
دیار شام میں سیدانیوں کے سر کی طرح

گھٹا میں ڈوب گئے فاطمہؑ کے مہہ پارے
کوئی تھا شمس کی صورت کوئی قمر کی طرح

یہی ہے اجر رسالت بتا اے کلمہ گو
خیام آل کو روندا ہے رہ گزر کی طرح

کوئی یہ فاتح خیبر سے پوچھ لے مولا
جواں کی لاش اٹھائی کبھی لسپر کی طرح

غزور نام ہے احساس کمتری کا سلیم
ہر اک سے جھک کر ملو شاخ باثمر کی طرح

☆☆☆☆☆

عالم نہاں میں ذات رسالتمآب میں

سلیم

عالم نہاں میں ذات رسالتمآب میں
کتنے ہیں آفتاب اس اک آفتاب میں

کھولوں زبان کیسے علیؑ کی جناب میں
ایک شہر علم ہے جو در آیا ہے باب میں

صف بستہ کائنات ہے میری جناب میں
محوِ ثنا ہوں بارگاہ بو تراب میں

لے لے نہ جان حسرتِ دیدار یا امام
بس اب نہ آزمائیے رہ کر حجاب میں

رکھتا ہے کد جو دل میں علیؑ سے اُسے کبھی
جنت نصیب ہو نہیں سکتی ہے خواب میں

کرتی جو بابِ علم سے اُمت حصول علم
یوں ٹھوکریں نہ کھاتی رہ انتخاب میں

منکر نکیر کر نہ سکے پھر کوئی سوال
نادِ علیؑ جو میں نے سنائی جواب میں

نام خدا علیؑ ہے تو اسم امامؑ بھی
دونوں مزے ہیں، بندگیٔ بو تراب میں

دشمن وصی احمد مُرسل کا با خدا
یاں تھا عذاب جان وہاں ہے عذاب میں

کھایا کسی سے اور نہ لگایا کسی کو زخم
ایسے بھی تھے جناب نبیؐ کی جناب میں

قیمت لگی جو اشکِ عزائے حسینؑ کی
جنت تمام آگئی میرے حساب میں

اکبر نے برچھی کھائی ہے عین شباب میں
ایسا گہن لگا نہ کبھی آفتاب میں

پردے تو ڈالتے رہے ہر دور کے یزید
لیکن چھپا نہ ظلم کا چہرہ نقاب میں

صد مرحبا تمہاری ضعیفی کو اے حبیب
کیا کوئی یوں جہاد کریگا شباب میں

جس کا ہدف تھا اصغرؑ معصوم کا گلا
جا کر لگا ہے تیر وہ قلب رباب میں

صغرا وطن میں کہتی تھیں بابا کی خیر ہو
دادی کو سر کھلے ہوئے دیکھا ہے خواب میں

بالی سکینہؑ کہتی تھی پانی میں کیا پیوں
صورت نظر جو آتی ہے اصغرؑ کی آب میں

تا حشر اسے سلیم جو ہستی کرے وفا
لکھتا رہوں میں ساقی کوثر کے باب میں

☆☆☆☆☆

خون کے آنسو لہو لہو یہ منظر تیرے نام

رزمیؔ

خون کے آنسو لہو لہو یہ منظر تیرے نام
تپتی ریتی ہے سر لاشے سرورؑ تیرے نام

چلا ابو طالبؑ کا بیٹا آئی ندائے غیب
فرشِ نبیؐ پر سونے والے خیبر تیرے نام

خیبر و خندق بدر و اُحد میں اُونچا پرچم تیرا
جنگ کی صبحیں امن کی شامیں حیدرؑ تیرے نام

تیری غلامی رشکِ اسیری واہ تری تقدیر
آل کی خدمت دین کی نصرت قنبر تیرے نام

غربت میں جاں دیدی لیکن دامنِ آل نہ چھوڑا
حق کی رفاقت فقر کی دولت بوذر تیرے نام

حیدرؑ کی شمشیر اُحد میں کر گئی ہے تحریر
بھاگنے والے رسوائی کا دفتر تیرے نام

علم ہوئی شمشیر جو خیبر میں تو رن بولا
تیغِ علی جبریل اس کے شہپر ترے نام

علم ہوئی شمشیر تو ہنس کر شان امامت بولی
تیغ علیؑ جبرئیلؑ امیں کے شہپر تیرے نام

کیسی چین کی نیند آئی ہے تلواروں کے نیچے
سونے والے آج نبیؐ کا بستر تیرے نام

سر ننگے اے جانے والی بازارِ کوفہ میں
قدرت نے تطہیر کی لکھ دی چادر تیرے نام

سہرے کا ارمان ہے دل میں ماں کو کیا معلوم
موت جوانی نے لکھ دی ہے اکبرؑ تیرے نام

چاند سا چہرہ خون میں غلطاں باپ کا بازو زخمی
پیاس کی شدت موت کی لذّت اصغرؑ تیرے نام

شمر نے سب کو مارے طمانچے، کانوں سے دُر کھینچے
اس بھوکی پیاسی بچی کے گوہر تیرے نام

سر ننگے اے جانے والی بازار کوفہ میں
قدرت نے تطہیر کی لکھ دی چادر تیرے نام

خطبۂ زینبؑ سن کر رزمیؔ کہتے ہیں جبرئیل
ثانئ زہراؑ نطق علیؑ کے جوہر تیرے نام

☆☆☆☆☆

تھا شام کے زنداں میں سکینہؑ کا یہ نوحہ، کب آؤ گے بابا

آلِ حیدر

تھا شام کے زنداں میں سکینہؑ کا یہ نوحہ، کب آؤ گے بابا
اب اور کہاں تک مجھے رلواؤ گے بابا، کب آؤ گے بابا

اب بھی نہ خبر لی تو میں زندہ نہ رہونگی، میں بچ نہ سکونگی
دل کانپتا ہے دیکھ کے زنداں کا اندھیرا، کب آؤ گے بابا

اب رات بھی ہیں چین سے سونے نہیں پائی، عموں ہیں نہ بھائی
پھٹ جائے کہیں شدت غم سے نہ کلیجہ، کب آؤ گے بابا

بھیا علی اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں نہ عموں، روٹھے ہیں یہ سب کیوں
چلاتی ہوں رو رو کے کوئی بھی نہیں آتا، کب آؤ گے بابا

اب میرا مقدر ہے یہی خاک پہ سونا، تکیہ نہ بچھونا
سونے کے لیے آپ کا سینہ نہ ملیگا، کب آؤ گے بابا

میں کیسے یقین کرلوں کہ فریاد یہ میری، تم تک نہیں پہنچی
سنتے رہے اور حال بھی میرا نہیں پوچھا، کب آؤ گے بابا

بے پردہ پھرائے گئے بازار میں جس دم، کیوں مر نہ گئے ہم
ہر گام پہ میں نے تمہیں رو رو کے پکارا، کب آؤ گے بابا

بابا کو بلادے کوئی گھٹتا ہے میرا دم، ہے وقت بہت!
بے کس کی تو فریاد بھی کوئی نہیں سنتا، کب آؤ گے بابا

☆☆☆☆☆

بین کرتی تھیں یہ زینبؑ کہ بچاؤ بھائی

آل حیدر

بین کرتی تھیں یہ زینبؑ کہ بچاؤ بھائی
خیمے جلتے ہیں مدد کے لیے آؤ بھائی

جلوۂ عام میں بے پردہ ٹھہری ہے زینبؑ
بنتِ زہراؑ کو لعینوں سے بچاؤ بھائی

غش میں ہیں سیّد سجادؑ جلے خیموں میں
آ کے بیمار کو گودی میں اٹھاؤ بھائی

تم تو پہچان سکو گے نہ ہماری صورت
اپنی صورت ہمیں اک بار دکھاؤ بھائی

اب تو اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں نہ بھائی عباسؑ
ہیں رسن بستہ حرم ان کو چھڑالو بھائی

ہے گلا خشک سکینہؑ کا لبوں پر دم ہے
پانی دریا سے اسے لا کے پلاؤ بھائی

ہچکیاں لے کے وہ روتی ہے بلاتی ہیں تمہیں
اپنے سینے پہ سکینہؑ کو سلاؤ بھائی

قید خانے سے یہ زینبؑ کی صدا آتی ہے
اپنی بیٹی کے جنازے کو اٹھاؤ بھائی

خالی ہاتھوں کو جو دیکھا تو تڑپ کر بولیں
ننھے اصغرؑ کو نہ تم ہم سے چھپاؤ بھائی

☆☆☆☆☆

السّلام اے خاتمِ کارِ نبوّت السّلام

السّلام اے خاتمِ کار نبوّت السّلام

اے شہید کربلا اِتمام حجّت تو نے کی
اب تو کہہ لینے دے تکمیل نبوت تو نے کی
منتہائے ظلم پر تو صبر کی منزل میں تھا
اے حسینؑ ابن علیؑ تو حق کی کس منزل میں تھا

السّلام اے خاتمِ کار نبوّت السّلام

پائے استقلال سے ہر غم کو ٹھکراتا ہوا
کربلا تک آگیا یہ بات دہراتا ہوا
کیا حقیقت موت کی نزد حسینؑ ابن علی
آؤ دیکھو موت ہے ہم سے جری یا ہم جری

السّلام اے خاتمِ کار نبوّت السّلام

وہ سحر عاشور کی وہ قہرو ظلمت کی سحر
وہ بہتر ۷۲ کے لیے دنیائے آفت کی سحر
وہ سحر جس کی ضیا اک سرمدی آواز ہے
جس میں ہمشکل پیمبر کی اذاں کا ساز ہے

السّلام اے خاتمِ کار نبوّت السّلام

رعب و دولت سے تنزل میں تھی کائنات
دیدنی تھا فاطمہؑ کے لال کا پائے ثبات
قدسیوں میں شور تھا اس کی جبیں پر خم نہ تھا
اس کے چہرہ کا تبسم بڑھ رہا تھا کم نہ تھا

السّلام اے خاتمِ کار نبوّت السّلام

الاماں! وہ دُھوپ کی شدت عطش کی اُلجھنیں
اصغرؑ بے شیر کی وہ اضطرابی کروٹیں
ہائے جن بچوں کو پالا تھا انہوں نے ناز سے
جا رہے تھے آج وہ رن میں عجب انداز سے
السّلام اے خاتمِ کار نبوّت السّلام

جن کے چہروں پر نمایاں کمسنی کا بھولا پن
کیا سمجھتے موت کا مفہوم وہ گل پیرہن
موت سے لڑنے کو نکلے اور بازی لے گئے
اہل عالم کو سبق جینے کا غازی دے گئے
السّلام اے خاتمِ کار نبوّت السّلام

ہوگئیں جب کربلا میں ختم سب قربانیاں
اکبرؑ عباسؑ بھی دکھلا چکے جاں بازیاں
کیا کیا اصغرؑ کو لے آئے کھلے میدان میں
آخری گوہر بھی لاکر رکھ دیا میزان میں
السّلام اے خاتمِ کار نبوّت السّلام

تین دن کی پیاس میں اور دھوپ میں وہ مہ لقا
باپ کے ہاتھوں پہ تھا منظر ہلال عید کا
اشجع عالم کہاں ہوشان دلبر دیکھ لو
خندق و خیبر کے غازی جنگ اصغرؑ دیکھ لو
السّلام اے خاتمِ کار نبوّت السّلام

ظلم کی حد اور ضبط دل دکھانے کے لئے
اک ندائے عام تھی سارے زمانے کے لیے
گود میں شبیرؑ کے اصغرؑ کی صورت دیکھ لو
اہل دل اہل نظر لو حق کی قیمت دیکھ لو
السّلام اے خاتمِ کار نبوّت السّلام

شاہ دین نے اس طرف کچھ لال سے اپنے کہا
اُس طرف سے حُرملا کا تیر سہہ پہلو چلا
چھوٹا سا منکا ڈھلا غنچہ ذہن گل ہوگیا
بجھ گئی لو تشنگی ، بانو کا دلبر سوگیا
السّلام اے خاتمِ کار نبوّت السّلام
السّلام اے کربلا کے ننھے غازی السّلام
السّلام اے ہنسلیوں والے سپاہی السّلام
مُسکرا کر تو نے جو کھایا تھا اے روشن زمین
آج تک پیوست ہے انسان کے دل میں وہ تیر
السّلام اے خاتمِ کار نبوّت السّلام

☆☆☆☆☆

قربانی ارباب وفا مانگ رہی ہے

قربانی ارباب وفا مانگ رہی ہے پیاسوں کا لہو کرب و بلا مانگ رہی ہے
مولا میرے اسلام کی بگڑی ہوئی صورت ہمشکل پیمبر کی ضیاء مانگ رہی ہے
عباسؑ کو لڑنے کی اجازت نہیں ملتی
ہمت ہے کہ میدان وغا مانگ رہی ہے

پھر کفر نے ہموار کیے آج اندھیرے پھر تیغ علیؑ آج جلا مانگ رہی ہے
ایک وار کیا حضرت قاسمؑ نے یہ کہہ کر میں کیا کروں ارزق کو قضا مانگ رہی ہے
شبیرؑ کے جلتے ہوئے خیمون کی اداسی
دریا تیرا پانی بخدا مانگ رہی ہے

سقائے سکینہؑ پسرِ ساقی کوثر! دنیا تیری چوکھٹ پہ وغا مانگ رہی ہے
اے غیرتِ اسلام نظر اپنی جھکا لے امت سر زینبؑ سے ردا مانگ رہی ہے
تاریک ہے شبیرؑ کی نظروں میں زمانہ
آغوش کے پالوں کو قضا مانگ رہی ہے

خاتون جناں پیش خدا روز قیامت خدماتِ پیمبر کا صِلہ مانگ رہی ہے
اولادِ پیمبر پہ عجب وقت پڑا ہے! ایک ایک سے پردہ کو ردا مانگ رہی ہے

☆☆☆☆☆

اُم رباب بیٹھی شہہ دیں کی قبر پر

اُم رباب بیٹھی شہہ دیں کی قبر پر
تھیں محو اس طرح سے کہ ہٹتی نہ تھی نظر
زینب بڑھی یہ دیکھ کہ بولیں جھکا کے سر
اٹھیئے بہت ہے دور کا بھابھی ابھی سفر
ایک آہ کی رباب یوں پھٹ گیا جگر
بولی تڑپ کر زینبؑ مُضطر سے نوحہ گر

بیٹا ہے کربلا میں تو بیٹی ہے شام میں
کیجئے دعا یہ بارگاہ خاص و عام میں
سوجاؤں میں بھی قبر شاہ تشنہ کام میں
حسرت نہیں کچھ اور میں اب جی کے کیا کروں
میں جی کے کیا کروں

اصغرؑ سدھارے سامنے نظروں کے آپ کی
توڑا ہے دم سکینہؑ نے گودی میں آپ کی
جھولی میں کچھ رہا نہیں بی بی رباب کی
یہ آ گیا ہے دور میں اب جی کے کیا کروں
میں جی کے کیا کروں

تھا جس سے زندگی میں اجالا چلا گیا
چھ ماہ جس کو گود میں پالا چلا گیا
بی بی ہمارا ہنسلیوں والا چلا گیا
کیا رہ گیا اب اور میں اب جی کے کیا کروں
میں جی کے کیا کروں

مانگے گی مجھ سے فاطمہ صغرٰؑا جو بھائی کو
دوں گی جواب کیا میں بھلا غم ستائی کو
کیا منہ دکھاؤں احمدؐ مرسل کی جائی کو
جینے کے ہیں طور میں جی کے کیا کروں
میں جی کے کیا کروں

شوہر ہے میرے ساتھ نہ بیٹا ہے پاس میں
دیکھوں میں کس راہ جیوں کس کی آس میں
کیا رہ گیا ہے جسم کی بوسیدہ سانس میں
میں جی چکی بس اور میں اب جی کے کیا کروں
میں جی کے کیا کروں

بیوہ حسنؑ کی کبریٰ سی بیٹی اُجڑ گئی
اوروں کا کیا خود آپ کی گودی اُجڑ گئی
زہرؑا کا گھر رسولؐ کی کھیتی اُجڑ گئی
خود سوچئے بغور میں اب جی کے کیا کروں
میں جی کے کیا کروں

کب سے کھڑی ہوں آس لگائے میں راہ میں
جاؤں کہاں بتائیں اس حال تباہ میں
شق ہو کے لے لے مجھ کو بھی اپنی پناہ میں
اے دشتِ ظلم و جور میں اب جی کے کیا کروں
میں جی کے کیا کروں

☆☆☆☆☆

باقی رہا ہے کون جہاں میں فنا کے بعد

باقی رہا ہے کون؟ جہاں میں فنا کے بعد
زندہ مگر حسینؑ ہے قتل جفا کے بعد

آقا ہے وہ ہمارا ہم اس کے غلام ہیں
قبضہ ہے کائنات پہ جس کا خدا کے بعد

ہے مرقد حسینؑ تمنائے آخری
جنت بھی گر ملے تو نہ لے کربلا کے بعد

نصرت کو آرہے ہیں ملک چھوڑ کر فلک
پایا شرف حسینؑ نے یہ انبیا کے بعد

پردہ کی آیتوں کی یہ تفسیر دیکھ لو
بالوں سے منہ چھپائے حرم میں ردا کے بعد

کرکے بلند ہاتھوں پہ اصغرؑ کو بولے شاہ
باقی نہیں ہے اب کوئی اس مہ لقا کے بعد

☆☆☆☆☆

ہائے سیدہؑ تو نے چین اک نہ پل پایا

ہائے سیدہؑ تو نے چین اک نہ پل پایا
بچپنا ہی تھا سر سے ماں کا اٹھ گیا سایہ

پارہٗ رسالتؐ ہے زینت ولایت ہے
تیری ذات سے قائم حشر تک امامت ہے
تا ابد سروں پر ہے تیرے نور کا سایہ

دو جہاں میں واحد سیدہؑ ہے وہ مظلوم
باپ کی وراثت سے جس کو کر دیا محروم
اُمّت محمدؐ ہائے کیا ستم ڈھایا

یہ اٹل حقیقت ہے کیسے چپ رہیں ہم لوگ
بول اے زمانے بول اس کو کیا کہیں ہم لوگ
حق کے نام پر جس نے عین حق کو جھٹلایا

بچپنے سے عادی تھی تو غم اٹھانے کی
ساتھ باپ کے جھیلیں سختیاں زمانے کی
تجھ پہ اس زمانے نے کیا ستم نہیں ڈھایا

پھر رہا ہے نظروں میں وہ شکستہ در تیرا
بعد احمدؐ مرسل کس کس نے منہ پھیرا
یاد کر کے وہ منظر کون کون یاد آیا

بیت حذن کی تعمیر اور یہ عزاداری
یہ تو تیری سنّت ہے اے رسولؐ کی پیاری
حق کی چاہ میں رونا تو نے ہم کو سکھلایا

☆☆☆☆☆

لکھا ہے ہر ورق پہ تاریخ کربلا کے

لکھا ہے ہر ورق پہ تاریخ کر بلا کے
دریا بہا دیئے ہیں عباس نے وفا کے

ایثار کا نمونہ قربانیوں کا پیکر
انصار و اقربا ہیں مظلوم کر بلا کے

مولا کے ناصروں نے نصرت میں دین حق کی
مفہوم ہی بدل کر دکھلا دیئے قضا کے

شہہ نفسِ مطمئن کے تفسیر بن گئے ہیں
تیغوں کے زیر سایہ سجدہ سر جھکا کے

اسلام کے جسد کو تھی خون کی ضرورت
اکبرؑ نے زندگی دی اپنا لہو بہا کے

طے کی تھی کر بلا میں صبر و رضا کی منزل
شبیرؑ نے اکیلے اکبرؑ کی لاش اٹھا کے

باطل کا ہر ارادہ پامال کردیا
تیر ستم کی زد پر اصغر نے مسکرا کر

بے شیر گیا ہے ننھا گلا چھدا کے
بے شیر کا تبسم ہونٹوں پہ کر بلا کے

خود موت کے جبیں پر تھا موت کا پسینہ
اصغر جو مسکرائے آغوش میں فضہ کے

ہے یاد گار عالم مولا کی ناخدائی
ڈوبے مگر سفینہ اسلام کا بچا کے

☆☆☆☆☆

مسجد کوفہ ہے روزہ دار ہے

مسجد کوفہ ہے روزہ دار ہے
فرق سے اونچی لہو کی دھار ہے
آہ داماد پیمبر کے لئے
زہر میں ڈوبی ہوئی تلوار ہے
کہہ رہا ہے زخم سر سے بہہ کے خون
دوسرا سجدہ بہت دشوار ہے
رات تک آباد تھا حق کا مکاں
صبح کو اجڑی ہوئی سرکار ہے
فرق پاکِ مرتضٰی میں تیغ ہے
یا کلام اللہ میں تلوار ہے
زخم سر ہے حیدرؑ کرار ہے
دھیمی دھیمی نبض کی رفتار ہے
خون میں ہے غرق دامادِ نبیؐ
سانس کا لینا بہت دشوار ہے

☆☆☆☆☆

رن میں ہے نالہ کناں زینبؑ دلگیر حسینؑ

رن میں ہے نالہ کناں زینبؑ دلگیر حسینؑ
لو خبر جلا کے بے پردہ ہے ہمشیر حسینؑ

ہاتھ ملتی تھی بہن بھائی کا کٹتا تھا گلا
کچھ نہ بس چل سکا مجبور تھی ہمشیر حسینؑ

ہوتے عباسؑ جو زندہ تھی بھلا کس کی مجال
کرتا یوں آلِ نبیؐ کی کوئی تشہیر حسینؑ

سات سو۷۰۰ کرسی نشینوں کا جہاں ہو مجمع
ہے رسن بستہ وہیں وارث تطہیر حسینؑ

بے خطا سبط پیمبر کا گلا کاٹا ہے
شام و کوفہ میں تھی زینبؑ کی یہ تقریر حسینؑ

لب پہ اس وقت بھی تھا شکر خداوند جلیل
جبکہ ہاتھوں پہ تڑپتا رہا ہے بے شیر حسینؑ

☆☆☆☆☆

ذوالفقار حیدری

لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار

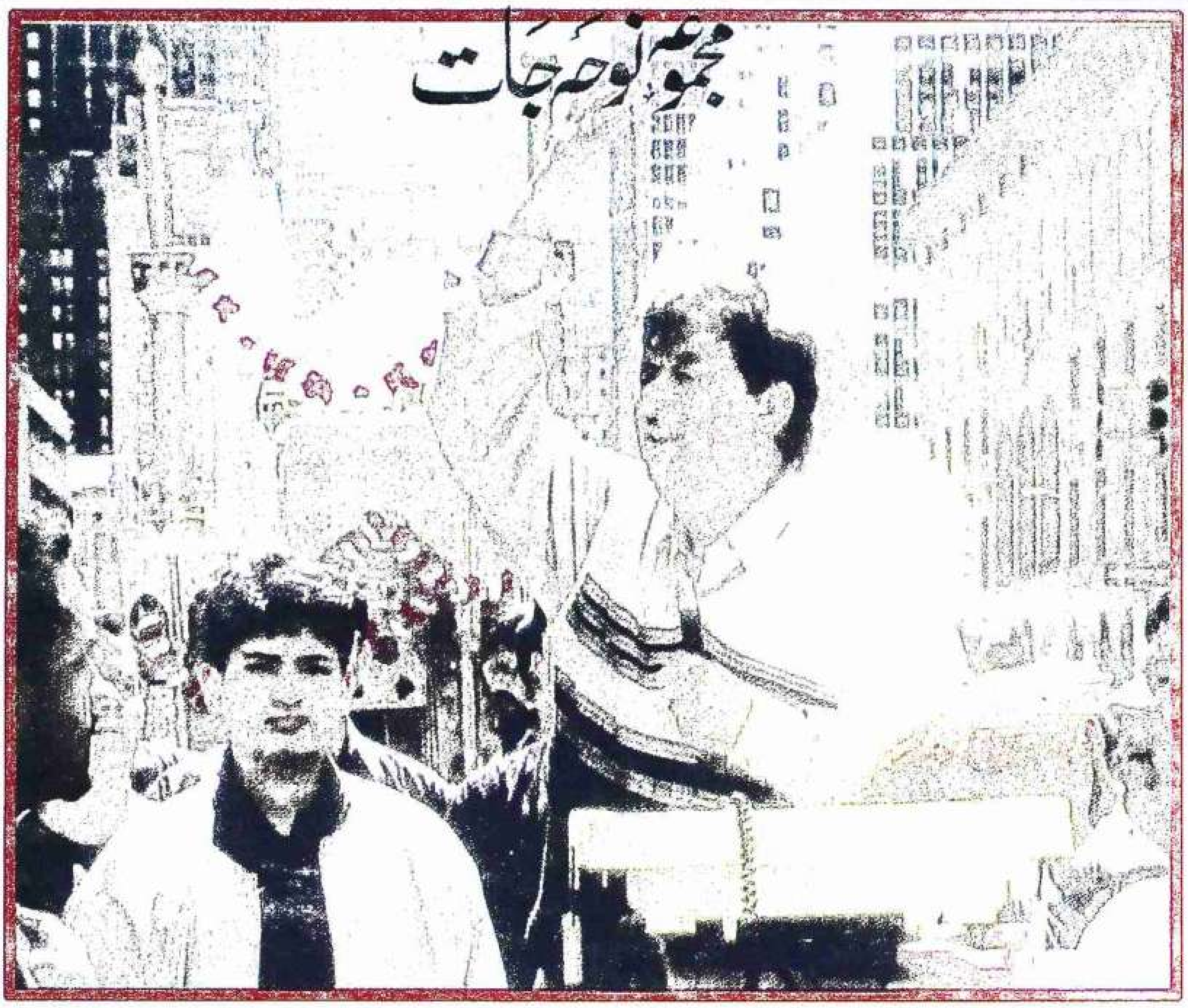

میں ذاکر ہوں حسینؑ ابن علی کا یہ دعا کیجیے
شرف یہ نسل سے میری قیامت تک نہیں جائے

سید علی محمد رضوی (سچے بھائی)

انجمن ذوالفقار حیدری

MBA
محفوظ بک ایجنسی امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ کراچی